تذکرہ ابو حبیب

قدس سرہ العزیز

تالیفِ لطیف:

احقر العباد مفتی مہرداد سلطانی سیفی کان اللہ لہ

روایت علماء سے معلوم ہوا کہ آپ کے سر میں دماغ عالمانہ، سینے میں دل صوفیانہ، لباس میں جھلک درویشانہ، اندازِ سخن محققانہ اور طرزِ حیات مجاہدانہ ہے۔ آپ بیک وقت عالمانہ جلال، صوفیانہ جمال اور درویشانہ کمال کے وارث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جیسی شخصیات اپنے جلیل القدر اور اعلیٰ کارناموں کی بدولت تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہوتی ہیں اور جو قیامت تک زندہ رہتی ہیں

مفتی محمد حسین صدیقی گیلانی
(دارالعلوم نعمانیہ، گوجرانوالہ)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا، مجددِ عصر، قیومِ زمان، قطب الارشاد، شیخ المشائخ، حضرت سیدی آخندزادہ سیف الرحمن مبارک پیرِ ارچی وخراسانی قدس سرہ العزیز کی سیرت ومعمولات پر مشتمل ایک ایسی انمول کتاب جو سالکین راہ معرفت کیلئے مشعلِ راہ ہے

ناشر: جامعہ مجددیہ سیفیہ (رشید آباد کراچی)

تذکرہ

قدس سرہ العزیز

ابو حبیب

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیّہ کے عظیم روحانی پیشوا، مجدّدِ عصر،

قیومِ زماں، قطب الارشاد، شیخ المشائخ، حضرت سیّدی

اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک

(پیرِ ارچی وخراسانی) قدس سرہ العزیز کی

سیرت و معمولات و تعلیمات

پر مشتمل ایک ایسی انمول کتاب جو سالکینِ راہِ معرفت کے لیے مشعلِ راہ ہے

تالیفِ لطیف: فقیر مہرداد سلطانی سیفی

ناشر: جامعہ مجدّدیہ سیفیہ (رشید آباد، بلدیہ ٹاؤن) کراچی

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:	تذکرۂ ابو حبیب (قدس سرہ العزیز)
نام مؤلف:	شیخ التفسیر والحدیث حضرت علّامہ مولانا **مہر داد سلطانی سیفی** (دامت برکاتہم العالیہ)
اشاعتِ اوّل:	نومبر 2017ء (بمطابق ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ)
تعداد:	1000 (ایک ہزار)
کمپوزنگ:	محمد اطہر سیفی
ناشر:	شعبۂ نشرواشاعت **جامعہ مجدّدیہ سیفیہ** (متصل جامع مسجد خضریٰ)
ملنے کا پتہ:	**جامعہ مجدّدیہ سیفیہ** (متصل جامع مسجد خضریٰ) محلہ حبیب آباد، رشید آباد، بلدیہ ٹاؤن، کراچی
رابطہ نمبر:	**0345-9358768**

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

یادداشت / نوٹس

دورانِ مطالعہ، یہاں آپ کسی خاص موضوع کے متعلق اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرماسکتے ہیں

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر

حمدِ باری تعالیٰ

ترے کرم کا ہو کیسے بیان لفظوں میں
قلم میں اتنی ہے قوت، نہ جان لفظوں میں

جو تیرے لطف و کرم کی حدوں کو چھو پائے
کہاں سے آئے گی ایسی اٹھان لفظوں میں

میں خود بھی گنگ ہوا دیکھ کر جلال ترا
میں ڈھونڈنے کو چلا تھا زبان لفظوں میں

ترے کرم کا احاطہ کروں تو کیسے کروں
نہ سوچ میں ہے، نہ اتنی اڑان لفظوں میں

نہ اتنا ظرف ہے اس کا، نہ اتنی گہرائی
سما سکے گا کہاں آسمان لفظوں میں

لکھے جو حمد تری، سوچ کر لکھے ایسے
جبیں ہو در پر ترے اور دھیان لفظوں میں

ترے ہی ذکر سے ملتی ہے تازگی دل کو
ترے ہی ذکر سے آتی ہے جان لفظوں میں

کروں میں نذرِ خدائے عظیم کیا خالد
نہ کوئی حسنِ تخیل، نہ شان لفظوں میں

(خالد شفیق صاحب)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

ظلمت میں جب کہ نور کو پیدا کیا گیا
تاریکیوں کو دہر سے چلتا کیا گیا

اوصاف ہر رسول کو خالق نے کچھ دیئے
شاہِ رُسل کو خلق میں یکتا کیا گیا

رفعت کسی کے ذکر کو ایسی کہاں نصیب
جیسے میرے حضور کا چرچا کیا گیا

اے صاحبِ شفاعتِ کبریٰ تیرے طفیل
ہم بے زروں سے خُلد کا سودا کیا گیا

تا حشر آفتابِ نبوّت کے فیض سے
دھرتی کو رشکِ عالمِ بالا کیا گیا

کیا عرض کر سکوں گا پیمبر کے رُو برو
گر نعت ہی کا مجھ سے تقاضا کیا گیا

شہزاد گلستانِ مدینہ کی شکل میں
کندہ زمیں پہ خُلد کا نقشہ کیا گیا

(علامہ شہزاد مجددی صاحب)

منقبتِ قیّومِ دوراں

نہیں ہے کوئی ثانی باخدا قیومِ دوراں کا
ہر اِک انداز ہے واللہ جدا قیومِ دوراں کا

خدا کے ذکر سے آباد کر سکتا ہے سینوں کو
جو سالک ہے اجازت یافتہ قیومِ دوراں کا

جنابِ شیخ ہاشم کے خلیفہ اور نائب ہیں
ہے بالا ہر جہت سے مرتبہ قیومِ دوراں کا

وجود اُن کا ہے نورانی، کمال اُن کا ہے لاثانی
انوکھا ہے جہاں میں سلسلہ قیومِ دوراں کا

جِلا دیتے ہیں وہ مردہ دلوں کو اِک اشارے سے
ہے جاری فیض کا دریا سدا قیومِ دوراں کا

اُنہی کے در سے بے چینوں کو اطمینان ملتا ہے
ہے واقف وجد سے ہر ہر گدا قیومِ دوراں کا

چمن زارِ ولایت میں کبھی بلبل نوا تیرا
کبھی نغمہ سناتی ہے صبا قیومِ دوراں کا

مٹا دیتی ہے اُن کی اِک نظر سب داغ عصیاں کے
ہمارا حج ہے یارو دیکھنا قیومِ دوراں کا

عطا کرتے ہیں وہ شہزاد ہر سائل کو فیض اپنا
بڑا مشہور ہے جُود و سخا قیومِ دوراں کا

(علامہ شہزاد مجددی صاحب)

الانتساب

میں اپنی اس معمولی سی کاوش کو فخر الفقراء والزاهدین
حضرت خواجہ سلطان محمد سیفی ننگرھاری (دامت برکاتہم القدسیہ)
کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کے توسط سے مجھ ناچیز کو حضرت
سیّدی مبارک امام خراسانی علیہ الرحمۃ کی نسبت ملی
گر قبول افتد زہے عزّو شرف

فقیر مہرداد سلطانی سیفی

مجمل فہرستِ مضامین

تقاریظ 1

عرضِ مؤلف 18

تعارف حضرت اخندزادہ مبارک صاحبؒ 20

ابتدائی حالات 22

آپ مبارکؒ کی ازدواجی زندگی 25

آپ مبارکؒ کے مشائخِ عظّام 27

آپ مبارکؒ کی علمی شان 45

قرآنی آیاتِ مبارکہ 80

احادیثِ مبارکہ 85

پسندیدہ اشعار 109

آپ مبارکؒ کے معمولات 115

آپ مبارکؒ کے روز مرہ کے معمولات بالترتیب 143

سلاسلِ اربعہ کے اسباق کی ترتیب و تفصیل 152

خاص مہینوں کے خاص معمولات 180

تقویٰ و احتیاط 187

حُبِ رسول اکرم ﷺ اور احیائے سنت 199

ہجرت 204

وفات حسرت آیات 210
جانشینِ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ: 211
آپ مبارکؒ کی کرامات 212
آپ مبارکؒ کے بیرونِ ملک خلفائے کرام 220
معاصرین مشائخ عظام اور علمائے کرام کے تاثرات 242

مفصّل فہرستِ مضامین

تقاریظ 1

تقریظِ اوّل: (سیّد احمد حسن باچا صاحب 1

تقریظِ دوم: (سیّد احمد علی شاہ صاحب 5

تقریظِ سوم: (علّامہ عبد السّتّار صاحب 15

عرضِ مؤلف 18

تعارف حضرت اخندزادہ مبارک صاحبؒ 20

نامِ نامی اسمِ گرامی: 20

والدِ گرامی: 21

پیدائش: 21

ابتدائی حالات 22

والدہ محترمہ کی رحلت: 22

آپ مبارکؒ کا بچپن: 22

آپ مبارکؒ کے بھائی: 22

تعلیم و تربیت: 23

آپ مبارکؒ کی ازدواجی زندگی 25

اولادِ امجاد: 25

آپ علیہ الرحمۃ کے داماد: 26

آپ مبارکؒ کے مشائخِ عظّام 27

حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ: 27
مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ: 29
حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے ساتھ مرشد کی محبت: 31
شیخِ مقتداء کی بارگاہ میں مقبولیت: 35
آپ کی سندِ خلافت پر گواہان: 38
بشارات (مرشدِ کریم کی زبانِ درفشان سے): 39
اپنے شیخ کی بارگاہ میں انکساری: 40
خدمتِ شیخ: 42
پیر بھائیوں پر شرف: 42
محمدی المشرب ہونا: 43

آپ مبارکؒ کی علمی شان 45

ایک عالم کے ساتھ دلچسپ مکالمہ: 45
جزئیاتِ فقہ پر عبور: 48
آپ مبارکؒ کے ملفوظات 49
اعلیٰ حضرت، فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کے تأثرات: 52
کنز الایمان پڑھانے کا حکم: 53
خواتین کے ارشاد و تبلیغ پر آپ کا ایک مدلل مکتوب: 54
سلسلہ عالیہ سیفیہ کے علماء و مشائخ کی تصنیفات: 72

قرآنی آیاتِ مبارکہ 80

وہ قرآنی آیاتِ مبارکہ جو آپ مبارکؒ سے اکثر سننے میں آئیں: 80

احادیثِ مبارکہ 85

وہ احادیثِ مبارکہ جو آپ مبارکؒ سے اکثر سننے میں آئیں: 85

پسندیدہ اشعار 109

فارسی زبان کے وہ اشعار جو آپ مبارکؒ سے اکثر سننے میں آئے: 109

پشتوزبان کے وہ اشعار جو آپ مبارک علیہ الرحمۃ سے اکثر سننے میں آئے: 114

آپ مبارکؒ کے معمولات 115

عمامہ شریف: 115

داڑھی شریف: 117

داڑھی کے متعلق کچھ مسائل: 120

زلف مبارک: 120

مونچھ (الشوارب): 121

وضو کا اہتمام: 122

وضو کی دعائیں: 123

مسواک کرنا: 125

تلاوتِ قرآنِ پاک: 126

نمازِ باجماعت کا اہتمام: 127

نوافل: 130

زکوٰۃ کی ادائیگی: 131
صدقاتِ نفلیہ: 131
حج: 132
جود و سخا: 133
صبر و تحمل: 134
نماز و اذکار:... 136
نماز و اذکار کے بعد کی دعائیں: 136

آپ مبارکؒ کے روز مرہ کے معمولات بالترتیب 143

ختمِ خواجگان شریف: 145
ختمِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: 145
ختمِ خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت عمر،حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم: 145
ختمِ امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:................................. 146
ختمِ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ:............................. 146
ختمِ خواجہ معصوم اوّل قدس سرہ :... 146
ختمِ حضرت شاہِ نقشبند قدس سرہ :.. 146
ختمِ حضرت مرشدنا اخُندزادہ صاحب : 147
ختمِ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ:.................................... 147
ختمِ خضر علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام : 147
سالانہ محافل: 151

سلاسلِ اربعہ کے اسباق کی ترتیب و تفصیل........................152

ابتدائی سات اذکار (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ):..................................152

ذکر نفی اثبات (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ):..................................156

تعارفِ مراقبات (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ):..................................158

نیت وقوفِ مراقبات (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ):..................................161

اسباق سلسلہ عالیہ چشتیہ سیفیہ:..172

اسباق سلسلہ عالیہ قادریہ سیفیہ:..174

اسباق سلسلہ عالیہ سہروردیہ سیفیہ:..178

خاص مہینوں کے خاص معمولات..................................180

ماہِ رمضان المبارک کے معمولات:..180

ماہِ شوال کے معمولات:..181

ماہِ ذی الحج کے معمولات:..183

ماہِ محرم الحرام کے معمولات:..183

ماہِ صَفر المظفر کے معمولات:..184

ماہِ ربیع الاوّل کے معمولات:..184

ماہِ رجب المرجب کے معمولات:..184

ماہِ شعبان المعظم کے معمولات:..184

جمعۃ المبارک کے معمولات:..185

تقویٰ و احتیاط 187

جائیداد میں سے سوتیلی ماں کا حصہ دینا: 187

فصل کے ضیاع پر سرزنش کرنا: 188

خلافِ قاعدہ اپنی اطاعت سے منع کرنا:..189

بازاری کھانے اور دیگر معاملات میں احتیاط:..189

تصویر سے اجتناب (کمبل لوٹانا): 192

تصویر سے اجتناب (کرامت بعد الوفات):..193

شرعی ضرورت کے لیے تصویر کی اجازت دینا: 194

احتیاطاً نماز کا اعادہ کرنا: 195

بیماری کی شدت اور نمازِ باجماعت: 196

اشاعتِ دین کے لیے غیر متشرع شخص کی پیشکش کو قبول نہ فرمانا:..198

حُبِ رسول اکرم ﷺ اور احیائے سنت..199

عمامہ نہ باندھنے پر سرزنش: 200

مسنون طریقے پر عمل کی تلقین:..201

تارکِ سنت کو علمِ دین پڑھانے کی ممانعت: 202

ہجرت 204

پاکستان کی طرف ہجرت:..204

پشاور باڑہ خیبر ایجنسی سے لاہور آمد: 205

وفات حسرت آیات 210

عرس مبارک: 210

جانشینِ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ: 211

صاحبزادہ علاّمہ محمد سعید حیدری صاحب دامت برکاتہم 211

آپ مبارکؒ کی کرامات 212

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء: 212

زیارتِ رسول ﷺ سے مشرف فرمانا: 214

خواب میں پھینکے گئے چھینٹوں کا حقیقت میں موجود ہونا: 215

بیماری کی اصل وجہ کی نشاندہی فرمانا: 216

چوری کے مال کا تحفہ واپس کرنا: 216

آپ مبارکؒ کی خدمت سے جنّت کی بشارت: 217

آپ مبارکؒ کے تبرک سے طوطلا پن دُور ہونا: 218

آپ مبارکؒ کے بیرونِ ملک خلفائے کرام 220

آپ مبارکؒ کے مغربی ممالک میں خلفائے کرام: 220

آپ مبارکؒ کے ہندوستان (انڈیا) میں خلفائے کرام: 231

آپ مبارکؒ کے ملکِ ایران میں خلفائے کرام: 233

معاصرین مشائخ عظام اور علمائے کرام کے تاثرات 242

مفکر اسلام علامہ ریاض حسین شاہ صاحب (ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان): 242

حضرت علامہ سید تراب الحق شاہ قادری (امیر جماعت اہلسنت، صوبہ سندھ): 244
مفتی محمد سرفراز نعیمی ازہری شہید(ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان): 244
جانشین ضیاء الامت حضرت پیر امین الحسنات شاہ صاحب: 244
شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی (سرگودھا): 245
محمد رضا ثاقب مصطفائی (جامعۃ المصطفیٰ گوجرانوالہ): 245
علامہ غلام رسول فیصل آبادی: 245
مناظر ابنِ مناظر حضرت علامہ عبد لتواب صدیقی: 245
صاحبزادہ حافظ حامد رضا (وزیرِ ٹرانسپورٹ): 246
صاحبزادہ محمد فضل الرحمان اوکاڑوی (جامعہ اشرف المدارس):.....................246
علامہ غلام شبیر نقشبندی (جامعہ صفۃ المدینہ گجرات): 246
استاذ الاساتذہ جامع معقول و منقول مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی 246
صاحبزادہ محمد حسین آزاد (ایڈیٹر مجلہ العلماء لاہور، منہاج القرآن علماء کونسل):.....247
جگر گوشۂ غزالیٔ زماں علامہ سید مظہر سعید کاظمی :..............................247
مفتی محمد العلیم قادری (دارالعلوم قادریہ سبحانیہ): 248
علامہ محمد اقبال اظہری (مہتمم مدرسہ محمدیہ اظہر العلوم شجاع آباد): 250
حافظ محمد فاروق خان سعیدی (امیر جماعت اہلسنت پاکستان، ضلع ملتان): 252
الحاج صوفی محمد بشیر (چیئرمین اسلامک فاؤنڈیشن،مانچسٹر):........................253
صاحبزادہ محمد فضل الرحمٰن اوکاڑوی(مہتمم جامعہ اشرف المدارس ، اوکاڑہ): 254
محمد مظہر فرید شاہ (نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ، ساہیوال): 255
علامہ صاحبزادہ حفیظ اللہ شاہ مہروی (جامعہ مہرویہ حفیظ العلوم):....................256
استاذ القراء قاری المقریقاری محمد اعظم نورانی: 259

حضرت علامہ غفران محمود سیالوی(ناظم تعلیم و تربیت، جماعت اہلسنت راولپنڈی): ..261
حضرت علامہ مولانا پروفیسر حبیب اللہ چشتی (لیکچرار ایف جی کالج ، اسلام آباد): 266
محمد معروف محمدی سیفی(اسلام آباد): 268
علامہ غلام بشیر نقشبندی(جامعہ صفۃ المدینہ، گجرات): 269
پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف سیالوی: 270
صاحب زادہ محمد ساجد چشتی(آستانہ چشتیہ حضرت علامہ صائم چشتی، فیصل آباد): 270
سید محمد منور شاہ نقشبندی (جامعہ علیمیہ اسلامیہ کراچی) : 275
مفتی عبد العلیم قادری چشتی(قادریہ سبحانیہ ، شاہ فیصل کالونی کراچی): 282
صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی (ممبر قومی اسمبلی): 283
حضرت استاذ العلماء علامہ سید شاہ حسین گردیزی(کراچی): 284
علامہ مولانا شیخ الحدیث والتفسیر عبد الرزاق بتھرالوی : 286
حضرت علامہ مولانا پروفیسر افضل جوہر صاحب (مہتمم جامع حنفیہ مہریہ، واولپنڈی): 286
جانشین ضیاء الامت حضرت پیر محمد امین الحسنات شاہ: 287
علامہ محمد مقصود احمد (سابق خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش، لاہور): 289
سید امداد حسین شاہ بخاری (خطیب مرکزی جامع مسجد فیض مدینہ کامونکی): 291
علامہ صاحبزادہ غلام مرتضیٰ شازی (مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء القرآن شیخوپورہ): 291
استاذ العلماء علامہ محمد بشیر الدین سیالوی (متمم قمر العلوم قمر سیالوی روڈ گجرات): ...292
مفتی پیر مختار احمد غوثوی: 293
خطیب پاکستان مولانا سیّد بشیر حسین شاہ حافظ آبادی: 294
مفتی محمد حسین صدیقی گیلانی دار العلوم نعمانیہ گوجرانوالہ: 295
مفتی ابوالحسن محمد اشرف قادری (بانی جامعہ اشرفیہ رضویہ مظہر الاسلام، شیخورہ): ...298

مفتی محمد بشیر احمد غازی:.. 299
حافظ محمد ارشاد(صدر مدرّس جامعہ منظور المشائخ): 299
علامہ صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ نقشبندی (ناظم اعلیٰ، جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور):... 300
چوہدری محمد الیاس گجر (صدر ڈسٹرک اینڈ جرنلسٹ ایسوسی ایشن، شیخوپورہ): 301
مولانا مفتی محمد یعقوب قادری رضوی (مہتمم و صدر مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ لاہور) 302
پروفیسر محمد نذیر چیمہ (والد بزرگوار شہیدِ ناموسِ رسالت غازی عامر چیمہ شہید):.... 303
شیخ الحدیث ،مولانا محمد اشرف سیالوی (سرگودھا):.................................. 304
مولانا غلام محمد سیالوی (ناظم امتحانات تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان): 309
صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی (سجادہ نشین درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ):......... 311
حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری (ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی):..... 312
محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری:.. 314
جانشینِ فقیہ العصر ، استاذ العلماء ، مولانا محمد عبد الحق بندیالوی مدظلہ: 315
صاحبزادہ شاہ اویس نورانی (کراچی): 316
علامہ صاحبزادہ سیّد مصطفیٰ اشرف رضوی (مہتمم جامعہ حزب الاحناف، لاہور):...... 317
صدر المشائخ پیر محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری (سجادہ نشین ڈھانگری شریف): 319

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

تقاریظ

تقریظِ اوّل:

جگر گوشہٴ قیومِ زمان، صاحبِ علم و عرفان، صاحبزادہ والاشان، حضرت علامہ مولانا

سیّد احمد حسن باچا صاحب دامت برکاتہم القدسیہ

(مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ، فقیر آباد شریف، لاہور)

نحمد اللہ علی نعمائہ ونذکرہ علی آلائہ والصّلوٰۃ والسّلام علی من ھو اشرف النبیّن وسیّد المرسلین و رحمۃ للعالمین وعلی اٰلہ واصحابہ الھادین المھدیّیُن

عربی زبان کا مشہور قول ہے کہ عن المرء لا تسال واسئل قرینہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی انسان کی حیثیت اور مقام سمجھنا ہو تو اس کی سنگت کے لوگوں کو دیکھو۔ ان کا مشاہدہ کرو اور ان کے اہلِ صحبت سے اس کا مقام و مرتبہ معلوم کرو۔ عصرِ حاضر کی انقلاب آفریں شخصیات میں جس روحانی ہستی نے تھوڑے عرصے میں روحانی اور فکری انقلاب برپا کیا، وہ ہستی ہمارے محبوب اور کامل مربی حضرت امامِ خراسانی، اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ایک گمنام علاقے جس کو کوٹ (تحصیل از مضافات صوبہ ننگرہار، افغانستان) کہا جاتا ہے، میں پیدائش ہوئی۔ گھر میں کوئی بڑے نام کا ظاہراً کوئی شخص نہیں تھا کہ جس کا روحانی دنیا میں کوئی مقام ہو مگر آپ نے فضلِ خداوندی اور انتھک محنت سے اپنے والدین، علاقے کی روحانی اور مذہبی شخصیات کا دل جیتا اور اپنی والدہ کے اس قول کا مصداق بن گئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اولیاء کا سردار بنائے۔

مرشدِ اوّل اور دوم کی خدمت سے لیکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات

کے دروس اور مثنوی شریف کے اشعار کے رموز (کے بیانات) نے آپ کی بلند شان کو معاصرین اور پیر بھائیوں میں (اور) بلند کر دیا۔ اہلِ الحاد اور دہریوں (کمیونسٹ) کے خلاف جہاد کیا اور پھر ہجرت کی سعادت حاصل کی اور یوں وہ ملک جس کو میزبانِ اولیاء کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا، یعنی پاکستان میں قدم رکھا اور حقیقتِ تصوف اور طریقت سے ایک جہان کو آگاہ اور مشرف فرمایا۔

جامعة العربية السيفيه کی بنیاد رکھی اور علم، حال و قال، علمِ ظاہر و باطن اور علمِ کتاب و قلب کا عظیم مرکز ایک دُور آفتادہ قبائلی علاقے خیبر ایجنسی میں معرضِ وجود میں آیا۔ یہاں نظر آنے والی ہستیوں میں علاّمہ مولانا محمد شاہ روحانی، مولانا نجم الدین، مولانا سیّد جعفر الحسینی، مولانا علی محمد البلخی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) اور وہ سینکڑوں باکمال ہستیاں شامل ہیں جن کی عرق ریزی، کمالِ محبت اور باطنی توجہات نے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین شاہِ نقشبند (رحمۃ اللہ علیہم) کے سلسلے کو اوجِ کمال پر پہنچایا۔

اسلام کے نام پر اسلام کے بدخواہوں کا خوب مقابلہ کیا، علماءِ حقانی کا ایک جرار قافلہ تیار کر لیا جس میں پاکستان اور افغانستان کے علاوہ دیگر پڑوسی اور مغربی ممالک کے سالکین اور طالبین شامل ہیں۔ بلا فرقِ نسل و زبان، سب طالبین کی تربیت کی، عبادات اور اذکار کا والہانہ عشق ان کے سینوں میں ڈالا، اور باطنی فراست و کیفیات سے سب کو نوازا۔ ظاہری لنگر جس میں روزانہ سینکڑوں بندگانِ خدا اپنی حاجات پوری کرتے تھے، کے ساتھ ساتھ روحانی لنگر بھی خوب چلایا۔

تصوف کی منازل میں عروج کے گواہر مرشد نے عطا فرما دیئے۔ کمالاتِ نبوّت کے فیض کے حصول اور تجلی ذاتی کی عنایات سے آراستہ ہونا بھی مجددی نسبت کا فیض تھا۔ مرشدِ کریم کی حیات میں مقاماتِ غوثیت، امامت اور قیّومیت کی بشارات ملیں اور آپ کی توجہات سے ایک عالم مستفید ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے مصداق تھے کہ ان عارفین کی ایک توجہ دوسروں کے سو چلوں کا کام کرتی ہے۔ دُور دراز سے لوگ آتے تھے اور روحانی انقلاب

لیکر جاتے تھے۔ غیر مسلم اسلام کی دولت کے ساتھ ساتھ ولایت کا مرتبہ بھی حاصل کر کے اپنے اپنے علاقوں میں رُشد و ہدایت کا منبع بن جاتے تھے۔

حقیقی محبتِ رسول ﷺ کو رائج اور شائع کیا۔ دربارِ عالیہ میں اکثر و بیشتر محبوبِ ربّ العالمین ﷺ کے مناقب و نعت خوانی کی محافل ہوا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کی چھوٹی چھوٹی سنتوں پر مریدین اور اہلِ خانہ کو عامل بنایا اور مشتبہات اور منہیات سے سخت اجتناب کا درس دیا۔

بڑے بڑے علماء و مشائخ آپ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو کر اپنی محبتوں کا اظہار کیا کرتے تھے اور آپ کے والہانہ جذبۂ خدمتِ دین کا اعتراف کر کے رخصت ہوتے تھے۔ ان میں انقلابِ افغانستان کے اکابرین، صوبہ خیبر پختونخواہ (سابقہ سرحد) کے زعماء و مشائخِ طریقت اور پنجاب و سندھ کے نامور مشائخ و علماء شامل ہیں۔

تنہا گوشہ نشینی اور خلوت کے بجائے عملی دعوت اور بہادری کا درس دیا اور خاموش خانقاہوں اور مساجد کو ذکر و فکر کی محافل سے دوبارہ رونق عطا کی، اولاد و اہلِ خانہ کی بھی تربیت سے غافل نہیں رہے اور یوں ارشاد و تربیت کی خاطر عظیم افراد تیار کر کے اطرافِ عالم میں پھیلا دیے، کم و بیش پچاس ہزار خلافتیں اور لاکھوں مریدین آپ کی محنتِ شاقہ کے گواہ ہیں اور سیکڑوں دینی مدارس آپ کے متوسلین۔

الغرض آپ کے معمولات و حالات کی جھلکیاں کثرت سے ہیں جبکہ آپ کے حقیقی کمالات اور مناقب بیان کرنا شاید مجھ جیسے کمزور بندے سے ممکن نہ ہو سکے۔

نہایت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے سلسلہ عالیہ سیفیہ کے ممتاز عالم دین اور حضرت قبلہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھنے والے شیخ طریقت جناب مولانا مہرداد سلطانی سیفی صاحب نے حضرت کی سیرت پر اپنی محنت و عرق ریزی سے یہ خوبصورت رسالہ بنام "تذکرہ ابو حبیب" تحریر فرمایا ہے۔ کراچی میں ان کی قیام گاہ و مدرسہ آمد کے موقع پر جہاں اور اچھی یادیں ذہن نشین ہو گئیں، وہاں اس رسالے نے گویا جان میں جان ڈالنے والی خوشی عطا کی اور تحقیق سے

کام کرنے کے جذبے نے متاثر کیا۔ ربِّ کریم اس کاوش کو بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور تمامی سالکینِ سلسلہ کو محبت اور اتفاق سے اپنے اکابر کی رہنمائی میں حضرت مبارک (علیہ الرحمۃ) کی تعلیمات اور فیوضات کو بیش از بیش پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

حقیر احمد حسن سیفی

خادم دربارِ عالیہ سیفیہ، فقیر آباد شریف، لاہور

بروزِ جمعۃ المبارک 26 مئی 2017ء

بمطابق ۳۰ شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

دورانِ پرواز کراچی سے اسلام آباد

تقریظِ دوم:

جامع الطرق الاربعہ، منبع الفیوض والبرکات، صاحب التصانیف الکثیرہ، شیخ الشیوخ، علامہ مفتی

سیّداحمد علی شاہ ترمذی سیفی ادام اللہ فیوضاتہ علینا وعلی سائر الخلان

وناظم تعلیمات جماعت اہل سنت کراچی شاہزادہ حضرت علامہ مفتی **سید عبدالحق شاہ** ترمذی سیفی دامت برکاتھم العالیہ (فقیر کالونی، کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

تقریظ کے یہ کلمات فقط الامرفوق الادب کے تحت ہیں ورنہ بندۂ ناچیز کیلئے پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، آفتاب رشدوہدایت، مناظرِ اسلام، عالمِ ظاہر وباطن، مجسمۂ اخلاقِ محمدی ﷺ خادمِ دین ومذہب وملت، وارثِ نبی علیہ السلام، محترم حضرت علامہ پیر محمد مہرداد صاحب نقشبندی سیفی مدظلہ العالی کی کسی تصنیف وتالیف پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ یہ رسالہ (تذکرہ ابی حبیب قدس سرہٗ) سعادت مندوں کیلئے بہت مفید اور مشعلِ صراطِ مستقیم ہے۔ سید العالمین، حبیبِ ربّ العالمین ﷺ کی معرفت وعشق ومحبت کیلئے خزانۂ معرفت ہے جو سببِ قربِ الٰہی جل جلالہٗ ہے، نہ کوئی اس سے اعراض کریگا اور نہ اعتراض کریگا سوائے ازلی شقی وبدبخت کے۔ حضرت علامہ شیخ المشائخ مفتی محمد مہرداد صاحب نقشبندی سیفی نے جو کوشش کی، یہ خدمت اللہ جل جلالہ اہلِ سلوک کیلئے سبب ہدایت ومعرفت بنائے اور مولانا صاحب کو اللہ جل جلالہ اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ان کی اِس سعی وکوشش وخدمتِ دینِ اسلام کو قبول ومنظور فرمائے اور ان کی زندگی میں برکت ڈالے۔ اللھم آمین

طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مختلف زمانوں میں مختلف ناموں سے موسوم ہوتا رہا۔ سب سے پہلے طریقہ صدیقیہ سے مشہور ہوا جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ مبارک سے شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے دور تک رہا پھر حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تک طریقہ صدیقیہ طیفوریہ سے ملقب ہوا۔ پھر حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے سیدنا شاہِ نقشبندؒ تک صدیقیہ طیفوریہ خواجگانیہ کہلانے لگا۔ پھر سیدنا شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی کوششوں اور مخلصانہ جدوجہد کی بدولت یہ طریقہ صدیقیہ طیفوریہ خواجگانیہ نقشبندیہ سے مشہور ہو گیا۔ پھر حضرت امام ربانی، شہباز لا مکانی، واقفِ متشابہاتِ قرآنی، مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی اور تجدیدی کوششوں سے یہ طریقہ صدیقیہ نقشبندیہ مجددیہ کہلانے لگا (کما فی تحفة النقشبندية شرح حديقة الندية خالدية) اور اس زمانے میں حضرت خواجۂ خواجگان، قطب ارشاد، قیوم زمان، مجدد عصرِ رواں، جامعِ طُرقِ اربعہ، مجمع البحرین، علامہ و خواجہ سیف الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زید مجدہ (جو متابعت نبوی علیہ التحیة و الصلوة و الثناء کے درجاتِ سبعہ سے متصف ہیں اور کامل و حقیقی وارث النبی ﷺ ہیں) نے اپنی اجتہادی اور تجدیدی کاوشوں سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو صحیح طرز پر قائم و دائم فرمایا ہے اور فیضِ نقشبندی و مجددی کو اپنی آب و تاب کے ساتھ باکمال طریقہ سے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں پھیلایا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں یہ سلسلہ صدیقیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ سے مشہور ہو گیا ہے۔

پس سیفی کوئی نیا عقیدہ، مذہب نہیں بلکہ حضرت مرشد نا مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجدیدی خدمات کی بناء پر سلوک و تصوف کا تبرکی نسبت ہے۔ اس کے علاوہ دیگر کئی اور وجوہات بھی ہیں جن کی وجہ سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ دیگر سلاسل سے افضل و بہتر ہے جنہیں علماءؒ و مشائخؒ نے اپنے اپنے مقامات پر بیان فرمایا ہے۔ (مکمل تفصیل مکتوبات شریف، تفسیر مظہری، مکاتیب شاہ غلام دھلویؒ میں موجود ہے۔)

تنبیہ: ایک ضروری بات یہ ہے کہ نقشبندیہ سلسلے کی افضلیت بیان کرنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہو تا کہ دیگر سلاسل کی کوئی اہمیت یا فضیلت نہیں۔ ایسا ہر گز نہیں ہے بلکہ ہر ایک سلسلہ عالیہ کے اپنے فضائل وبرکات ہیں اپنی شرائط کے ساتھ۔ کیونکہ یہ تمام سلاسل، دریائے نبوی کی نہریں ہیں، جو دریائے نبوی سے سیراب ہوتی ہیں کیونکہ ان سلاسل سے مقصود اصلی رضائے الٰہی اور معرفت الٰہی کا حصول ہے لیکن شرط صرف یہ ہے کہ شیخ کامل مکمل ہو اور سلسلہ کو اپنے اکابرؒ کی شرائط وآداب کے مطابق چلارہاہو، چاہے وہ کسی بھی سلسلہ کا ہو اور مرید متبع شرع اور طالب صادق ہو۔ اگر یہ دونوں نہ ہوں یا ایک نہ ہو تو کسی سلسلہ عالیہ کی فضیلت سے اسے فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ لیکن پھر بھی حقیقی نقشبندی مجددی نسبت کو تمام نسبتوں پر فضیلت حاصل ہے اور سب سے اقرب وایسر ہے اور یہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی تحقیق ہے جو کہ چاروں سلاسل کے جامع اور ہزار سالہ مجدد ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ اس سلسلہ کی حقیقی باشرائط بزرگوںؒ کے فیوض وبرکات سے بھی مستفید ہو جائیں۔

(وفقنا الله سبحانه لذالك بجاه حبيبه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی افضلیت پر ہم چند وجوہات یہاں بیان کرتے ہیں:

(۱) نسبتِ صدیقیؓ:

اس سلسلہ عالیہ کی نسبت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے اور باقی تینوں سلاسل کی نسبت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیثِ مبارکہ ہے:

"ماصب الله شيأفي صدري الاصببته في صدر أبي بكر رضی اللہ عنہ" (رواه الامام السیوطیؒ فی الحاوی للفتاوی)

ترجمہ: حضور اکرم نے فرمایا کہ جو کچھ (انوار و تجلیات وفیوضات وبرکات) میرے سینے (مبارکہ) میں اللہ نے انڈیلے ہیں وہ میں نے (حضرت) ابو بکر صدیقؓ کے سینۂ (مبارکہ) میں انڈیل دیئے ہیں (توجہ

اور انعکاس سے)۔ جس طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔ (جیسا کہ جمیعِ اہلِ سنت والجماعت ؒ "من لدن عهد الصحابة ﷺ الی زمننا هذا" کا متفقہ عقیدہ ہے کہ افضل البشر بعد الانبياء عليهم السلام بالتحقيق سيدنا ابوبكر الصديق ﷺ یعنی "انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام لوگوں سے تحقیقاً افضل ہیں" اسی طرح ان سے منسوب سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ بھی دیگر سلاسل سے اسی وجہ سے افضل ہے۔ كما حققه سيدنا الامام الربانیؒ۔ حدیث شریف میں ہے کہ ان الله يتجلى للناس عامة ويتجلى لابى بكر خاصة۔ یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں پر عام تجلی فرماتا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ پر خاص تجلی فرماتا ہے۔ (کنز العمال رقم الحدیث ۳۲۶۲۹)

مستدرک للحاکم میں یہ حدیث مبارکہ ہے کہ يا ابا بكر اعطاك الله الرضوان الاكبر فقال له بعض القوم وما الرضوان الاكبر قال يتجلى الله لعباده فى الآخرة عامة ويتجلى لابى بكر خاصة۔ (رقم الحدیث ۴۴۶۳ مستدرک للحاکم)

حضرت مفتیٔ اہلِ سنت مفتی محمد عبد اللہ نعیمیؒ اپنے فتاوٰی مجددیہ نعیمیہ کے ص ۳۵۹، ج ا پر سلسلۂ قادریہ اور سلسلۂ نقشبندیہ کی افضلیت کے بارے میں استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں کہ: "سلسلہ قادریہ کی ابتداء سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ہے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کی ابتداء سیدنا صدیق اکبرؓ سے ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ افضل ہے اس لئے کہ اس میں اتباعِ شریعت کی بہت تاکید ہے اور قادری سلسلہ کی انتہاء نقشبندیہ کی ابتداء ہے۔ سیدنا غوث اعظمؓ کی افضلیت اپنے ہم عصر اولیاء کرامؒ پر ہے نہ کہ کُل پر"۔ اسی طرح تحقیق سیدنا امام ربانیؒ نے مکتوبات شریفہ میں اور علامہ عبد النبی شامیؒ نے مجموعۃ الاسرار میں بھی فرمایا ہے۔

(۲) التزامِ سنت و اجتنابِ بدعت:

افضلیتِ نقشبندیہ کی ایک وجہ التزامِ سنت النبوی ﷺ اور اجتنابِ بدعت ہے۔ اس سلسلہ

عالیہ کے بزرگ حتی الامکان رخصت سے اجتناب کرتے ہیں۔ اور عزیمت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ان بزرگوںؒ نے احوال و مواجید کو احکامِ شرعیہ کے تابع کیا ہے۔ اور اذواق و معارف کو شرع شریف کا خادم تصور کیا ہے۔ اگر سنت کی تابعداری کی دولت انہیں حاصل ہو اور احوال و کشف وغیرہا کچھ حاصل نہ ہوں تو خوش ہوتے ہیں اور اگر باوجود احوال (باطنی کیفیات) کے متابعتِ (شریعت) میں قصور و کمی معلوم ہو تو انہیں احوال پسند نہیں۔ حضرت خواجہ سیدنا عبد اللہ احرارؒ فرماتے ہیں کہ اگر تمام مواجید و احوال ہمیں دے دیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت والجماعتؒ کے اعتقاد سے نہ نوازیں تو سوائے خرابی کے کچھ نہیں جانتے اور اگر اعتقادِ اہل سنت والجماعتؒ ہمیں دے دیں اور احوال و کرامات وغیرہ کچھ نہ دیں تو پھر بھی کچھ غم نہیں۔ (مکتوبات شریف ج ۱) اور بدعتِ حسنہ (جب وجوب کے درجہ میں نہ ہو اور شعارِ اہلسنتؒ بھی نہ ہو) سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ اور خصوصاً جب کہ وہ رافع سنت بھی ہو کیونکہ اس میں نور نہیں پاتے اور سن ۱۰۰۰ھ کے بعد بدعتِ حسنہ کی گنجائش بھی کم رہ گئی ہے کیونکہ یہ دور فتن ہے اور اہلسنتؒ کے خلاف بعض فتنے بھی بدعتِ حسنہ کے نام پر اٹھیں گے تو اسلئے بھی گریز کرتے ہیں۔

ریاضاتِ شاقہ (جس میں شہرت و آفت زیادہ ہوتی ہے) جو صحابہ کرامؓ نے اختیار نہیں کیئے تھے، کی بجائے التزامِ سنت (خواہ موکدہ ہو یا زائدہ) کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں۔

(کما صرّح به الامام الربانی رضی الله عنه فی المکتوبات الشریفة)۔

(۳) ابتداء کا انتہاء مندرج ہونا:

اس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی ابتداء میں دیگر سلاسل کی انتہاء (یعنی صورتِ انتہاء) مندرج ہے۔ چونکہ یہ سلسلہ بعینہٖ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی طرز پر ہے اور جس طرح صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو ایک صحبتِ نبوی میں جو کمالات حاصل ہوتے تھے وہ اولیاء امتؒ کو انتہاء میں بھی شاید بہت کم میسر ہوں۔ اسی طرح اس سلسلۂ عالیہ کے حضراتؒ ابتداء میں ہی وہ کچھ پالیتے ہیں جو دیگر سلاسل کے حضراتؒ کو انتہاء میں حاصل ہوتا ہے۔ ”فھی طریق

اندراج النھایۃ فی البدایۃ بطریق الانعکاس والتوجہ والمحبۃ کما حققہ الامام الربانی رضی اللہ عنہ مراراً" بشرط یہ کہ پیرؒ کامل مکمل حقیقی نقشبندی ہو کیونکہ موصل (پہنچانے والا) پیرؒ ہے، نہ کہ صرف سلسلہ۔ تو حضرت امام ربانی مجدد الف رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ اصول پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔

(۴) اقرب وایسر:

یہ سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ تمام سلاسل کی نسبت اقرب یعنی وصول الی اللہ میں سب سے زیادہ قریب ہے کیونکہ نقشبندی اکابرؒ کی ایک توجہ سو چلّوں کا کام دیتی ہے اور سالکؒ بہت جلد واصل الی اللہ ہو جاتا ہے۔ اور عمل کرنے اور اس کی شرائط پوری کرنے میں سب سے زیادہ آسان بھی ہے۔ کیونکہ اس کی بنیادی شرائط دو ہی ہیں۔ (۱) صحبتِ شیخؒ مع الآداب (۲) التزامِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت خواجۂ خواجگان سیدنا محمد بہاء الدین شاہِ نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ "ہمارا طریقہ سب طریقوں سے اقرب ہے"۔ کیونکہ اس میں جذب، سلوک پر مقدم ہے اور جذب میں اجتباء (چن لینا اور منتخب کر لینا) ہے کما قال اللہ سبحانہ "اللہ یجتبی الیہ من یشآ ویھدی الیہ من ینیب" اور اجتباء معبود و مقصود حقیقی کا فضل ہے۔ ذالك فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم

(۵) ذکرِ قلبی:

اس سلسلۂ عالیہ کی ابتداء ذکر قلبی سے ہوتی ہے بلکہ اس میں ذکر قلبی (خفی) ہی ہوتا ہے۔ اور ذکر قلبی (خفی) ذکر لسانی سے ستّر (70) درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

کما فی الحدیث: الذکر الخفی الذی لا یسمعہ الحفظۃ سبعون ضعفا (رواہ الامام السیوطیؒ فی الحاوی للفتاوٰی)

یعنی ذکر خفی جسے حفظہ فرشتےؑ بھی نہیں سن سکتے وہ ستر (70) درجہ فضیلت رکھتا ہے۔ ذکرِ قلبی (خفی) سے جذبِ الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ جس سے عروج وترقی جلدی سے ہوتی ہے۔ (نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند۔ کہ برند ازرہ پنہاں بحرم قافلہ راہ) اور ذکر قلبی ریآء سے بھی ابعد (دور) ہے اور حضور دائم بھی ذکر قلبی میں متصور ہے کیونکہ اس میں فتور وانقطاع نہیں ہوتا کماحققہ العلامۃ المظھری فی تفسیرہ اور اس سلسلہ میں لسانی ذکر داخل کرنا بدعت فی الطریقت ہے۔ (کمافی المظھری والمکتوبات الشریفۃ) مگر یہ کہ کوئی ولی اللہؒ دیگر سلاسل کی مناسبت سے خفیہ یا جہراً کریں تو ٹھیک ہے جب دیگر سلاسل کا بھی جامع ہو۔ جب ذکر قلبی (خفی) کمال تک پہنچ جاتا ہے، وہ ذاکر اس آیت کریمہ کا مصداق بن جاتا ہے کہ:

رجال لاتلھیھم تجارۃ ولابیع عن ذکر اللہ---(الخ الآیۃ)

کماحققہ العلامۃ الامام محمود الآلوسی البغدادیؒ فی تفسیرہ روح المعانی ذیل ھٰذہ الآیۃ الکریمۃ فلیراجع

(۶) تجلی ذاتی دائمی:

اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوںؒ کی (فناء وبقاء کے بعد) تجلی ذاتی دائمی نصیب ہوتی ہے جبکہ دیگر بزرگوںؒ کی تجلی ذاتی برقی ہوتی ہے یعنی بجلی کی طرح نمودار ہو کر پھر غائب ہو جاتی ہے اور عارضی شے پر دائمی شے کو فضیلت وفوقیت حاصل ہوتی ہے۔ ”قیاس کن زگلستانِ مَن بہار مرا“ یعنی ”میرے گلستاں سے میری بہار کا اندازہ کرلو“۔ اور دیگر سلاسل کے بعض اکابرؒ کو جو تجلی ذاتی دائمی حاصل ہوئی ہے وہ بھی نسبتِ صدیقیؓ سے بطور اقتباس ہے جس طرح حضرت ابو سعید خزاز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جبہ مبارکہ سیّدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وصولی کی وجہ سے تجلی ذاتی دائمی نصیب ہوئی تھی اور دائمی حضور اور یاداشت کے مقام سے سرفراز ہوئے تھے۔ (کماحققہ الامام الربانیؓ فی المکتوبات الشریفۃ المجلد الاول)

(۷)نسبتِ اصحاب النبی ﷺ :

ایک وجہ فضیلتِ نقشبندیہ یہ ہے کہ یہ نسبتِ بعینہ صحابہ کرامؓ کے طریقہ پر صحبت، محب، آداب، انقیاد، اور اتباع سنت پر مبنی ہے حضرت مجدد الفِ ثانیؒ اپنے والد بزرگوار خواجہ شیخ عبدالاحدؒ کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ ''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام سلسلوں (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ) کی نسبتوں کا خلاصہ نسبتِ نقشبندیہ ہے اور ہم بھی اب خود اسی نسبت پہ قائم ہیں''۔(زبدۃ المقامات)۔ اور مقدمہ مکتوبات شریفہ اردو از قاضی عالم الدین نقشبندیؒ میں ہے کہ سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا نقشبندی مجددی نسبت میں حضور اکرم ﷺ کے ایک روحانی فیصلہ چاروں سلاسل کا فیض مندرج ہو چکا ہے پس جو اس نسبت سے بہرہ ور ہوتا ہے اور اس کو چلاتا ہے اس کو چاروں سلاسل کا فیض اور چاروں سلاسل کے اکابرؒ کی روحانی مدد و خوشحالی مل جاتی ہے۔(ملخصاً تفصیل وہاں درج ہے)

یہ بات مسلّم ہے کہ حق اور اہل حق کے خلاف اہل باطل اپنے منفی پروپیگنڈے کرتے رہتے ہیں لیکن ان کے باطل پروپیگنڈوں سے اہل حق کو نقصان نہیں پہنچ سکتا، اسی طرح پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں مگر ان کانٹوں کے باوجود بھی پھول اپنی خوشبو بکھیرتا رہتا ہے اسی طرح جو لوگ شہنشاہِ خراسان، قیوم زمان، مجددِ دوران، حضرت سیدنا و مرشدنا، خواجہ سیف الرحمان نوراللہ مرقدہ کے خلاف پروپیگنڈے کرتے ہیں ان کی مثال اس طرح ہے۔

ومثالہ کمن کان یضرب رأسہ بالجبل لیکسر الجبل وانہ لایدری انہ لاوبال علی الجبال وانما الوبال علی راسہ ما احسن ماقال ان من کدر التراب علی القمر لایقع الاعلیہ اوبصق الی السماء لایرجع الا الیہ۔

یعنی اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنا سر پہاڑ پر مارے اس خیال سے کہ پہاڑ کو توڑ دے جبکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کا وبال پہاڑ پر نہیں بلکہ اسی کے سر پر ہو گا (یعنی اسی کا سر زخمی ہو گا) کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے کہ جو شخص مٹی کو چاند پر پھینکتا ہے تو مٹی اسی کے سر پر گرتی ہے یا جو شخص

آسمان کی طرف تھوکے تو تھوک اسی کی طرف واپس لوٹتا ہے۔(شرح میزان عقائد ص ۱۳۱)

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومرشدنا حضرت خواجہ سیف الرحمان نور اللہ مرقدہ ایک عبقری شخصیت کے مالک تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صفات سے نوازا تھا اور سب سے بڑھ کر اپنے دین کا درد اور جذبہ وافر مقدار میں عطا فرمایا تھا ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمادے)۔

یہ رسالہ جو کہ مسمیٰ ہے تذکرہ ابی حبیب کے نام سے جس کے مصنف مجاہدِ حق گو، فاضلِ عصر، کاملِ دہر، صادق الاحوال، حضرت مولانا ابو احمد، محمد مہر داد صاحب سلطانی سیفی دامت برکاتہم ہیں، یہ سالکین کیلئے ایک عظیم الشان تحفہ ہے۔اس رسالہ میں حضرت مولانا صاحب نے حضرت مبارک صاحب رحمہ اللہ کی سیرت اور معمولات اور اس کے ساتھ ساتھ علمائے اہل سنت وجماعت کے تاثرات بھی ذکر فرمائے ہیں۔یہ سیفیوں کیلئے ایک تلوار ہے۔مولانا صاحب نے دین، مذہب اور سیفیت پر غیرتِ دینی کا مظاہرہ کیا۔اگر اس طرح دوسرے حضرات بھی غیرتِ دینی کا مظاہرہ کرتے تو گمراہ لوگ کبھی بھی اس طرح ترقی نہ کرتے۔مولانا صاحب حقیقتاً دین ومذہب کے سچے غلام ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور ان کی عمر میں بہت برکت فرمائے اور ان کی مساعیٔ جلیلہ کا اجر دونوں جہانوں میں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ نبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

حررہ فقیر سید احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی

مؤرخہ ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز جمعہ

ذلك كذلك وانی مصدق لذلك۔

خادم الاولیاء والعلماء الحقانی

فقیر سید عبدالحق شاہ حنفی ترمذی سیفی

مؤرخہ ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز جمعہ

تقریظِ سوم:

شیخ التفسیر والحدیث، جامع المعقول والمنقول، حضرت علامہ **عبدالستار سیفی** دامت برکاتہم العالیہ (جمشید ٹاون، کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ للہ و کفیٰ و الصّلوۃ و السلامُ علی سیّدنا محمد ﷺ المصطفیٰ و اٰلہ المجتبیٰ

و اصحابہ نجوم الھُدیٰ اما بعد:

زیرِ نظر تالیفِ لطیف بنام "تذکرۂ ابو حبیب قدس سرہ العزیز" کا مطالعہ کیا جس میں قیوم زماں، مجدّدِ عصر، خواجۂ خواجگان، حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن علیہ الرّحمۃ والرضوان المعروف بہ "مبارک صاحب" کے زندگی کے بعض حالات، معمولات، واقعات اور بعض کرامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب چونکہ حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل، عالمِ بے بدل، مفتیٔ اکمل، صاحبِ ورع و تقویٰ، المتّصف باَوصافِ حمیدہ، حضرت علامہ مولانا مہر داد سُلطانی سیفی نقشبندی دامت برکاتھم العالیہ نے تحریر فرمائی ہے، اپنے حجم کے اعتبار سے اگرچہ ناظرین کو چھوٹی سی کتاب معلوم ہوگی مگر اپنی نوعیت اور معنویت کے اعتبار سے بڑی ضخیم اور عظیم ہے کیونکہ اس کے لکھنے والے قبلہ مفتی صاحب اپنی ذات کے اعتبار سے ممتاز ہیں، کہ علمِ ظاہر میں بھی حد درجہ کمال رکھتے ہیں اور علمِ باطن میں بھی ایک رہنما کی حیثیت کے حامل ہیں اور حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے دربار میں باقاعدہ ہمہ وقت علمِ ظاہر و علمِ باطن کی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی سعادت ایک عرصۂ دراز تک نصیب ہوئی جو کہ بڑی سعادت ہے کیونکہ اکثر خلفاء ایک وقتِ قلیل کے لئے حاضری دے کر چلے جاتے۔ نیز حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے صاحبزادگان شہزادگان کے ساتھ بڑا قریبی تعلق ہے اور بعض صاحبزادگان مبارکان کے استاد بھی ہیں جسکی وجہ سے حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے پورے خاندان کے ساتھ بڑا گہرا ربط اور وابستگی ہے۔

؏ این سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

پھر نورٌ علی نور کہ اس کتاب میں موضوعِ سخن ایک عظیم روحانی پیشوا، قطب الارشاد اور مجدد وقت ہیں جس نے اپنی روحانیت سے شرق و غرق کو ہلا کر رکھ دیا جو اپنے وقت کے داتا بھی ہیں تو آئینہ ٔغوث الاعظم پیران پیر دستگیر بھی ہیں، خواجہ ٔخواجگان بھی ہیں تو جانشینِ شاہِ نقشبند بھی ہیں، عکسِ امام ربانی مجدّد الف ثانی بھی ہیں تو حقیقی وارثِ سیّد الانبیاء بھی ہیں، عاشقِ رسول اکرم (ﷺ) بھی ہیں تو محبوبِ ربِّ کائنات بھی ہیں، قیومِ زمان بھی ہیں تو مخلوقِ خدا میں محبتِ خداوندی کے جام تقسیم کرنے والے بھی ہیں جس نے عشق و محبت اور معرفتِ خداوندی کے ایسے ذخیرے پیدا کیے جو کہ قیامت تک بڑھتے چلے جائیں گے، اطراف واکنافِ عالم میں یہ عظیم بیش قیمت ہیرے چمکتے رہیں گے اور سلسلہ سیفیہ پوری دنیا میں چمکتا دمکتا نظر آئے گا۔ اللہ کریم اپنے حبیبِ کریم (ﷺ) کے طفیل حضرت قبلہ مفتی صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے، باعثِ ترقی و نجاتِ اخروی بنائے اور ربِّ کریم ہم سب کو اس سے استفادہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ حبیب سید المرسلین

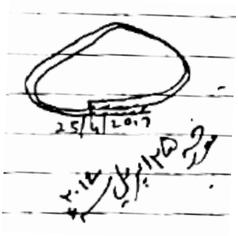

احقر العباد: مولوی عبد الستار سیفی نقشبندی

جمشید روڈ نمبر 3، کراچی نمبر 5

مورخہ: ۲۵ اپریل ۲۰۱۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ابدأ الافلاک والارضین

والصّلوٰۃ والسّلام علی من کان نبیّا وآدم بین المآء والطین

وعلی اٰلہ الطیّبین الطاھرین واصحابہٖ المعظمین المکرمین

واولیآء امتہ الکاملین المکمّلین وعلمآء ملتہ الرّاسخین

واھلِ سنتہٖ اجمعین

اشھد ان لّا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ

اما بعد!

فاعوذُ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیآء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یخزنون ط

عرضِ مؤلف

مقتداؤں کی سوانح کو ضبط کرنے کا معمول سابق سے چلا آرہا ہے جو کہ فوائدِ ظاہریہ اور باطنیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔اسی غرض سے مخلصین کی ایک جماعت بار بار التماس کر رہی تھی کہ عظیم مجدد، قطبِ ارشاد، قیومِ زماں، مرشدنا، حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرِ ارچی خراسانی علیہ صحائف الرحمۃ والرضوان کی سیرت، معمولات وملفوظات وغیرہ قلمبند کردیں لیکن میں نے خود کو اس کا اہل نہیں سمجھا کیونکہ مجھے اپنی کم علمی وناتوانی کا احساس تھا کہ کہاں میں اور کہاں وہ عظیم ہستی۔

لٰہذا منتظر رہا کہ اہلِ علم میں سے کوئی اس موضوع پر قلم اٹھائے گا مگر طویل انتظار کے بعد اور کئی اہل حضرات سے بار بار گزارش کرنے کے بعد بھی جب کسی کو اس طرف متوجہ نہیں پایا اور دوسری طرف ساتھیوں کا اصرار بھی برابر جاری رہا تو بالآخر اللہ جلّ مجدہ کا نام لے کر خاتم النبیّین، رحمۃ للعالمین ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اور اپنے مشائخِ عظّام علیہم الرضوان کی توجہات سے کام شروع کیا اور الحمدللہ کہ آج حقیر کی اس معمولی کاوش کا نتیجہ (کتابی شکل میں) آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

آخر میں قارئین کرام سے بصد عجز ونیاز عرض گزار ہوں کہ چونکہ فقیر کو تالیف کا سلیقہ نہیں ہے، لٰہذا میری عبارات کے حسن وقبح پر نظر نہ رکھیں بلکہ اصل مقصود کی طرف متوجہ ہوں۔دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب سے سالکین کو مستفیض فرمائے اور میری اس معمولی سعی کو میری بخشش کا وسیلہ بنائے

آمین بجاہ النبی الکریم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین وبارک وسلم

دعاجو:

احقر العباد، مہرداد سلطانی سیفی کان اللہ تعالیٰ لہٗ

جمعۃ المبارک، 27 اکتوبر 2017ء

بمطابق 6 صفر المظفّر 1439ھ

تعارف حضرت اخندزادہ مبارک صاحبؒ

نامِ نامی اسمِ گرامی:

آپ مبارک علیہ الرحمۃ کا اسمِ محضہ سیف الرحمٰن ہے، کنیت لکھنے میں ابو حمید جبکہ کہنے میں ابو حبیب ہے۔ سلسلے میں آپ حضرت مبارک صاحب کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ افغانستان کے علماء و مشائخ آپ کو اُخندزادہ صاحب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اخون زادہ استاد یا معلم کے بیٹے کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہ لفظ (اخون) وسطی ایشیا میں علماء کے لیے کہا جاتا ہے جس سے مراد ایک مخصوص دینی منصب ہوتا ہے۔ مشرقی ترکستان میں لفظ "آفندی" اس کی جگہ استعمال ہوتا ہے جس سے مراد بلند مرتبہ علماء ہوتے ہیں (اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ)

تاریخِ اولیاء میں ابو الاسفار علی محمد البلخی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ لفظ فارسی میں " آخوند" تحریر کیا جاتا ہے اور افغانی زبان میں "اخون" کہتے ہیں جو کہ کثرتِ استعمال کی وجہ سے " آخوند" سے " اُخُند" ہو گیا ہے۔

آپ مبارک علیہ الرحمۃ اپنے نام کے ساتھ امضاء (دستخط) میں فقیر لکھتے تھے اور علمائے وقت نے آپ کو مجددِ عصر، قیومِ زمان، قطب الارشاد، شیخ المشائخ وغیرہ کے القابات سے یاد کیا ہے۔

وطنِ اصلی کے اعتبار سے آپ کو پیرِ ارچی خراسانی کہہ کر بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے اہل و عیال (بچے پوتے نواسے وغیرہ) آپ کو دادا مبارک کہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے دربار میں وقت گزارا، آپ کے عیال کے قریب رہے تو وہ بھی آپ کو دادا مبارک یا دادا جان سے یاد کرتے ہیں۔

والدِ گرامی:

آپ کے والد گرامی قدر کا نام قاری سرفراز (رحمۃ اللہ علیہ) تھا جو ایک نیک سیرت انسان تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں وقت کے عظیم شیخ، فخر کشمیر، عاشقِ رسول حاجی محمد امین باباجی رحمۃ اللہ علیہ (حاجی آباد، عمرزئی چارسدہ، خیبر پختون خواہ) کے مرید تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ کا مزید نسب نامہ کچھ یوں ہے۔

سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز خان بن محمد حیدر بن محمد علی بن نور علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ آپ کا تعلق پٹھانوں کے مشہور قبیلہ مھمند سے تھا جو کہ افغانستان و پاکستان کی سرحد پر دونوں طرف آباد ہیں۔

پیدائش:

آپ کی ولادت باسعادت افغانستان کے صوبہ ننگرہار کے علاقہ جلال آباد شہر سے تقریباً بیس کلومیٹر دور جنوب کی طرف واقع گاؤں کوٹ باباکلی میں ہوئی۔ آپ کی سنِ پیدائش میں اختلاف ہے مگر بقولِ اشہر (مشہورتر) 1349 ہجری ہے۔

ابتدائی حالات

والدہ محترمہ کی رحلت:

آپ کی عہدِ طفولیت ہی میں آپ کی والدہ صاحبہ کا انتقال سن 1357 ہجری میں ہوا۔ اس وقت والدہ محترمہ قندوز میں تھیں جبکہ آپ علیہ الرحمۃ آٹھ سال کی عمر کے تھے اور ایک اور روایت کے مطابق والدہ کی وفات کے وقت آپ علیہ الرحمۃ کی عمر مبارک بارہ سال کی تھی (یہی اختلاف آپ کی تاریخِ پیدائش میں بھی موجود ہے) آپ کی والدہ محترمہ کا مدفن قندوز میں ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے والدہ کی بہت دعائیں لی ہیں، میری والدہ اکثر بیمار رہتی تھیں، میں ان کی خدمت کرتا، وہ مجھے دعائیں دیتیں۔ فرماتیں کہ خدا تمہیں ولیوں کا سردار بنائے۔ والدہ کو دوائیں پلاتا، جلانے کے لیے لکڑیاں لاتا، چھوٹے بھائی کی تمام خدمت بھی میں ہی کرتا جبکہ مجھ سے بڑے بھائی اپنے کاموں میں مصروف ہوتے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر والدہ کے صبح و شام میرے لیے دعاؤں میں گزرا کرتے تھے۔

آپ مبارکؒ کا بچپن:

چونکہ آپ علیہ الرحمۃ اویسی یعنی مادرزاد ولی اللہ تھے، لہٰذا بچپن سے ہی صاحبِ کشف و مشاہدہ تھے۔ آپ خود فرماتے تھے میں چھوٹا ہوتے ہوئے کون و مکان اور جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا کرتا تھا اور اللہ کی عجیب و غریب مخلوق جو دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتی، میں دیکھا کرتا تھا۔

آپ مبارکؒ کے بھائی:

آپ کے چار بھائی تھے۔

1) سب سے بڑے بھائی کا نام مولانا عبد الباسط المعروف باچالالا تھا جو کہ آپ کے ابتدائی

اساتذہ میں سے بھی تھے جن سے آپ نے بوستان تک اسباق پڑھے

2) دوسرے بڑے بھائی کا نام مولانا محمد صادق تھا

3) تیسرے آپ سے چھوٹے بھائی فضل الرحمٰن المعروف معاون صاحب تھے جو کہ جہادِ افغانستان کے ابتدائی دور میں روسی افواج کے ہاتھوں شہید ہو چکے تھے

4) چوتھے سب سے چھوٹے بھائی کا نام مفتی غلام الرحمٰن صاحب المعروف مولوی کاکا ہے (جو کہ بقیدِ حیات ہیں)

تعلیم و تربیت:

آپ علیہ الرحمۃ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدبزرگوار قاری سرفراز خان رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ان کے علاوہ اپنے وقت و دیار کے دیگر علمائے ذی وقار سے بھی استفادہ کیا۔علوم وفنون میں ترقی پانے کے لیے مختلف علاقوں کا سفر کیا جن میں افغانستان کے علاوہ پاکستان کے علاقہ پشاور میں بھی متعدد علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ آپ کے چند اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

1) حضرت مولانا محمد آدم خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (آمازو گڑھی)

2) شیخ القرآن حضرت محمد اسلام بابا صاحب (کوٹ بابا کلی)

3) حضرت مولانا محمد ولید صاحب

4) ولی محمد اسلم صاحب (کوٹ حیدر خیل)

5) مولانا محمد حسین صاحب مترانی

6) مولانا محمد فقیر صاحب (فرید کلاجات سرہ غونڈے)

7) مولانا عبد الباسط صاحب (بڑے بھائی)

8) مولانا سید عبد اللہ شاہ صاحب

9) وزیر ملا صاحب (کوٹ حیدر خیل)

ان اساتذہ کے علاوہ دیگر ذی علم شخصیات سے بھی آپ نے صرف ونحو، تفسیر و اصولِ تفسیر، حدیث و اصولِ حدیث، فقہ و اصولِ فقہ، تجوید و قرأت اور عقائد میں کامل دسترس حاصل کی، بالخصوص آپ کو فقہ حنفی اور اصولِ فقہ پر مکمل دست گاہ تھی جس کا اندازہ آپ سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات پڑھ کر بخوبی ہو جاتا ہے

آپ مبارکؒ کی ازدواجی زندگی

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے کل سات نکاح ہوئے تھے تاہم وصال کے وقت تک آپ علیہ الرحمۃ کے عقد میں چار ازواج رہیں۔ اولاد کی نعمت، اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الرحمۃ کو چار بیویوں سے عطا فرمائی۔

اولادِ امجاد:

اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت کی طرح اولاد کی نعمت سے بھی حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کو وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ آپ کی اولاد میں تیرہ صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہیں۔

صاحبزادگان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

1۔ علّامہ محمد سعید حیدری سیفی صاحب (جانشین حضرت مبارک علیہ الرحمۃ)

2۔ شیخ الحدیث علّامہ محمد حمید جان سیفی صاحب

3۔ مولانا عبد الباقی جان سیفی صاحب

4۔ قاری و حافظ علّامہ محمد حبیب جان سیفی صاحب

5۔ علّامہ احمد سعید یار جان سیفی صاحب

یہ پانچوں شاہزادے حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی پہلی زوجہ محترمہ سے ہیں جو افغانستان کی ایک نامور شخصیت "ملک عطا خان" کی صاحبزادی ہیں۔

6۔ قاری و حافظ مولانا احمد حسین سیفی صاحب

7۔ مولانا احمد حسن سیفی صاحب

8۔ محمد محسن سیفی صاحب

آپ علیہ الرحمۃ کے یہ تین شاہزادے اس زوجہ محترمہ سے ہیں جو سیّدہ ہیں اور آپ کے کبار خلفاء میں سے ایک خلیفہ حضرت مولانا سیّد جعفر باچا صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی ہیں۔

9۔ محمد صفی اللہ سیفی صاحب

10۔ محمد سیف اللہ سیفی صاحب

یہ دونوں شاہزادے آپ کے خلیفۂ اعظم وردیف الکمالات محمد شاہ روحانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں

11۔ محمد نجیب اللہ سیفی صاحب

12۔ محمد حبیب اللہ سیفی صاحب

13۔ محمد حسین اللہ سیفی صاحب

یہ تینوں شاہزادے آپ علیہ الرحمۃ کے محترم خلیفہ صوفی کندل صاحب علیہ الرحمۃ کے نواسے ہیں۔

آپ علیہ الرحمۃ کے داماد:

1۔ حاجی خلیل سیفی صاحب

2۔ مُلا اِنظر گل صاحب

3۔ مولانا احمد مبین سیفی صاحب

4۔ صاحبزادہ قاری روح اللہ سیفی صاحب بن حضرت محمد شاہ روحانی صاحب مبارک علیہ الرحمۃ

5۔ صوفی عبد الرحمٰن سیفی صاحب

6۔ صاحبزادہ سید محمد طاہر علی شاہ جیلانی سیفی بن حضرت سید نور علی شاہ جیلانی سیفی دامت برکاتہ

7۔ صاحبزادہ سید محمد انور علی شاہ سیفی بن حضرت سید نور علی شاہ جیلانی سیفی دامت برکاتہ

آپ مبارکؒ کے مشائخِ عظّام

حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ:

سن 1373ھ میں جب حکومتِ افغانستان کی طرف سے آپ اور آپ کے بھائیوں کو دشتِ ارچی، قندوز میں غیر آباد زمین ملی تو آپ نے اس زمین کو قابلِ کاشت بنایا۔ وہاں پر رہائش کے لیے گھر آباد کیا، ساتھ ہی ایک مسجد بھی بنائی۔ وہ علاقہ مرورِ ایام کے ساتھ ایک بستی بن گئی جسے سرہ مٹہ کا نام دیا گیا۔ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کچھ عرصہ تک اسی علاقے میں درس و تدریس کے راستے سے دینِ متین کی خدمت میں مشغول رہے۔ یہ زمانہ شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمۃ کی شہرت کا تھا جو مریدین کی تربیت میں امتیازی شان کے حامل تھے اور مرجعِ عوام و خواص تھے۔ حضرت مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ قرب و جوار کے علاقوں میں مریدین کی دعوت پر تشریف لے جایا کرتے تھے اسی سلسلے میں آپ علیہ الرحمۃ کا آنا قندوز دشتِ ارچی بھی ہوتا تھا۔ دشتِ ارچی میں چونکہ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی سکونت تھی، مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کے وہاں تشریف لانے پر حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے ان کی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان کی صحبت سے سرفراز ہوتے رہے۔ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی پیشانی میں وسیع استعداد اور عظیم کمال کی نشانی کی جھلک دیکھ کر مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ آپ کو سلوک کی رغبت دلاتے۔ اسی طرح حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ سے مانوس ہوئے اور ان کی محبت و بزرگی نے آپ علیہ الرحمۃ کے دل میں جگہ بنالی۔

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ اسی اثناء میں ایک مرتبہ آپ (مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے چار رکعتی نماز کی امامت کے لیے آگے کر دیا اور خود مسافر ہونے کے عذر کو پیش کر دیا۔ جب میں نماز پڑھا رہا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے غوثِ وقت نے میرے پیچھے اقتداء کی ہے۔ جب مغرب کی نماز کا وقت آیا تو میں نے ان سے نماز پڑھانے کے لیے

عرض کیا۔ چونکہ تین رکعتی نماز تھی اور عذرِ سفر نہیں تھا۔ لہٰذا آپ علیہ الرحمۃ نے نمازِ مغرب پڑھائی۔ دورانِ نماز مجھ پر گریہ (رونے) کی کیفیت طاری ہوئی اور میں نے یقین کر لیا کہ واقعی میں نے غوثِ زمان کے پیچھے اقتداء کی ہے۔

انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے ایک شاگرد تھے جو مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے۔ اس نے حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی کوئی بے ادبی کی تھی تو مبارک علیہ الرحمۃ نے اسے عاق کر دیا تھا۔ جب مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ کا قندوز آنا ہوا تو اس بندے نے آپ کے حضور مبارک علیہ الرحمۃ کی شکایت کی جس پر انھوں نے حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ:

اخندزادہ صاحب! آپ اس شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں جس نے بے ادبی کی اور اس کو عاق نہیں کیا گیا ہو؟ آپ نے عرض کیا کہ وہ عاق ہے۔ پھر مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: اور اس شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں کہ جس نے بے ادبی نہیں کی اور اسے عاق کیا گیا ہو؟ آپ علیہ الرحمۃ نے عرض کیا: اس کو عاق کہنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

حضرت شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب معاملہ ایسا ہے تو معاف کر دیا کریں، اس لیے کہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے تو مبارک علیہ الرحمۃ نے اس شاگرد کو معاف کر دیا۔

جب حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کا دل مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور بزرگی پر مطمئن ہوا تو ان سے طلبِ تلقین کی۔ یہ سن 1381ھ کا زمانہ تھا۔ اس وقت حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی عمر 32 سال تھی کہ آپ حضرت شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔

آپ مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ تربیت شغلِ باطن میں مصروف رہے مگر ابھی آپ علیہ الرحمۃ پہلے ہی سبق میں تھے کہ حضرت شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ دنیائے فانی کو الوداع کہہ گئے۔

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد میں نے آپ کے صاحبزادے اخندزادہ عبید اللہ کو دعوت دی اور جب

تبدیلی ذکر کے لیے ان کے قریب ہوا، انھوں نے میرے لطیفہ روح پر اپنی انگلی رکھی تو میرے پانچوں لطائف سرد پڑ گئے حالانکہ مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے مجھے لطائف میں گرمی اور حرارت محسوس ہوئی تھی۔

(راقم الحروف کہتا ہے کہ) حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ ناقصین کی صحبت کے نقصانات اور ان سے بچنے کے بیان میں یہ واقعہ اکثر بیان فرماتے تھے اور کہتے کہ چونکہ اخندزادہ عبید اللہ صاحب نے کمالاتِ باطنیہ کا کسب نہیں کیا تھا اور ناقص تھا، اس وجہ سے اس کے میرے لطیفہ روح پر انگلی رکھنے کا نقصان آج بھی میں لطیفہ روح میں محسوس کر رہا ہوں۔

مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ آئندہ کے معاملاتِ سلوک کے لیے پریشان تھے کہ آپ کو حضرت شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت یاد آگئی اور وہ یہ تھی کہ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں، مجھے امید نہیں ہے کہ میری تم سے دوبارہ ملاقات ہو، میرے بعد مولانا بزرگ مولانا محمد ہاشم سمنگانی کی صحبت کو لازمی اختیار کرنا اور انھیں میری طرح سمجھنا۔

مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کے تیس خلفاء تھے جن میں سب سے کم عمر خلیفہ مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ تھے لیکن آپ (مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ) مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ مولانا محمد ہاشم جیسی شخصیت طویل زمانے میں کہیں نظر نہیں آتی۔

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد میری تربیت کا سلسلہ کچھ عرصہ تک موقوف رہا یہاں تک کہ مجھے مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مل گئی۔ سن 1386ھ میں حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے اپنی تربیت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب آپ کے اسباق

پورے ہوگئے تو پہلے مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مقید اجازت (ارشادِ خط) عطا فرمائی اور پھر جب مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی محبت وفنا، شوق وذوق، صبر و تحمل اور استعدادِ وسیع کو دیکھا تو آپ کو خلافتِ مطلقہ عطا فرمائی تاکہ آپ کے کمال پر تاکید و توثیق ہو جائے۔

اس زمانے میں ولایتِ ننگرہار میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک عظیم شیخ بنام حاجی خدائے نظر رحمۃ اللہ علیہ المعروف پچیر حاجی صاحب بقیدِ حیات تھے۔ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے امر سے ان کے پاس سلسلہ عالیہ قادریہ میں اسباق کی تلقین کی غرض سے حاضر ہوئے۔

انھوں نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بلندیٔ شان اور فراخیٔ استعداد کو دیکھا تو ایک ہی مرتبہ میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے تمام اسباق دیئے اور ساتھ ہی خلافت بھی عطا فرمائی۔

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اسباق اور خلافت، حضرت خدائے نظر المعروف پچیر حاجی صاحب سے لیے لیکن طریقۂ اسباق اور اس طریقہ کے تمام اسرار ورموز میں نے مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھے یہاں تک کہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس طریقہ میں مجھے خلافت عطا فرمائی۔

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے اسباق بھی مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ سے لیے تھے مگر ان کی حیاتِ دنیوی میں ان سے خلافت نہیں پائی یہاں تک کہ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ کی قبر شریف پر حاضری دی اور اجازت طلب کی تو ان کی طرف سے یہ فرمان صادر ہوا کہ آپ مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دیں اور ان سے ان دونوں سلسلوں میں اجازت طلب کریں۔ حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان دو سلسلوں میں اجازت مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح لی تھی۔ پھر حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ طالقان تشریف لے گئے اور مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ کے مرقدِ منورہ پر حاضری دی اور ان دونوں سلسلوں میں ارشاد کی اجازت

طلب کی تو انھوں نے آپ کو بذریعہ الہام اجازت و خلافت عطا کی۔

دست بوسی

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ ایک وقت تک تواضع (انکساری) کی وجہ سے ہاتھ پر بوسہ دینے نہیں دیتے تھے مگر جب افغانستان میں وہابیت کا زہر پھیلنے لگا اور ان نجدیوں نے بزرگانِ دین کی دست بوسی کو شرک و حرام کہنا شروع کر دیا تب مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ دست بوسی کا امر دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ:

من تشبه بقوم فهو منهم ”جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے“ (الحدیث)

یہ وہابی بزرگانِ دین، مشائخ عظام، علماء باعمل مخلص (ورثۃ الانبیاء) اور والدین کی دست بوسی نہیں کرتے اور اس کو شرک کہتے ہیں۔ لہٰذا تم لوگ عملی طور پر ان کی مخالفت کرتے ہوئے مشائخ، علماء اور والدین کی دست بوسی کیا کرو کہ ان وہابیوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے ساتھ مرشد کی محبت:

آپ مبارک علیہ الرحمۃ کے شیخ مبارک حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ جب آپ کو اپنے علاقے دشتِ ارچی کی طرف نسبت کی تعلیم و ارشاد کے لیے بھیج رہے تھے تو انھوں نے آپ مبارک علیہ الرحمۃ کے بڑے بھائی مولانا عبد الباسط رحمۃ اللہ علیہ (المعروف باچالالا) اور دوسرے بھائی مولانا محمد صادق صاحب اور مرزا محمد حضرت جو مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے سسر تھے، تینوں کو بلایا اور آپ مبارک علیہ الرحمۃ کے بڑے بھائی کو فرمایا:

آپ اخندزادہ صاحب کو جانتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کیوں نہیں، میرے بھائی ہیں۔

مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کو میری آنکھوں سے دیکھو اور پہچان لو۔ اخندزادہ

صاحب قیوم الزمان ہیں۔ میں ابھی ان کو قیومیت کی توجہ کر رہا ہوں، زمانوں میں کہیں ایک اس طرح کا اللہ تعالیٰ کا ولی پیدا ہوتا ہے، ہزاروں کی تعداد اغواث، اقطاب اور آئمۂ ولایت ان کے زیرِ تصرف ہیں۔ پھر ان کو فرمایا کہ آپ کے بھائی اخندزادہ صاحب مثلِ آفتاب کے ہیں۔ جب سورج چڑھ جاتا ہے، اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ پھر فرمانے لگے:

آپ کے بھائی (اخندزادہ صاحب) یوسفی الصفت ہیں، یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنویں میں پھینک دیا، پھر تاجروں پر بیچ دیا اور جب (یوسف علیہ السلام) مصر چلے گئے تو نبوت و بادشاہت دونوں ملیں۔

یہ نعمت (اخندزادہ صاحب) آپ کو اپنے لیے چاہیئے یا ان کو کہیں اور بھیج دوں؟ تو بڑے بھائی مرحوم نے عرض کیا ہمیں یہ نعمت اپنے لیے چاہیئے تو مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس نعمت کو آپ کی طرف بھیج رہا ہوں مگر چند شرائط کے ساتھ۔ وہ شرائط یہ ہیں کہ:

1) آپ اخندزادہ صاحب سے آگے نہیں جاؤ گے، اس لیے کہ عمر میں اگرچہ آپ سے چھوٹے ہیں مگر انھوں نے آپ کو توجہات دی ہیں۔
2) ان کے حضور میں (اپنی عادت کے مطابق) پرانی حکایات اور قصے نہیں سناؤ گے۔
3) آپ ان سے علمِ ظاہر کے اسباق بھی شروع کر لیں
4) اور ساتھ ساتھ علمِ باطن میں بھی استفادہ کرتے رہیئے۔

آپ کے بڑے بھائی نے عرض کیا: مجھے یہ شرائط منظور ہیں۔ تب آپ اپنے علاقے دشتِ ارچی چلے گئے۔ چند دن بعد آپ مبارک علیہ الرحمۃ کے شیخ مبارک حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ مبارک علیہ الرحمۃ کے نام خط بھیج دیا جو آج بھی موجود ہے۔ اس خط میں انھوں نے آپ مبارک علیہ الرحمۃ کو ان الفاظ سے یاد کیا تھا:

(خط بنام حضرت مبارک علیہ الرحمۃ)

اخوی عزیزم ردیف کمالاتم ھمکار و صدیقم اخندزادہ صاحب وجناب غمخوار و عاشقم پاچا لالا و باقی ھمہ دوستان تحفۂ سلام برسد الحمد للہ لباسِ خیریت در بر است فراقِ اخندزادہ بفقیر بسیار دشوار است نمے دانم سبب آن چیست

خط چی می گورے ورتہ جاڑہ
ما چی لیکہ ورتہ می ڈیر جڑلی دینہ
خلقہ پہ یار می سلام وائے
زما دے سل زلہ سلام پہ تاسو وینہ

فقیر محمد ھاشم

(۳۱ برجِ حمل ۱۳۴۹ھ شیوم دوشنبہ)

(خط کا اردو ترجمہ)

میرے معزز بھائی، میرے کمالات کے نقشِ ثانی، میرے شریکِ کار دوست، اخندزادہ صاحب اور میرے غمخوار و عاشق باچالالا صاحب اور باقی تمام دوستوں کو تحفۂ سلام پہنچے۔ الحمدللہ کہ خیریت سے ہوں۔ اخندزادہ کی جدائی فقیر کے لیے بہت بھاری ہے۔ نہیں معلوم کہ اس کا سبب کیا ہے۔

جب میرا خط پڑھو تو خوب رونا
کیونکہ جب میں لکھ رہا تھا تو بہت رویا
اے لوگو میرے یار کو میرا سلام دینا
میری طرف سے تمہیں سینکڑوں سلام ہوں

فقیر محمد ہاشم
(۳۱ برجِ حمل ۱۳۴۹ھ شیوم دوشنبہ)

شیخِ مقتداء کی بارگاہ میں مقبولیت:

- ✓ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے اکیس خلفاء تھے۔ ان تمام کو آپ نے یہ امر دیا تھا کہ تم لوگ مرید کر سکتے ہو لیکن اگر تمہارا کوئی مرید تمہارے علم کے مطابق خلافت کے مقام تک پہنچ جائے تو اس کو اخندزادہ صاحب کے پاس لاؤ گے۔ اگر انھوں نے خلافت کا اہل پایا تو یہی مبارک اس کو خلافت دیں گے۔
- ✓ ان اکیس خلفاء میں خلافتِ مطلقہ صرف اخندزادہ مبارک علیہ الرحمۃ کو حاصل تھی۔
- ✓ آپ مبارک کو اپنے شیخ (حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کے ساتھ سندِ خلافت (ارشادِ خط) لکھ کر دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نور قلوب العارفین بانوار التجلیات والواردات وعطر مشام المشتاقین بنفحات الانس والمشاھدات والصلوٰۃ والسلام الزاکیات النامیات علی اشرف الموجودات وعلی آلہٖ واصحابہٖ الذین استفادوا بصحبتہٖ اعلی المقامات والکرامات

وبعد: فیقول الفقیر الی اللہ العلی القدیر محمد ھاشم بن محمد وزیر (قدس اللہ سرہٗ) ان الاخ البار الصالح اخندزادہ سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز لما اخذ عنی الطریقۃ النقشبندیۃ واتم جمیع اسباقھا ووصل الی مرتبۃ الحضور والولایۃ ورایتہٗ اھلاً لارشاد المسترشدین ثم لما وجدتہٗ ذا استعداد قوی لا یشارکہٗ غیرہٗ بین الخلان فاجزتہٗ حینئذ بعد عدۃ سنوات اجازۃ مطلقۃً وھوالآن کالشمس فی منتصف النھار ولا یخالفہٗ الا من انطمس بصیرتہٗ

"فمقبولہٗ مقبولی و مردودہٗ مردودی"

واللہ ولی التوفیق والسداد ومنہ الھدایۃ والارشاد

۲۴ جوزا ۱۳۴۴ ھ ش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ: (حمد وصلوٰۃ کے بعد)

نیکو کار صالح بھائی اخندزادہ سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز نے جب مجھ سے طریقہ نقشبندیہ کا اخذ کیا اس طریقہ کے تمام اسباق کو مکمل کیا اور حضور وولایت کے مرتبہ تک پہنچ گیا اور میں نے ان کو رشد وہدایت کے طلبگاروں کے ارشاد کا اہل پایا تو ان کو اجازت دی کہ رشد وہدایت کے طلب کرنے والوں کو ذکر کی تلقین کرتے رہیں۔ پھر جب ان کو ایسی قوی استعداد کا مالک پایا جس میں ان کے پیر بھائیوں میں سے کوئی ان کے ساتھ شریک نہیں تو میں اب ان کو کئی سالوں کے بعد مطلق اجازت دیتا ہوں

آپ (مبارک علیہ الرحمۃ) اس وقت دن کے درمیانی وقت کے سورج کی طرح ہیں۔ ان کا انکار نہیں کرے گا مگر وہ جس کے دل کی بینائی ماند پڑ گئی ہو۔

"پس ان کا مقبول میرا مقبول ہے اور ان کا رد کیا ہوا میرا رد کیا ہوا ہے"

اللہ تعالیٰ توفیق کا مالک ہے اور ہدایت وارشاد اسی کے ہاں سے ہے۔

۲۴ جوزا ۱۳۴۴ھ ش

آپ کی سندِ خلافت پر گواہان:

آپ مبارک علیہ الرحمۃ کی سند خلافت پر مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدین میں سے آٹھ گواہ قائم کیے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

1) ملا محمد لعل زرخریدی عرف استاد صاحب
2) مرزا محمد حضرت (مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے سسر)
3) عبید اللہ اخندزادہ صاحب ولدِ مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ
4) ملا عبد الباسط صاحب المعروف باچا لالا (حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے بڑے بھائی)
5) ملا محمد صادق صاحب (حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کے بھائی)
6) مولوی سید محمد (مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے چاچا سسر)
7) ملا خائستہ خان صاحب
8) ملا ہجوم صاحب لغمانی

- ✓ آپ مبارک علیہ الرحمۃ ساڑھے تین سال تک اپنے شیخ (مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ) کے امام رہے۔
- ✓ آپ مبارک علیہ الرحمۃ اپنے شیخ کے خصوصی معاون و خادم رہے۔
- ✓ آپ مبارک علیہ الرحمۃ اپنے شیخ مبارک کے امر پر ان کے مریدین کو آداب و شرائطِ طریقت کی تعلیم دیتے تھے
- ✓ آپ کے شیخ مبارک حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کو سل (دمہ) کی بیماری لاحق ہوئی تو انھوں نے آپ مبارک علیہ الرحمۃ کو امر دیا تھا کہ ذکر کی تلقین میں کروں گا اور میرے مریدین کو توجہات آپ دیں گے۔ لہٰذا آپ مبارک علیہ الرحمۃ کو اسی مقصد

کے لیے اپنے دائیں ہاتھ بٹھاتے تھے اور آپ اپنے پیر بھائیوں کو توجہ دیتے تھے۔

✓ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے سسر مرزا محمد حضرت نے ایک موقع پر آپ مبارک علیہ الرحمۃ کے ساتھ حسد ظاہر کیا تو حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"میں اخندزادہ صاحب کو پہچانتا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کا ایسا ولی ہے کہ میں ان کی داڑھی کے ایک بال کے ساتھ مرزا محمد حضرت (یعنی اپنے سسر) کو، اس کے تمام گھر والوں کو، اس کی بیٹی (یعنی اپنی زوجہ) کو اور اس کے دونوں نواسوں (یعنی اپنے صاحبزادگان) کو برابر نہیں کرتا"

بشارات (مرشدِ کریم کی زبانِ درفشان سے):

آپ مبارک علیہ الرحمۃ کو اپنے شیخ علیہ الرحمۃ نے بہت سی بشارات سے نوازا جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1) حضرت اخندزادہ مبارک اخص الخواص ولی ہیں

2) آپ (مبارک علیہ الرحمۃ) محمدی المشرب ولی ہیں

3) آپ (مبارک علیہ الرحمۃ) محبوب و مراد ولی ہیں

4) آپ (مبارک علیہ الرحمۃ) کی طرح کے اولیاء قرونِ متطاولہ (بہت زمانوں) میں ایک پیدا ہوتے ہیں

5) آپ (مبارک علیہ الرحمۃ) مقربین کے زمرے میں سے ہیں

6) آپ (مبارک علیہ الرحمۃ) کا مقبول میرا مقبول ہے اور رَد کیا ہوا میرا رَد کیا ہوا ہے

7) میں (محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمۃ) اور اخندزادہ (سیف الرحمٰن) صاحب ایک تن و وجود کے دونام ہیں

8) اخندزادہ صاحب قیومِ زماں ہیں

9) اخندزادہ میرے بھائی اور میرے کمالات کے ردیف ہیں

10) اخندزادہ صاحب بہت سارے فقہی مسائل میں میرے استاد ہیں

11) اخندزادہ صاحب سورج کی مثل ہیں، جس طرف جاتا رہتا ہے اندھیرے ختم ہوتے جاتے ہیں اور روشنی پھیلتی جاتی ہے۔

اپنے شیخ کی بارگاہ میں انکساری:

حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک مرتبہ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ ان کے امر پر قرآنِ کریم کی تلاوت فرمارہے تھے۔ تلاوت کرتے ہوئے آپ علیہ الرحمۃ نے سُورۃ الْأَنْعَام کی آیتِ کریمہ کے یہ الفاظ پڑھے دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کو چونکہ غیر کوفین کی قرأت حفظ تھی۔ لہٰذا ان کے مطابق اس مذکورہ جزوِ آیت کا دوسرا لفظ قَيِّماً بنتا تھا جبکہ مصاحف (قرآنی نسخوں) میں کوفین کی قرأت لکھی گئی ہے قِيَماً (بکسرۂ قاف وفتحۂ یاء) تو حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے جب قِيَماً پڑھا تو مولانا ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قِيَماً نہیں بلکہ قَيِّماً پڑھو

حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کو اس وقت غیر کوفین کی یہ قرأت یاد نہیں تھی تو آپ نے قرآن کریم کے اس لفظ پر قرأتِ کوفین قِيَماً کے خلاف تلفظ کرنے کی جرأت نہیں کی اور احناف کے امام حضرت امام عاصم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت پر اکتفاء کیا اور مولانا ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا رد نہیں کیا بلکہ آپ علیہ الرحمۃ نے توقف اور سکوت اختیار فرمایا۔ چونکہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بیمار تھے اور شدتِ مرض میں حوصلہ وبرداشت کی کمی ہوتی ہے، علاوہ ازیں آپ موسوی المشرب جلالی طبیعت بھی تھے اور حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

ساتھ بے پناہ محبت بھی تھی، ان وجوہات کی بناء پر آپ طبعی طور کچھ ناراض ہو گئے۔

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی سے پہلے میں دو قسم کا فیض محسوس کرتا تھا، ایک بلاواسطہ اور ایک بالواسطہ توجو فیض بلاواسطہ محسوس کر رہا تھا وہ توجوں کا توں رہا مگر جو فیض و نور میں مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے محسوس کر رہا تھا، وہ نہیں رہا۔

باوجود یہ کہ حضرت سیّدی مبارک رحمۃ اللہ علیہ حق پر تھے مگر شیخ کی ناراضگی پھر بھی باعثِ نقصان رہی۔

مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی کو دور کرنے کے لیے حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے منہ میں گھاس پکڑا اور اپنی گردن میں رسی ڈالی، اس حالت میں مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں معافی مانگنے کے لیے گئے۔ مولانا صاحب نے جب آپ کو اس حالت میں دیکھا تو اتنے خوش اور ایسے راضی ہوئے کہ حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کو اپنے پاس ایک مسند پر بٹھایا اور فرطِ محبت کا اظہار فرمایا۔

مولانا ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ سے ارشاد فرمایا کہ "اخندزادہ صاحب ! کیا وجہ تھی کہ حق بجانب آپ تھے مگر پھر بھی میں ناراض ہو گیا؟"

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے عرض کیا: "قربان! چونکہ آپ بیمار ہیں اور بیماری میں قوتِ برداشت کم ہوتی ہے، اس لیے آپ ناراض ہو گئے"

مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اخندزادہ صاحب! عفو مانگنے کا یہ طریقہ آپ نے کہاں سے یاد کیا تھا؟"

حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے عرض کیا: قربان! یہ طریقہ میں نے حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ سے یاد کیا تھا جب امتحاناً بغیر کسی موجب کے حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنے جوتوں کے ساتھ سر سر پر مارا اور اپنے آستانے سے نکال دیا تو وہ مبارک (شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) رات کو آئے

اور امیر کلال قدس سرہ کے دروازے کے سامنے مٹی میں لیٹ گئے۔ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ جب فجر کی نماز کے لیے نکلے، رات کے اندھیرے میں دروازے کے سامنے راستے میں پڑے ہوئے شخص پر نظر پڑ گئی تو فرمانے لگے: کیستی؟ (کون ہو؟) شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

"سگِ دربارِ شما، بہاؤالدین استم" (آپ کے در کا کتّا، بہاؤالدین ہوں)

خدمتِ شیخ:

آپ مبارک علیہ الرحمۃ جتنے عرصہ تک اپنے شیخ (حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں رہے تو آذان دینا، امامت کرنا، خانقاہ کی صفائی کا اہتمام کرنا، بچوں کو قرآن مجید اور درسی کتب پڑھانا، آنے والے سالکین کو آدابِ طریقت اور سلوک کے اہم مسائل کا سمجھانا، ان کو توجہ کرنا، یہ سب آپ مبارک علیہ الرحمۃ کی ذمہ داری تھی۔

علاوہ ازیں مرشدِ گرامی کے گھر والوں اور خانقاہ کے اخراجات کا مصرف بھی آپ مبارک علیہ الرحمۃ اٹھاتے تھے۔

حضرت مبارک علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے تو میں ادھار لے کر یہ مصارف پورے کرتا تھا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ ادھار کی رقم واپس کرنے کے لیے مجھے مشکل کا سامنا ہوا، لوگ (قرض خواہ) اپنے اپنے پیسے مانگنے لگے تو میں نے مجبور ہو کر مرشد مبارک سے اجازت طلب کی کہ گھر جا کر اپنی زمین کا کچھ حصہ فروخت کر کے قرض ادا کر سکوں۔

پیر بھائیوں پر شرف:

مولانا محمد رحمان صاحب جو کہ ہمارے گاؤں کے قریب باغیچہ ڈھیری افغانی کیمپ میں رہائش پذیر تھے، اسی کیمپ کی ایک مسجد میں امام اور پرائمری اسکول میں ٹیچر تھے۔ وہ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے مرید اور فارسیات میں شاگرد تھے۔ وہ مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت یافتہ بھی تھے۔ انھوں نے مجھے (راقم الحروف کو) واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت

مبارک علیہ الرحمۃ اور دیگر پیر بھائیوں کی آپس میں بحث چھڑ گئی کہ حضرت خضر علیہ السلام اولیاء اللہ کے پاس روحاً تشریف لاتے ہیں یا جسداً۔ مبارک علیہ الرحمۃ کا مؤقف یہ تھا کہ ان کی روح جسدی صورت میں اولیائے کرام کے پاس آتی ہے جبکہ دیگر پیر بھائیوں کا مؤقف یہ تھا کہ آپ جسدی صورت اختیار کیے بغیر روحاً تشریف لاتے ہیں۔ اتنے میں مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ان کے ساتھ ایک دوسرے سفید ریش بزرگ بھی تھے۔ آپ نے ان کو اپنی جگہ پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ تھوڑی دیر تک آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے۔ پھر وہ سفید ریش بزرگ رخصت ہونے لگے تو مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ باہر کے دروازے تک گئے۔ جب واپس آئے تو مسکراتے ہوئے فرمانے لگے کہ تم لوگ اخندزادہ صاحب کے ساتھ کس بات پر بحث کر رہے تھے؟ یہ تھے حضرت خضر علیہ السلام، تم سب نے دیکھ لیا کہ اُن کی روح جسدی صورت میں آئی تھی۔

انھوں (مولانا محمد رحمان) نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اخندزادہ صاحب کے پاس میں جن دنوں پڑھ رہا تھا، روزانہ آپ کے پاس آنا جانا ہوتا تھا، یعنی صحبت زیادہ تھی۔ میں جب بھی اخندزادہ صاحب کی خلوت میں داخل ہوتا اور آپ اکیلے ہوتے تو آپ کو روتا ہوا پاتا۔

محمدی المشرب ہونا:

صاحبزادہ محمد سعید حیدری صاحب بچپن سے ہی صاحبِ کشف و مشاہدہ تھے۔ مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ بعض امور میں آپ کو امر فرماتے تھے کہ مراقبہ کرکے فلاں بزرگ سے فلاں کام کے بارے میں پوچھ لیں کہ ان کا کیا مشورہ ہے۔

ایک بار آپ نے صاحبزادہ حیدری صاحب سے فرمایا کہ تم مراقبہ کرکے دیکھ لو کہ میرا مشرب کونسا ہے اور اخندزادہ صاحب (سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ) کا مشرب کونسا ہے؟ آپ نے جب مراقبہ کیا تو عرض کرنے لگے کہ میں نے ایک بڑا بکس (صندوق) دیکھا جس پر لکھا ہوا تھا:

”ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ میں نے اسے کھولا تو اس کے اندر دو خانے بنے تھے،

دونوں خانوں میں پرچیاں پڑی تھیں۔ایک پرچی پر لکھا تھا:"مولوی محمد ہاشم بن محمد وزیر موسوی المشرب" دوسری پرچی پر لکھا ہوا تھا:"سیف الرحمٰن بن سرفراز خان محمدی المشرب" تو مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اس کشف کی تصدیق کی اور فرمایا کہ واقعی میں موسوی المشرب ہوں اس وجہ سے میری طبیعت میں جلال زیادہ ہے اور اخندزادہ صاحب محمدی المشرب ہیں۔

آپ مبارکؒ کی علمی شان

ایک عالم کے ساتھ دلچسپ مکالمہ:

سرحد کے ایک مشہور عالمِ دین و شیخ الحدیث کے ساتھ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کا مباحثہ ہوا۔ اس شیخ کے سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں شاگرد پاکستان و افغانستان میں موجود ہیں۔

آپ علیہ الرحمۃ نے گفتگو کے دوران اُن سے پوچھا: مولوی صاحب یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ العلماء و رثۃ الانبیاء (علماء انبیاء کے وارث ہیں) ان علماء سے مراد کونسے علماء ہیں؟

مولوی صاحب نے کہا: یہی جو مدارس میں درس و تدریس میں مشغول ہیں

آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: مولوی صاحب! مدارس میں تو رافضی (شیعہ) اور خارجی (وہابی) بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں، کیا وہ بھی انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں؟

مولوی صاحب نے کہا: نہیں حضرت، عقیدے کی درستگی شرط ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: مولوی صاحب! اگر کسی مولوی کا عقیدہ درست ہے مگر علم پر عامل نہ ہو، کیا وہ انبیاء علیہم السلام کا وارث ہو گا کہ اس کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوا ھا کمثل الحمار یحمل اسفارا

(وہ لوگ جنھوں نے تورات کا علم حاصل کیا اور اس پر عمل نہیں کیا، گدھے کی طرح ہیں جس پر بوجھ لدا ہوا ہو) یعنی بے عمل عالم کی تشبیہ اللہ تعالیٰ نے گدھے کے ساتھ دی ہے۔

مولوی صاحب نے کہا: نہیں حضرت، وراثت کے لیے علم پر عمل کرنا بھی لازمی ہے

مبارک علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا: مولوی صاحب! اگر کوئی عالم اپنے علم پر عمل کرتا ہو مگر اس کے عمل میں اخلاص نہ ہو تو کیا وہ وارثِ انبیاء ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث مبارک میں قاری (عالم)، شہید اور سخی کے بارے میں آیا ہے کہ ان کو اوندھے منہ جہنم میں پھینکا جائے گا، اس وجہ سے کہ انھوں

نے عمل تو کیا ہو گا مگر ان کے عمل میں اخلاص نہیں ہو گا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رسول اللہ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ یقول: إِنَّ أَولَ النَّاسِ يُقْضَى يَومَ القِيامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ ، فَأُتِيَ بِهِ ، فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ ، فَعَرَفَهَا ، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا ؟ قَالَ : قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ . قَالَ : كَذَبْتَ ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لأَنْ يُقَالَ : جَرِيءٌ ! فَقَدْ قِيلَ ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ . وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ العِلْمَ وَعَلَّمَهُ ، وَقَرَأَ القُرآنَ ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا . قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا ؟ قَالَ : تَعَلَّمْتُ العِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ ، وَقَرَأْتُ فِيكَ القُرآنَ ، قَالَ : كَذَبْتَ ، وَلكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ : عَالِمٌ ! وَقَرَأْتَ القُرآنَ لِيُقَالَ : هُوَ قَارِئٌ ؛ فَقَدْ قِيلَ ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ . وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ المَالِ ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ ، فَعَرَفَهَا . قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا ؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلاَّ أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ . قَالَ : كَذَبْتَ ، ولكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ : جَوَادٌ ! فَقَدْ قِيلَ ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ

(صحیح مسلم ۔ باب من قاتل للریاء حدیث نمبر 5032)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے جس کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جائے گا وہ شہید راہِ حق ہے۔ اس کو سامنے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد کرائے گا جن کو وہ پہچان لے گا۔ اس کے بعد رب تعالیٰ اس (شہید) سے دریافت کرے گا کہ تو نے اس سلسلے میں کیا عمل کیا تو وہ کہے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہادت حاصل کی۔ رب تعالیٰ فرمائے گا تو نے غلط کہا، تو نے جنگ اس لیے کی تھی کہ تو بہادر کہلائے اور تجھے یہی کہا گیا۔ اس کے بارے میں فیصلہ ہو گا اور اس کو منہ کے بل

گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک اور شخص جس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کا سکھایا، قرآن پاک پڑھا۔ اس کو بھی لایا جائے گا۔ اس کو بھی نعمتِ الٰہی بتائی جائے گی جس کا وہ اعتراف کرے گا۔ رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے علم سیکھا اور دوسروں کا سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: تو نے غلط کہا، تو نے علم اس لیے سیکھا تھا کہ تجھے عالم اور قاری کہا جائے اور لوگوں نے تجھے یہی کہا۔ پھر اس کے بعد اس کے بارے میں حکم ہو گا اور اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ان کے علاوہ ایک وہ شخص ہے کہ اللہ نے اس کو دولت سے نوازا، انواع واقسام کے مال دیئے، اس کو لایا جائے گا۔ اس کے سامنے بھی نعمتوں کا تذکرہ ہو گا اور وہ ان کا اعتراف کرے گا۔ اس سے رب کریم فرمائے گا: تو نے اس مال سے کیا کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: مولا میں نے کوئی راہ نہ چھوڑی اور جہاں جہاں تیری رضا کے حصول کے لیے مال خرچ کر سکتا تھا کیا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: تو نے غلط کہتا ہے، تو نے میری رضا کے لیے نہیں بلکہ مال اس لیے خرچ کیا کہ تو سخی کہا جائے۔ پس اس کے لیے حکم ہو گا کہ اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

مولوی صاحب کہنے لگے: نہیں حضرت، عمل کے ساتھ ساتھ اخلاص بھی شرط ہے، تب وراثت آئے گی۔

یعنی وراثتِ انبیاء کے لیے اعتقاد کی درستگی، علم، علم پر عمل اور عمل میں اخلاص شرط ہے۔

آپ علیہ الرحمۃ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے: مولوی صاحب! ابھی تو آپ فرما رہے تھے کہ ورثاء وہی ہیں جو مدارس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں اور اب اتنی ساری شرطیں لگا دیں؟

مولوی صاحب کہنے لگے: حضرت! اتنی باریکیاں آپ جیسے لوگ سمجھتے ہیں، ہم نہیں

پھر آپ علیہ الرحمۃ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: مولوی صاحب! اخلاص کی یہ عظیم دولت ملتی کہاں سے ہے؟

وہ خاموش ہو گیا تو آپ نے فرمایا: مولوی صاحب! اخلاص مخلصین کی صحبت میں ملتا ہے۔

ہیچ چیزے نفس را نکشد جز ظلِّ پیر
دامنِ ایں نفس کُش را سخت گیر

جزئیاتِ فقہ پر عبور:

آپ مبارک علیہ الرحمۃ کو فقہ کی جزئیات پر ایسا عبور حاصل تھا کہ ہم جو بھی مسئلہ آپ سے پوچھتے، آپ اس کا آسانی سے جواب دیتے اور اگر کسی مسئلہ کی دلیل دریافت کرتے تو فوراً کتاب کا حوالہ دیتے۔

صاحبزادہ علّامہ حمید جان صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ تعویذ کے بارے میں مجھے شک پڑ گیا کہ اس کو چمڑے میں بند کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اور اگر کوئی فائدہ ہے تو اس کی دلیل کہاں ہے؟ میں نے حضرت مبارک علیہ الرحمۃ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا تفسیرِ جمل کے آخر میں دیکھو، یہ مسئلہ موجود ہے۔ میں نے تفسیرِ جمل میں دیکھا۔ جہاں آپ نے فرمایا تھا اسی جگہ یہ مسئلہ لکھا ہوا تھا کہ تعویذ چمڑے میں بند ہو جائے تو ایسا ہے جیسے حافظ کے سینے میں قرآن یعنی پاکی وناپاکی دونوں حالتوں میں جسم پر، گلے میں یا بازو پر رہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

آپ مبارک ؒ کے ملفوظات

☆ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ اپنا تعارف کچھ یوں بیان فرماتے تھے:

میں فقیر سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز خان بن قاری محمد حیدر، حنفی مذہباً، نقشبندی مشرباً، ماتریدی اعتقاداً، کوٹ ننگرہار مولداً، ارچی ترکستان مسکناً، باڑہ کھجوری (خیبر ایجنسی) تمام اہلِ اسلام کو عموماً اور علمائے کرام ومشائخِ عظام کو خصوصاً یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ ہوں۔ تمام سر زمین پر اپنے آپ سے باعتبارِ ذوق کوئی اور مجھے ادنیٰ ترین نظر نہیں آتا اور میں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی ہوں اور فقہ میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد ہوں اور اصول وعقائد میں اہل سنت وجماعت کے عظیم پیشوا حضرت ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا تابع ہوں اور تصوف وطریقت میں حضرت خواجہ بزرگ محمد بہاؤالدین شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ شیخ شہاب الدین سہروری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تابع اور انہی بزرگانِ دین کا بالواسطہ مرید ہوں۔

☆ اولیائے کرام اور فقرائے حقیقی اصولاً وفروعاً، ظاہراً وباطناً، قلباً ولساناً اور عناصراً متابعتِ مصطفوی سے خود بھی مزین ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی انہی مذکورہ درجاتِ متابعت کی طرف دعوت دیتے ہیں

☆ پیر کے کمالات مریدوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر مریدوں میں اتباعِ شریعت، حیاتِ لطائف، وجد وحال اور علوم ومعارف موجود ہیں تو یہ پیر کے کمالات کا ثمرہ ہے۔

جیسے ایک قابل اور لائق شاگرد سے اس کے استاد کی قابلیت اور علمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

لیکن اگر مریدوں میں اگر کوئی حال باطنی کمالات اور علوم ومعارف موجود نہیں تو یہ پیر کے ناقص یا نامکمل ہونے کی دلیل ہے البتہ مرید میں خلوص اور آدابِ شیخ کا لحاظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اتباعِ سنت

کا موجود ہونا شرط ہے۔

☆ بے ادب، کاذب (جھوٹا) اور مخالفِ شریعت مرید اپنے پیر کے باطنی کمالات سے فیضیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ ان برائیوں سے سچی توبہ نہ کرلے۔

☆ آپ علیہ الرحمۃ **ھدایت الابرار** نامی کتاب کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے کہ:

"ایک شخص کی استعداد کو ضائع کرنا اتنا بڑا گناہ ہے جیسے کسی اولوالعزم پیغمبر کو شہید کرنا یا ستّر کُمّل اولیائے کرام کو قتل کرنا۔"

☆ اپنے متعلقین کو نمازِ تہجد کی اہمیت سمجھاتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ:

"صحت کی حالت میں جب کبھی میری تہجد کی نماز چھوٹ جاتی تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے جمعہ کی نماز فوت ہو گئی ہو اور اب جب کہ ضعف غالب ہے اور کئی طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوا ہوں تو اب اگر تہجد کی نماز چھوٹ جاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وقتی نماز فوت ہو گئی ہو۔"

☆ باعمل بدعقیدہ سے بے عمل خوش عقیدہ بہتر ہے۔

☆ شریعت اصل ہے یعنی جڑ، طریقت شاخیں اور حقیقت پھل ہے۔

☆ شریعت کی مثال درخت کے تنے کی ہے، طریقت کی مثال شاخوں کی سی ہے، اگر کسی درخت کی شاخیں کاٹ دی جائیں تو اس پر پھل کیسے آئے گا؟

☆ شریعت اور طریقت ایک دوسرے کے لازم وملزوم ہیں جیسے ظھر و بطن یعنی پیٹھ اور پیٹ کا تعلق ہے

☆ رسوخ کا مقام شریعتِ محمدی علی صاحبھا الصلواۃ والسلام کی کمال اتباع سے وابستہ ہے اور درجاتِ ولایت کا حصول بھی اتباعِ شریعت پر موقوف ہے۔

☆ اخلاص کے ساتھ علم و عمل کا امتزاج رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

☆ جو سنت پر پوری طرح کاربند ہو، خلافت اس کا حق ہے۔

☆ رسوم اور رواجات کو چھوڑ کر سنتِ نبوی کو اپنائیں، اسی میں دونوں جہان کی بہتری کا راز

مضمر ہے۔

☆ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن اگر علم پر عمل نہ کیا جائے تو ایسے عالم کی مثال گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔

☆ عالمی سطح پر غلبۂ اسلام کے لیے جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ اپنے حالات، اختیارات اور وسائل کو بروئے کار لا کر فروغِ اسلام کے لیے جدوجہد کی جانی چاہیئے۔ ہر شخص کم از کم اپنے وجود پر پہلے مرحلے میں نظامِ اسلام کو عملاً نافذ کرے۔ اس سے پورے معاشرے میں نیکی کے گلاب کھلیں گے اور سارا ماحول معطر و معنبر ہو جائے گا۔

☆ میرے پاس ہزاروں لوگوں کا آنا جانا ہے لیکن مجھے خوشی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی اللہ کی معرفت کے لیے میرے پاس آتا ہے۔

☆ طلبِ جنّت میں لوگوں کی تین جماعتیں ہیں:

ایک جماعت جنت کو اس لیے طلب کرتی ہے کہ وہ دائمی نعمتوں اور آرام اور راحت کی جگہ ہے، یہ جماعت عوام الناس کی ہے۔ دوسری جماعت کے لوگ جنّت کو طلب کرتے ہیں، نہ جہنم سے بچنے کی فکر میں ہیں، بس ہر وقت یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ یہ جماعت خواص اولیاء کی ہے۔ تیسری جماعت کے لوگ جنّت کو طلب کرتے ہیں مگر اس لیے کہ وہ رب تعالیٰ کی رضا اور دیدار کی جگہ ہے اور جہنم سے پناہ مانگتے ہیں اس لیے کہ وہ رب تعالیٰ کی ناراضگی اور قہر و غضب کی جگہ ہے۔ یہ تیسری جماعت اخص الخواص اولیاء کی ہے۔

☆ اخلاص کا ایک مفہوم یہ ہے کہ باطنی بیماریاں ختم ہو جائیں۔ اپنے آپ کو اور اپنے عمل کو بیچ جانا جائے، لوگوں کی تعریف و تنقید کو اہمیت نہ دی جائے اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کے لیے زندگی بسر کی جائے۔

☆ جو لقمۂ حلال ایک صوفی عارف کھاتا ہے تو اس سے نور و برکت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ صوفی کھانا اپنے نفس کے لیے نہیں کھاتا بلکہ عبادت کے لیے قوت کی خاطر

کھاتا ہے، اسی طرح جب ایک غافل اور سخت دل انسان کھانا کھاتا ہے تو بوجہ غفلت و خوشئ نفس اس سے ظلمت اور تاریکی حاصل ہوتی ہے کہ اس کے کھانے میں خالق کی مرضی کے خلاف نیتیں شامل ہوتی ہیں۔

☆ ایک مرتبہ سیّدی و مرشدی مبارک سرکار گھر تشریف لائے تو آپ نے ٹیپ پر ذکر والی نعت کی آواز سنی، دائیں بائیں دیکھا تو کوئی موجود نہ تھا، آپ نے پوچھا کہ یہ نعت کس نے لگائی ہے؟ جواب ملنے پر آپ نے اس خاتونِ خانہ کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ آپ نعت لگا کر کیا کر رہی تھیں؟ جواب ملا کہ گھر کا کام کاج۔ آپ نے فرمایا کہ جب بھی نعت لگاؤ تو حضورِ قلبی کے ساتھ بیٹھ کر متوجہ ہو کر سنو اور فیض طلب کرو، نعت لگا کر کام کاج میں لگ جانا اور قلبی حضور نہ رکھنے سے قساوتِ قلبی پیدا ہو جاتی ہے۔(اللہ ہم سب کو حضورِ قلبی عطا فرمائے اور قساوتِ قلبی سے محفوظ فرمائے، آمین، بحوالہ صاحبزادہ سیّد احمد حسن پاچا سیفی دامت برکاتہم العالیہ)

اعلیٰ حضرت، فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کے تأثرات:

سہ ماہی مجلہ "انوارِ رضا" سن 2008ء کے تیسرے شمارے کے مطابق چیف ایڈیٹر مجلہ ھٰذا ملک محبوب الرسول قادری جب حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ سے انٹرویو لے رہے تھے تو کیے گئے سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی کیا گیا کہ آپ شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا تأثر رکھتے ہیں؟

تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ:

مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو میں اس نظر سے دیکھتا ہوں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو یہ سارا خطہ وہابیت سے بھر جاتا۔ وہ ولی کامل، عاشقِ رسول، محقق عالم، اور مجاہد تھے۔ وہ امامِ وقت اور مردِ کامل تھے۔ وہ ماتریدی تھے، میں بھی ماتریدی ہوں، امامِ اعظم کے وہ بھی مقلد تھے، میں بھی مقلد ہوں، وہ

ہمارے بزرگ اور رہنما ہیں۔ ولایت میں وہ اعلیٰ مقام کے حامل انسان تھے، وہ پٹھان تھے، میں بھی پٹھان ہوں، وہ قندھار کے تھے، میں قندوز کا رہنے والا ہوں۔ میں عقیدے، مذہب، قوم اور علاقہ، ہر اعتبار سے ان کے موافق ہوں۔

کنز الایمان پڑھانے کا حکم:

حضرت میاں محمد حنفی سیفی صاحب (راوی ریان شریف) جو کہ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے مشہور خلفاء میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے مدرسے میں طالبات کو قرآنِ مجید کا کونسا ترجمہ پڑھایا جارہا ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ میری اہلیہ نے ضیاء القرآن منگوایا تھا۔ آپ نے میری بات قطع کرتے ہوئے فرمایا: نہیں، قرآنِ کریم کے اردو تراجم میں سب سے بہتر ترجمہ شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ کنز الایمان طالبات کو پڑھائیں۔ اللہ کا شکر ہے جب گھر آکر میں نے اپنی اہلیہ سے ذکر کیا کہ مبارک علیہ الرحمۃ نے کنز الایمان پڑھانے کا امر فرمایا ہے تو میری اہلیہ نے بتایا کہ شکر ہے، ہم تو پہلے ہی کنز الایمان طالبات کو پڑھا رہے ہیں۔

خواتین کے ارشاد و تبلیغ پر آپ کا ایک مدلل مکتوب:

عمدۃ المکتوبات علیٰ اجازۃ ارشاد السالکات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بوساطت عزیز الوجود ارجمند پیر مفتی محمد عابد حسین سیفی بنام عارفہ صادقہ مبلغہ بی بی سیدہ تسنیم کوثر ہاشمی بنت صلبیہ مولانا عبد الرحمٰن و عذرا شمیم سیفی و مسرت جبیں ہاشمی سیفی (دار العلوم سیفیہ رحمانیہ لنبات الاسلام ادھوال کلاں نزد سروس موڑ گجرات)

یہ مکتوب ایک سوال کے جواب میں ہے۔

سوال: بعض فتنہ انگیزوں نے یہ فتنہ شائع کیا ہے کہ عورتیں منصبِ ارشاد کے لائق نہیں ہیں اور گزشتہ کوئی ایک بھی ایسی عورت نہیں ملتی جس نے مخلوقِ خدا کے افادہ کے لیے کام کیا ہو۔ منکرین کے اس جھوٹے پروپیگنڈا کو ختم کرنے کے لیے ہم آپ کی صحیح ہدایت کی منتظر ہیں۔

الجواب: الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

آپ کا خط موصول ہوا، بہت خوشی ہوئی کیونکہ اکثروا اخوانکم فی الدین (اپنے دینی بھائیوں کی کثرت کرو) کے تحت ہماری بھی یہی خواہش ہے اور آیت کریمہ سنشد عضدك باخيك (ہم آپ کے بازو کو آپ کے بھائی کے ذریعے تقویت دیں گے) بھی اسی معنیٰ کی تائید کرتی ہے اور فاستبقوا الخیرات سابقوا الی مغفرۃ من ربکم (نیکی کے کاموں میں آگے بڑھو اور اپنے رب سے مغفرت حاصل کرنے میں سبقت لے جاؤ) کے حکم کے مطابق نیکی کے کاموں میں بلند ہمت اور سخت محنت دکھانی چاہیئے اور گھاٹا پانے والوں کی پریشان کن باتوں سے حوصلہ نہیں ہارنا چاہیئے کیونکہ کل یعمل علی شاکلتہ (سب اپنے انداز پر عمل کرتے ہیں) اس جیسے معاملات میں سخت مزاحمت نہیں کرنی چاہیئے۔ جھوٹ زیادہ دیر تک نہیں چلتا۔ ان مخالفین کی بری حالت کا سبب

ان کی یہی بے سروپا باتیں ہی ہوں گی۔ من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور (جسے اللہ نور نہ دے، اس کے لیے نور نہیں) جو کام اپنے آپ کو درپیش ہو اس کو پورے اہتمام سے سرانجام دینا چاہیئے اور اغیار سے چشم پوشی بہتر ہے۔ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون

المختصر نہ صرف یہاں کے بلکہ پورے ملک کے علماء زینۃ الملک والشہادہ ہیں اور شریعت کی ترویج وترقی انہی کی عمدہ کوششوں سے ہی ممکن ہوئی ہے (اللہ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے)

بعض احباب جو کہ دولت شہود اور وجدانی ذوق کی لذت سے بے بہرہ ہیں، انوار و تجلیات اور قربِ خداوندی کے مقامات ان پر ابھی منکشف نہیں ہوئے، وہ عارفہ وسالکہ خواتین کے خلیفہ بنائے جانے اور ان کی دعوت وارشاد پر اعتراض وانکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں ان معارف کی حقیقت سے آشنا فرمائے اور ہمیں اور ان کو اس آزمائش سے نجات عطا فرمائے۔

معترضین کے یہ اعتراضات نصوص اور سلف وخلف صالحین کے اسوہ کے خلاف ہیں۔

الکتاب میں ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی پیروی کرتا ہے اور ان کے اخبار واحوال کو جانتا ہے نیز ان کے اقوال وافعال سے واقف ہے، اس پر عیاں ہے کہ یہ وہ طریقہ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے بعد اختیار فرمایا اور امت کو بھی اسی حالت پر ابھارا اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے بدعتوں کو چھوڑ کر آپ ﷺ کی اتباع کی اگرچہ ان میں سے بعض مستحسن بھی تھیں۔

المختصر عارف محقق اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں:

اس راز کے ظاہر کرنے میں بلند ترین مقصد ایمان، اسلام اور اس احسان کے کمال کو ثابت کرنا ہے جس کو حق الیقین سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس سے خاص طور پر سلسلہ نقشبندیہ جاری ہوا ہے۔ لہٰذا اس شخص کو خوشخبری ہو جس نے یہ مضبوط رسی تھام رکھی ہے۔

اس عبارت کے بعد فرماتے ہیں کہ: جان لیجئے کہ طریقہ نقشبندیہ اصلاً صحابہ کا طریقہ ہے۔ نہ تو انھوں نے اس میں اضافہ کیا اور نہ کمی۔ یہ اپنے آپ کو رنگ میں رنگنے اور پھر منعکس

ہونے کا طریقہ ہے جس کے حصول میں بوڑھے بچے سب برابر ہیں اور اس کی فیض رسانی کرنے میں زندہ و مردہ سب برابر ہیں۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"پس معلوم ہوا کہ جس شخص نے کسی شیخ کے دامن کو نہ تھاما جو کہ اس کو اس سے نکلنے میں رہنمائی کرے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہے کیونکہ آدمی بغیر شیخ کے طریقہ علاج حاصل نہیں کر سکتا اگرچہ وہ ایک ہزار کتاب حفظ کرے۔ لہٰذا یہ کہنے میں احتیاط کریں کہ صوفیاء کا طریقہ کتاب و سنت کا طریقہ نہیں کیونکہ یہ کفر ہے بلکہ یہ سارا طریقہ اخلاقِ محمدیہ (علی صاحبھا الصلوٰۃ ولسلام) ہے۔ اس کا گوشت پوست (ظاہر و باطن) اخلاقِ محمدیہ (علی صاحبھا الصلوٰۃ ولسلام) سے ہے۔"

قرآن مجید میں ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاٰخر و ذکر اللہ کثیرا

بے شک تمہارے لیے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کا امیدوار ہے اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔ (سورۃ احزاب 33، آیۃ نمبر 21)

وان کنتن تردن اللہ و رسولہ والدار الاٰخرۃ فان اللہ اعد للمحسنت منکنّ اجراً عظیما

اگر تم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ احزاب 33، آیت نمبر 29)

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقانتین والقانتات والصادقین

والصادقات والصابرین والصابرات والخٰشعین والخاشعات والمتصدقین

والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجھم والحافظات والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعداللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرماں بردار اور فرمابرداریں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی والے اور عاجزی والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں۔ ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ احزاب 33، آیت نمبر 35)

نیز ارشادِ گرامی ہے: وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

اور میں نے جن اور انسان اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیے

ان آیات کے عموم کی وجہ سے عورتوں کی نفی کبھی متصور ہی نہیں ہو سکتی بلکہ تمام اعمال میں مرد وزن برابر ہیں لیکن ہاں اس اعتبار سے کہ عورت ناقص العقل اور ناقص الدین ہے، اس لیے ان کو منصبِ نبوت و رسالت سے علیحدہ رکھا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قربِ خداوندی میں بعض عورتیں مردوں کے مقابلہ میں زیادہ ثابت قدم ہوئی ہیں بلکہ بعض عورتیں بعض مردوں سے سبقت لے جاتی دِکھائی دیتی ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن بن احمد جامی نے اپنی کتاب "نفحات الانس" میں "ذکر النساء العارفات الواصلات الی مراتب الرجال" کے نام سے علیحدہ باب ذکر کیا ہے اور صاحبِ فتوحات نے "فتوحات" کے 73 ویں باب میں اللہ والوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

کل ماتذکرہ من ھولاء الرجال باسم الرجال فقد یکون منھم النساء ولکن یغلب ذکر الرجال

جو تمام تذکرہ ہم نے مردوں کے متعلق مردوں کے نام سے کیا ہے، اس میں عورتیں بھی شامل ہیں لیکن مردوں کا ذکر غالب تھا۔ (اس لیے مردوں ہی کا تذکرہ کیا، عورتوں کا نہیں)

نیز ارشاد فرمایا:

قیل لبعضھم کم الابدال قال اربعون نفسا قیل لہ لم لا تقول اربعون رجلا فقال فقد یکون فیھم النساء

کسی اللہ والے سے پوچھا گیا کہ ابدال کتنے ہیں تو فرمایا کہ چالیس نفوس ہیں۔ ان سے عرض کی گئی کہ آپ نے چالیس مرد کیوں نہیں فرمایا (چالیس نفس کیوں کہا؟) فرمایا: کبھی کبھی ان میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔

شیخ ابو عبد الرحمٰن اسلمی صاحب طبقات المشائخ نے عابدہ اور عارفہ عورتوں کے احوال کے متعلق ایک علیحدہ کتاب جمع فرمائی ہے اور اس میں کئی خواتین کا ذکر کیا ہے۔

شاعر کا کہنا ہے:

ولو کان النساء کما ذکرنا　　　لفضلت النساء علی الرجال

اگر عورتیں ان مردوں کی طرح ہو جائیں جن کا ہم نے ذکر کیا تو وہ مردوں پر فضیلت لے جائیں

فلا التانیث لا سم الشمس عیب　　　ولا التذکیر فخر للھلال

نہ تو (لفظ) شمس کا مؤنث ہونا عیب کی بات ہے اور نہ ہی (لفظ) ہلال کا مذکر ہونا قابلِ فخر ہے

(نفحات، ص215)

1۔ رابعہ عدویہ

اہل بصرہ میں سے تھیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے اور ان کی نصیحت اور دعا کے طالب رہتے تھے۔ حضرت رابعہ فرماتی ہیں کہ ہر چیز کا ایک پھل ہوتا ہے اور معرفت کا پھل اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

2۔ مریم البصریہ

یہ بھی اہل بصرہ میں سے تھیں۔ حضرت رابعہ بصری کی ہم عصر تھیں اور ان کے ساتھ ان کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ حضرت رابعہ بصری کی وفات کے کچھ عرصہ بعد تک زندہ رہیں۔ جب بھی محبتِ الٰہی کی باتیں سنتیں تو بے خود و مست ہو جایا کرتی تھیں۔ ایک دن لوگ محبت کے معتلق گفتگو کر رہے تھے کہ عشق کی آگ بھڑک اٹھی اور اسی محفل میں جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (نفحات، ص616)

3۔ رابعہ شامیہ

آپ حضرت احمد بن حواری کی زوجہ تھیں۔ کبھی آپ پر عشق کا غلبہ ہوتا، کبھی انس کا اور کبھی خوف کا۔ جب محبت کا غلبہ ہوتا تو کہا کرتی تھیں:

حبیب لیس یعدله حبیب　　وما السواه فی قلبی نصیب

میرا دوست ایسا ہے جس کے مقابلے کا کوئی نہیں اور میرے دل میں اس کے علاوہ کسی کا حصہ نہیں

حبیب غاب عن عینی وجسمی ولکن عن فوادی لا یغیب

(میرا) محبوب میری آنکھ اور جسم سے دور ہے لیکن میرے دل سے دور نہیں

ولقد جعلتك فی الفواد محدثی　　وبحت جسمی من ارا د جلوسی

تجھے میں نے اپنے دل میں گفتگو کا مرکز بنا لیا ہے

اور اپنے جسم سے باتیں اس کے لیے روا کر دی جو میرے بیٹھنے کا ارادہ کرتا ہے

فاجلسم منی للجلیس موانس　　حبیب قلبی فی الفواد انیسی

میرا جسم میرے ہم نشین کا غمگسار ہے اور میرے دل کا دوست میرے دل کا ساتھی

خوف کی حالت میں فرماتیں:

وزادی قلیل لا اراہ مبلغی　الزاد ابکی امر بطول مسافتی

میرا زادِ راہ کم ہے۔ مجھے اپنی منزل ملتی ہوئی نظر نہیں آتی
کیا میں زادہِ راہ کے لیے روتی ہوں یا طویل سفر کی وجہ سے

اتحرقنی باالنار یا غایۃ المنی　فاین رجائی منك این مخافتی

اے میری امیدوں کی انتہا ! کیا تو مجھے آگ میں ڈالے گی
میں نے کہاں تم سے امید لگائی ہے اور کہاں تم سے ڈرتی ہوں

4۔ فاطمہ نیشاپوریہ

یہ خراساں کی بزرگ خواتین میں سے تھیں اور بڑی بڑی عارفات میں سے ایک تھیں۔ کسی بزرگ نے حضرت ذوالنون (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا: اس عارفوں کے گروہ میں سے آپ کو بزرگ ترین ہستی کونسی نظر آئی؟ آپ نے نے فرمایا کہ مکہ میں ایک خاتون دیکھی تھیں۔ لوگ اسے فاطمہ نیشاپوریہ کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ قرآن کے ایسے معانی بیان کرتیں کہ میں حیران ہو جاتا تھا۔ وہ فرمایا کرتی تھیں:

من عمل للہ علی المشاھدۃ فھو عارف ومن عمل علی مشاھدۃ اللہ ایاہ فھو مخلص

جس شخص نے اللہ کے لیے اس کو دیکھ کر عمل کیا، وہ عارف ہے اور جس نے یہ سمجھ کر عمل کیا کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے، وہ مخلص ہے۔

5- فاطمہ البردعیۃ

اردبیل کے علاقہ سے تعلق رکھتی تھیں اور مقام شطح کی عارفہ خواتین اور متکلمات میں تھیں۔ کسی اللہ والے نے آپ سے سوال کیا کہ کیا حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا جلیس من ذکرنی (جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں) آپ اس کے متعلق کیا فرماتی ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ ذکر یہ ہے کہ تو ہمیشہ مذکور کے ذکر میں کمربستہ رہے اور تیرا ذکر اس کے ذکر میں فنا ہو جائے اور پھر اسی کا ذکر تیر لیے وہاں باقی رہ جائے جہاں نہ مکاں ہے نہ زماں (نفحات، ص622)

لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ قربِ خداوندی کے مقامات طے کرنے میں اور خلعت و ارشاد کے حصول میں عورتیں مردوں کے مساوی ہیں۔ حضرت مجدد قدس اللہ سرہ مکتوب نمبر 300 (جلد اوّل) کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ طریقہ نقشبندیہ کے اکابرین نے اسی راہِ نا مسلوک کو اختیار کیا ہے اور یہ غیر معروف راہ ان بزرگان کے طریقہ میں معروف راہ بن چکی ہے۔ یہ بزرگ اپنی توجہ اور تصرف سے ایک دنیا کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ راہ ایسی ہے جس میں منزل مقصود تک پہنچنا لازمی ہے مگر پیر کی توجہ، رہنمائی کرے تو پھر کیا بوڑھے، کیا جوان، کیا عورتیں، کیا بچے، سب مقصود کے حصول میں برابر ہیں بلکہ مردے بھی اس دولت سے حصہ پاتے ہیں۔

حضرت خواجہ نقشبند فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایسے طریقے عطا کیے جانے کی درخواست کی جو یقینی طور پر اس (اللہ تعالیٰ) تک پہنچانے والا ہو۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار جو کہ آپ کے پہلے خلفاء میں سے ہیں، نے اسی معنی میں یہ شعر پڑھا ہے۔

گرنہ شکستی دل دربان راز　　　　قفل جہان راھمہ بکشادی

اگر تو نے دربان کی دل شکنی نہیں کی تو تو دنیا کے تمام تالے کھول سکتا ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ان اکابرین کے طریقہ پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔

معرفت کی نعمت سے عورتوں کو دور نہ رکھیں بلکہ عورتوں کے علاوہ بزرگ، نوجوان بلکہ بچوں اور مردوں کے متعلق بھی یہی سمجھیں کہ وہ اس میں برابر کے شریک و حصہ دار ہیں۔ ان لوگوں (مخالفین) کی تشفی کے لیے اتنا ہی کافی ہے لیکن اگر وہ مزید تصریح چاہیں تو ہم بزرگانِ دین کی ان

کتب سے دلائل پیش کر سکتے ہیں جو کہ عارفہ عورتوں کے ارشادات کے اثبات میں تحریر کی گئیں ہیں۔

عمدۃ المقامات کے صفحہ 495 پر مرقوم ہے:

منتخب سابع سے تذکرہ سابع: یہ تذکرہ عارفہ باللہ مقبولۂ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت بی بی صاحبہ کے متعلق ہے (جس میں مرقوم ہے) کہ راقم کی والدہ اور حضرت قیوم زماں کی بھتیجی ان کی خدمت میں رہیں ۔ اس سے پہلے وہ حضرت قدوۃ الاولیاء شاہ غلام محمد شرف کی خدمت میں رہیں۔ لہٰذا ان خاص نسبتوں سے انھوں نے وافر حصہ حاصل کیا۔ چنانچہ حضرت قدوۃ الاولیاء کے احوال کے تذکرہ میں ان کا بھی ذکر گزر چکا ہے۔ جب حضرت قیومِ زماں قیومیت کے مقام پر فائز ہوئے تو بی بی صاحبہ ان کی خدمت میں رہیں۔ چنانچہ حضرت قیومِ زماں کے احوال میں ان کی طرف اشارہ گزرا ہے۔ بی بی صاحبہ نے ان کی خدمت میں رہ کر ان سے از سر نو ابتداء تا انتہا سلوک طے کیا اور کمال و اکمال (خود کمال پر فائز ہونا اور دوسرے کو بھی درجۂ کمال تک پہنچا دینا) کے مقام سے مشرف ہوئیں۔

پہلے ان کے نسب کو بیان کیا جاتا ہے۔ پھر اجمالی طور پر ان کے احوال کی کیفیت مذکور ہو گی۔ حضرت بی بی صاحبہ کے والد ماجد کا نام حضرت شاہ عطاء اللہ تھا۔ اپنے آبائی نسب کے لحاظ سے ان کا تعلق دہلی کے بخاری سادات سے تھا جو کہ حضرت حاجی عبد الوہاب بخاری قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے اور یہ حضرت مجدد الف ثانی کے زمانہ میں دہلی میں صاحبِ ارشاد تھے اور اپنے اجداد کے طریقہ کی ترویج فرماتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حضرت کے نام کئی مکتوبات ملتے ہیں۔ ان مکتوبات میں حضرت کی تعریف میں کئی عبارات لکھی ہیں۔ حضرت حاجی عبد الوہاب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو مکتوب حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجے ان شاء اللہ ان میں سے ایک کا تذکرہ بھی ہو گا۔ انھوں نے ان سے طریقہ بھی حاصل کر لیا تھا۔

جس مکتوب کا اوپر وعدہ کیا، وہ ذیل میں مذکور ہے۔

جلد اوّل، مکتوب نمبر 55، بسیادت پناہ شیخ عبد الوہاب بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)

کچھ عرصہ ہوا کہ آپ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے آپ سے محبت پیدا ہو گئی۔ جو تعلق آپ سے پہلے تھا تو اس کو چھوڑ کر۔ اسی وجہ سے آپ کی موجودگی اور غیر موجودگی میں آپ کے لیے دعا گو رہتا ہوں۔

حضور سرورِ کائنات فخر موجودات علیہ و اٰلہ الصلوٰت و التسلیمات و التحیات کا ارشاد گرامی ہے من احب اخاہ فلیعلم ایاہ (جو اپنے بھائی سے محبت کرتا ہے تو اس کو (اس محبت سے) آگاہ کر دے)۔ محبت کا خود بخود اظہار بہتر و اعلیٰ ہوتا ہے اور وہ محبت جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقرباء سے پیدا ہوتی ہے، اس سے امید کا رشتہ ہاتھ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے طفیل ان کی محبت میں استقامت عطا فرمائے۔

1۔ بی بی صاحبہ کی باطنی نسبت کا اظہار

جب بی بی صاحبہ نے ان کی خدمت میں رہ کر مراتب کمال و اکمال حاصل کر لیے اور معاملات سین بہت جلد طے کر لیے اور بلند مقامات اور اعلیٰ مراتب سے مشرف ہو گئیں اور جب ان کا مشرب مشربِ محمدی (علی صاحبہا الصلوٰۃ ولسلام) ہو گیا اور ولایت کے جملہ مدارج کا فیض حاصل کر لیا تو اسرار و کمال کی کوئی باریکی نہ تھی جس سے وہ ممتاز نہ ہوئی ہوں اور جب خاص الہامات اور خاص عنایات سے بھی فیض یاب ہو گئیں تو آپ کے مرشد حضرت قیومِ جہاں نے ان کو ارشاد و تبلیغ کا حکم دیا لیکن انھوں نے خود اپنے آپ کو اس مشکل معاملے سے دور رکھا اور اس امر مشاہدہ سے ہر چند کنارہ کیے رکھا اور ایک مدت تک اس معاملے میں گفتگو کرنے سے پس و پیش سے کام لیتی رہیں یہاں تک کہ اسی معاملہ میں حضور جناب اطہر صلوات اللہ و علی اٰلہ کی زیارت سے مشرف ہوئیں اور حضور ﷺ نے ان کو خلافت و ارشاد کی خاص خلعت عطا فرمائی اور ان کو اجازت عطا فرمائی اور اس

معاملہ میں سخت تاکید فرمائی۔ پھر مجبوراً آپ نے اپنے مرشد گرامی سے اس (خواب) کا اظہار کیا۔ قیومِ زماں تو مدت سے اس امر کی خواہش رکھتے تھے۔ لہٰذا آپ بہت خوش ہوئے اور ان کو ارشاد و تبلیغ کا اجازت نامہ لکھ دیا۔ نیز اپنا جبہ و دستار تبرک کے طور پر ان کو عنایت فرمائیں اور جو طلباء آپ کی خدمت میں موجود تھے، ان کو حکم ارشاد فرمایا کہ حضرت بی بی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ کے پاس جایا کریں اور ان کے حجرہ کے باہر بیٹھ کر ان سے توجہ لینے کی اجازت عطا فرمائی۔ نیز اپنے بیٹوں، بچوں اور اہل خانہ کو بھی یہی حکم دیا۔ کیا بیٹیاں، کیا بیویاں، تمام کو ان کا مرید کروادیا۔ آپ (بی بی صاحبہ) طوعاً و کرہاً مرشد گرامی کے حکم اور ارواحِ طیبہ کے اشارہ سے اس کام میں مشغول ہو گئیں۔ جلد ہی ان میں ایسی تاثیر نظر آنے لگی جو تصور میں بھی نہ تھی اور قریب و بعید سے لوگ خصوصاً عورتیں ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگیں۔ اطراف و اکناف میں ان کے فیض و ارشاد کے ڈنکے بجنے لگے۔ ان کے اپنے خاندان کی بہت سی عورتیں ان کے دامن کے ساتھ وابستہ ہوئیں اور راز و اسرار سے سر مست و سرشار ہوئیں۔ بہت سی ارادت مند خواتین مجذوب ہو گئیں یہاں تک کہ ان مجذوب عورتوں کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر گھروں میں رکھا جاتا۔ عورتوں کی جو حالت ان مقبولۂ رسول ﷺ کی خدمت میں تھی وہ کسی اور متقدمین اور متاخرین بزرگوں کے اجماع للہ و فی اللہ میں سننے کو نہیں ملیں بلکہ مردوں میں بھی اس طرح کمال و اکمال کی قوت کا عالم خال خال ہی نظر آتا ہے۔

بیت:

فیض روح القدس ازباز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

حضرت روح القدس کا فیض اگر دوبارہ مدد فرمائے تو
دوسری ہستیاں بھی اسی طرح کر سکتی ہیں جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کیا کرتے تھے

ارشاد خط:

حضرت قیوم جہاں رضی اللہ عنہ کا ارشاد خط نامہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔
تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا اور اپنی خلافت سے ان کو نوازا اور اس نسبت کو انبیاء اور اولیاء کے درمیان جاری فرمایا اور اللہ کی رحمتیں ہوں ہمارے نبی محمد ﷺ پر اور ان کی آل پاک پر اور ان کے ہدایت یافتہ اصحاب پر اور اسی طرح رحمتوں کا نزول ہو تمام انبیاء، اولیاء اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ امابعد:

دیکھنے میں آیا ہے کہ جب مخدومہ، محترمہ، معظمہ، مکرمہ، مظہر انوار القیوم، نور العین، ثمرۃ الفواد، امۃ المعصومہ سلمھا اللہ تعالیٰ نے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا سلوک فقیر حاجی صفی اللہ سرہندی سے مکمل کیا اور کمال و اکمال کے اعلیٰ درجات سے مشرف ہو گئیں اور ولایتِ صغریٰ اور کبریٰ و علیا حاصل کر لیں اور سیر الی اللہ، سیر فی اللہ کے مدارج میں عروج حاصل کر لیا اور کمالاتِ نبوت و رسالت میں عروج حاصل کیا اور انبیاء و رُسل کے مقامات میں صعود سے مشرف ہو چکیں اور ان اکابرین کی صفوں میں داخل ہو گئیں اور معیت احاطہ کے علوم اور توحیدِ وجودی و شہودی کی سیر کا تفصیل سے مشاہدہ کر لیا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے طریقہ کے مطابق حضور کا مقام پا لیا اور مکمل فنا اور اکمل بقا اور عین و اثر کے زوال اور فنا در فنا کے مقام کو حاصل کر لیا۔ ظلال، اصول اور وصول باصل الاصل تک تمام مقامات میں اس قدر ترقی حاصل کر لی کہ اس میں ظلیت کے شائبہ سے یکسوئی حاصل ہو گئی۔

نیز مذکورہ بالا مقامات کے علاوہ ایسے بہت سے دیگر مقامات سے مشرف ہوئیں کہ ان کی مثال ان کے مقابلہ میں قطرہ و دریا کی سی ہے۔ علوم کے ان کمالات کا اظہار واجب ہوتا ہے اور ان کے اسرار و رموز کا پوشیدہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

یضیق صدری ولا ینطلق لسانی (میرا سینہ تنگ ہوتا ہے اور میری زباں نہیں چلتی)

میں اُس کی طرف اشارہ ہے اور قطع منی ھذا البلعوم میں اُس کی طرف اشارہ ہے اور جب

انھوں (بی بی صاحبہ) نے نزول کے مقام میں عروج کامل حاصل کر لیا تو فقیر کے دل میں یہ خیال آیا کہ کیوں نہ بی بی صاحبہ کو تعلیم و تلقین کی اجازت دی جائے تاکہ مخلوقِ خدا ان کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو لیکن ایک مخدومہ و مکرمہ (بی بی صاحبہ) تھیں کہ اس کو قبول کرنے سے اغماض برتتی رہیں اور اس امر کو ملتوی کرتی رہیں۔ یہ اسی وجہ سے ہو گا کہ انتہائی ازلی عنایات ان کے شاملِ حال ہو جائیں۔ سو ہوا بھی یوں ہی کہ ان کا معاملہ پستی سے اوج ثریا تک جا پہنچا اور وہ خلت و محبوبیت کے مقام سے مشرف ہوئیں اور اللہ جل جلالہ کی جناب سے اصالت و فردیت اور دیگر مقامات سے مشرف ہوئیں (جو اس کے لائق تھے) پھر وہ حضرت خیر البریہ علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کی زیارت سے مشرف ہوئیں اور آپ ﷺ نے خلافت و ارشاد کی خلعت عطا فرمائی اور اس کو قبول کرنے کی سخت تاکید فرمائی۔ الحمد للہ علی ذٰلک حمد کثیرا

اگرچہ اب مخدومہ مذکورہ کو اجازت کی قطعاً ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن چونکہ بزرگوں نے لکھا ہے کہ پیر کی اجازت کے بغیر اس مشکل راہ پر قدم نہیں رکھنا چاہیئے، لہٰذا یہ بات واضح کی جاتی ہے راہِ خدا کے طالبین تمام مرد و عورت کو چاہیئے کہ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوں اور ان سے وہ طریقہ حاصل کریں جو فقیر سے ان کو پہنچتا ہے اور اپنی باطنی استعداد کے مطابق ان سے بہرہ مند ہوں اور اس اجازت کی شرط یہ ہے کہ شریعت مرضیہ پر استقامت اور سنتِ مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوات و السلام و التحیۃ پر ثابت قدم رہیں اور سلسلہ عالیہ کے شیوخ رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت میں راسخ ہوں۔

الصلوٰۃ و السلام علی خیر الانام و علیٰ آلہ العظام و صحبہ الکرام الی یوم القیٰمۃ

اس کے بعد ایک مدت تک ارشاد و تبلیغ کا کام ہوتا رہا اور خواتین کا ایک جمِ غفیر ان کی خدمت سے مستفیض ہوتا رہا۔ وہ جماعت جو ناقص العقل اور ناقص الدین تھی وہ معرفت کے کمال سے متصف ہو گئی ہے۔

حنظل صحرا چو سیب بوستان　　　　میزند پہلو بقندی دوستاں

اے دوستو! ریگستان کا تمہ باغ کے سیب کی طرح اب میٹھے سے شانہ ملاتا ہے (مقابلہ کرتا ہے) اللہ تعالیٰ کی ان پر بے پایاں عنایت دیکھ کر میں ان کی خدمت میں اکثر یہ شعر پڑھتا ہوں

اگر بادشاہ بردر پیرزن　　　　بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

اس بزرگ عورت کے دروازے پر اگر بادشاہ بھی آئے تو اسے بھی مونچھیں نیچی کرنا پڑیں گی

یہ بی بی صاحبہ کی معرفت وارشاد کے مختصر احوال تھے۔ اگر تفصیل میں جاؤں تو بات لمبی ہو جائے گی۔ بہر حال ایک منصف مزاج مومن کے لیے یہی کافی ہے۔ ان متعصبین و منکرین کی بات نہیں کرتا جو اہل اللہ کا انکار کرتے ہیں، ان سے تعصب رکھتے ہیں اور ان کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں۔ ان کی شان میں تفریط سے کام لیتے ہیں اور ان خواتین کی عیب جوئی کرتے ہیں جو اس مطلوبہ امر کی اہل ہوتی ہیں۔ ان سالکات پر طعن زنی کرتے ہیں جو مقاماتِ سلوک کی بلندی تک جا پہنچی ہیں۔ حاشا وکلا، اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کی فریب زدہ باتوں سے محفوظ فرمائے جو اپنے منہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں شریعت جن کو قبول نہیں کرتی۔

قارئین گرامی قدر! حضراتِ قائدین و مدرسین ہمارے اس علاقہ میں مزید ملاحظہ فرمائیں کہ ضلع گجرات میں ایک خوبصورت مدرسہ ہے جس میں علومِ دینیہ اور فنونِ مذہبیہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور بلاشبہ اس کی طالبات کی تعداد 700 تک جا پہنچی ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ اس کا نظم و نسق تمام کا تمام عورتوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس طرح کی تعلیم و تربیت قرون ثلاثہ میں ہوا کرتی

تھی۔اُس زمانے کو سرکار شفیع انس وجاں ﷺ کی زبان مبارک نے عمدہ زمانے سے متصف فرمایا تھا اور ہمارے اِس زمانہ میں فتنے سر اٹھا چکے ہیں اور اب وہ وقت آچکا ہے جسے فتنوں کا زمانہ قرار دیا گیا ہے۔اس حالت میں ان مدارس کی تعمیر و بقا ایک مستحسن عمل ہے۔اس کی مثال اس اشارہ سے سمجھی جاسکتی ہے کہ:

من راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن

(جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے)

اس علاقے کی عورتوں کے افادہ و استفادہ کا دارومدار اسی پر ہے کیونکہ وہاں آدابِ شریعت کے مطابق ظاہر کو سنوارنے کی تربیت دی جاتی ہے اور اس پر ان کے معاملاتی امور کی اصلاح کا انحصار بھی ہے اور پھر علوم باطنیہ کی کیا شان ہو گی جسے اسلاف تصوف کا نام دیتے ہیں اور یہ علوم قرآن و حدیثِ نبوی علٰی صاحبھا اصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہیں۔اگر اس کا تذکرہ شروع ہوا تو ممکن ہے کہ (یہ مکتوب) ایک ضخیم کتاب میں ڈھل جائے،اس لیے اشارہ ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

کتابوں میں (تصوف کو) حالتِ شریفہ سے موسوم کیا گیا ہے بلکہ اس کی تعریف نور، ہدایت،عنایت اور توفیق من اللہ کے الفاظ سے کی گئی ہے اور یہ عین شریعت کے مطابق عمل کرنا ہے کیونکہ شریعت وطریقت میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں اور جو شخص طریقت کو شریعت سے جدا گردانتا ہے،وہ زندیق ہے کیونکہ آدابِ شریعت کے ذریعے ظاہر میں نکھار آتا ہے اور آدابِ طریقت سے باطن سنورتا ہے اور یہ مخلوق کو خالق سے ملادیتا ہے۔انسان کو اللہ تعالٰی کی صفات سے متصف کردیتا ہے اور اہل اللہ کو فنا و بقا کے مقام سے مشرف فرمادیتا ہے لیکن ان کمالات کے حصول کا دارومدار شیخ کامل و مقتدا کی توجہات پر ہے۔کوئی بھی صاحبِ بصیرت شخص اپنے ظاہر کو صورتِ شریعت اور اپنے باطن کو حقیقتِ شریعت کے بغیر نہیں رکھ سکتا لیکن جو شخص بے بصیرت ہو وہ تو پھر ایسا ہی کرے گا۔

المختصر مذکورہ بالا بحث سے میرا مقصد ارشاد اور دعوت کے مطلق طریقہ کو ثابت کرنا ہے، چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں۔ مسئلہ اس طرح نہیں ہے جس طرح مخالفین اور حاسدین گمان کرتے ہیں۔ بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ عورتوں کا ارشاد ممنوع ہے اور ایک غیر معروف چیز کی طرف متوجہ ہونا ہے، جیسا کہ بعض باتیں بنانے والے اور منع کرنے والے کہتے رہتے ہیں، تو پھر یہ بھی چاہیئے کہ مردوں میں سے جو اولیاء اللہ ہیں ان کی دعوت وارشاد کو بھی ممنوع قرار دیا جائے کیونکہ مرد اور عورتیں شریعت کے احکام میں یکساں مخاطب ہیں۔ ہم صرف ایک آیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پروردگار عالم نے فرمایا:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

(میں نے جن اور انسان پیدا نہیں کیے مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں)

یہاں خطاب مطلق ہے اور (قاعدہ ہے کہ) المطلق یجری علیٰ اطلاقہ (مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے) اس لیے جب ہر دو فریق (مرد و عورت) کا ذکر معرفت میں برابر ہو تو ضروری ہے کہ استفادہ، افادہ اور ارشاد میں وہ اپنی استعداد کے مطابق برابر ہوں لیکن ہاں یہ بات ہے کہ مرد و عورت کے درجات میں فرق کو بہر حال ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔

اور پھر یہ بھی ہے کہ جس طرح مخالفین عورتوں کے لیے علومِ باطنیہ کی دعوت کا انکار کرتے ہیں تو پھر اسی طرح وہ علومِ ظاہریہ میں بھی ان کی تدریس کا انکار کیوں نہیں کرتے؟ ان کا یہ انکار صرف اپنی کمزوری کی وجہ سے ہے کہ وہ خود تو طریقت کے اسرار کی خوشبو پا نہ سکے (اور چلے ہیں دوسروں کا انکار کرنے)

امام غزالی اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ علم کی لذت اس علم کے شرف کے مطابق ہوتی ہے اور علم کا شرف معلوم کے شرف کے مطابق ہوتا ہے۔ اپنے اسی قول کے آخر میں وہ فرماتے ہیں کہ علم لذیذ ہوتا ہے اور لذیز ترین علم اللہ تعالیٰ، اس کی صفات اور افعال کا علم ہے۔ نیز عرشِ الٰہی کی انتہا سے لے کر تحت الثریٰ تک اسکی بادشاہت میں غور و فکر کرنا، یہ لذیز ترین علم ہے۔

لہٰذا جان لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی لذت تمام لذات سے قوی ہے۔

اے سالک مردو اور عورتو! اللہ تعالیٰ تمہیں فنا کے بعد بقا کا مقام عطا فرمائے۔ ان سوالوں کے جواب بہت زیادہ ہیں لیکن طوالت کے ڈر سے ان کو بالتفصیل ذکر کرنا یہاں ممکن نہیں۔ بہر حال میں نے اجمالاً ان کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ میں نے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے شارٹ کٹ رستہ اختیار کیا ہے تاکہ طالب، سالک اور طالبہ وسالکہ دنیا کے جھوٹے پروپیگنڈا کرنے والوں کے دھوکے میں مبتلا نہ ہوں۔ زمانے کے تفرقہ بازوں کی واہمات میں نہ الجھیں اور مکار اور دھوکے باز لوگوں کی لغویات سے پریشان نہ ہوں۔

اہلِ علم خود بھی اس مسئلہ کو سمجھ لیں اور اہل عبادات کو بھی آگاہ کر دیں اور جو شخص ان دلائل پر بھی قناعت نہیں کرتا اسے اپنے آپ پر رونا چاہیئے اور اسے چاہیئے کہ وہ اپنے ہی غصے کی موت مر جائے۔ شاعر نے اللہ کے کرم سے کیا عمدہ بات کی ہے:

ان کنت تعلم فذاك مصيبة — وان کنت لا تعلم فالمصيبة اعظم

اگر تو جان جائے پھر بھی مصیبت ہے — اور اگر تو نہ جانے تو پھر اس سے بڑھ کر مصیبت ہے

زد شیخ شہر طعنہ براسرار اہل دل — المرء لا یزال عدو لما جھل

شیخِ شہر نے اہلِ دل کے اسرار پر طعنہ زنی کی — جس چیز کو جانتا نہیں اس کا دشمن ہی رہتا ہے

(آب خضر از جوی بار اولیاء)

یہ مسئلہ بہت واضح ہے۔ اگر میں چاہوں تو بات کو طول دے سکتا ہوں مگر یہ مقام اس طوالت کا متحمل نہیں۔ یہ مختصر سی وضاحت ایک منصف مزاج عالم اور محقق کے لیے کافی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرتے ہیں کہ وہ ہمیں شریعتِ مصطفویہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام پر

استقامت عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

فقیر سیف الرحمٰن اخندزادہ

ارچی وخراسانی

1415ہجری ربیع الثانی

خاک راہ اہل دل

صاحبزادہ عرفان اللہ کان اللہ لہ

اختتام ترجمہ: 14 اگست بروز ہفتہ 2004ء(1425ہجری)

سلسلہ عالیہ سیفیہ کے علماء ومشائخ کی تصنیفات:

چونکہ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے حلقۂ ارادت میں وقت کے کبار علماء داخل تھے، اس وجہ سے آپ کے متعلقین میں تصنیف وتالیف کا میدان بھی کافی گرم رہا۔

مشت نمونہ خروار چند ایک کتب اور رسائل کے نام ذکر کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ وہ کتب ورسائل ہیں جو راقم الحروف کے پاس موجود ہیں یا نظر سے گزری ہیں ورنہ تمام کا احاطہ مشکل ہے۔

کتابوں کی تفصیل

کتاب کا نام	زبان	تالیف وتصنیف
تاریخِ اولیاء	فارسی	علامہ ابو الاسفار علی محمد بلخی صاحب (بلخ، افغانستان)
مفتاح السلوک	اردو	علامہ مفتی سید احمد علی شاہ ترمذی صاحب (کراچی)
تجلیاتِ رحمانیہ	پشتو	شیخ الحدیث علامہ لعل الرحمٰن صاحب (مٹہ مغل خیل، شبقدر)
مشائخِ سلسلہ سیفیہ	اردو	مولانا محمد عرفان طریقتی قادری صاحب (لاہور)
مکتوباتِ معصومیہ	اردو ترجمہ	باہتمام: صوفی نثار الحق صاحب (کراچی)
انمول ہیرا (سیرتِ امامِ ربانی)	اردو	تالیف: صوفی نثار الحق صاحب (کراچی)
اقسام الذکر	پشتو	علامہ امین اللہ صاحب (باجوڑ)
تشریحاتِ ضیائیہ	پشتو	علامہ ضیاء اللہ صاحب (باجوڑ)
روحانی نصاب	اردو	علامہ عمر دراز شاہ مشہدی صاحب (کراچی)

احقاق المعانی	پشتو	علامہ امین اللہ صاحب (باجوڑ)
تحفۃ الاحبّاء فی اثبات الوجد والتّواجد والرّقص والغشی والبکاء	اردو	علامہ صاحبزادہ عبدالحق شاہ ترمذی (کراچی)
مجموعہ رسائل	اردو	علامہ مفتی سید احمد علی شاہ ترمذی صاحب (کراچی)
برہان العارفین	اردو	علامہ عبدالرؤف صاحب (لاہور)
بستان السّالکین	اردو	علامہ مفتی عابد حسین صاحب (لاہور)
فرضیتِ سلوک	پشتو	علامہ خواجہ محمد حضرت صاحب (اکوڑہ خٹک، نوشہرہ)
ہدایۃ السّالیکن	اردو	علامہ امین اللہ صاحب (باجوڑ)
نماذج الجرائد	فارسی	علامہ محمد یوسف المعنوی سیفی صاحب (فاریاب، افغانستان)
دلائل السّالکین	اردو	علامہ مفتی سید احمد علی شاہ ترمذی صاحب (کراچی)
مرشد کامل کی ضرورت کیوں؟	اردو	علامہ حافظ نذیر احمد سیفی (فیصل آباد)
درّۃ البیان فی سیرتِ اخندزادہ سیف الرحمٰن	عربی، فارسی، پشتو، اردو	علامہ محمد یوسف المعنوی سیفی صاحب (فاریاب، افغانستان)
المنہج القدسیہ	فارسی	علامہ محمد یوسف المعنوی سیفی صاحب (فاریاب، افغانستان)

غایۃ المرام فی ترک القرآت خلف الامام	فارسی	علامہ محمد یوسف المعنوی سیفی صاحب (فاریاب، افغانستان)
خزینۃ الدلائل	عربی	علامہ مولوی عبد الرحمٰن رحمانی (بامیان، افغانستان)
معاملاتِ سیفی	فارسی	علامہ مولانا مطیع اللہ سیفی صاحب (مزار شریف، بلخ، افغانستان)
تسکین السّالکین	اردو	علامہ مفتی سید احمد علی شاہ ترمذی صاحب (کراچی)
تربیت السّالکین	اردو	علامہ مفتی سید احمد علی شاہ ترمذی صاحب (کراچی)
میلاد شریف کے فیوض وبرکات	اردو	علامہ شہزاد مجددی (لاہور)
ثناء کا موسم	اردو	علامہ شہزاد مجددی (لاہور)
احسن الاختیار فی کیفیت الاعتجار	اردو	علامہ شاہ حسین گردیزی صاحب (کراچی)
الشدائد علی المکائد	اردو	علامہ امین الحق صاحب (باجوڑ)
انوار التحقیق	اردو	علامہ مفتی سید احمد علی شاہ ترمذی صاحب (کراچی)

رسائل کی تفصیل

رسالے کا نام	زبان	موضوع	مصنف
الجوابات السیفیہ	پشتو	رد علی الفرق الضالۃ المبتدعہ	قطب الارشاد اخندزادہ سیف الرحمٰن علیہ الرحمۃ والرضوان
صراطِ مستقیم	اردو	تصوف میں فرائض اور نوافل کی اہمیت	پیرزادہ سید سجاد حسین سیفی (ملتان)
الدلائل الواضحہ	اردو	باجماعت نفل نماز کی کراہیت	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
انجلاء العینین	پشتو	بزگانِ دین کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے کا جواز	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
شک وفک (5 شمارے)	فارسی	فقہی نایاب مسائل	علامہ ابوالاسفار علی محمد (بلخ)
رفع القلق فی تحقیق الشفق	اردو	نمازِ عشاء کے ابتدائی وقت کے متعلق ایک تحقیقی فتویٰ	مفتی سید منور شاہ صاحب (سوات)
داڑھی کی برکتیں	اردو	داڑھی کی شرعی حیثیت اور برکات	حافظ حسن محمود محمدی سیفی (لاہور)
معمولاتِ سیفی	فارسی	معمولات	علامہ ابوالاسفار علی محمد (بلخ)

الدلیل المصیب	پشتو	نداءِ یارسول اللہ (ﷺ)	علامہ مہرداد سلطانی سیفی (کراچی)
خوابوں پر اعتراضات کا علمی محاسبہ	اردو	خوابوں پر اعتراضات کا علمی محاسبہ	علامہ غلام یٰسین محمدی سیفی (کامونکی)
حقیقتِ خواب	اردو	خوابوں پر اعتراضات کا جواب	صوفی غلام محمد ڈوگر صاحب (لاہور)
رمضان المبارک کی برکتیں اور ہماری غفلتیں	اردو	برکاتِ رمضان المبارک	مفتی سید منور شاہ سیفی (سوات)
صد مسائل	فارسی	متفرقہ فقہی مسائل	علامہ ابوالاسفار علی محمد (بلخ)
دُرِ منیر فی تعددِ پیر	اردو	کیا دوسرے شیخ کی بیعت جائز ہے؟	علامہ عبدالستار احمد سیفی (راولپنڈی)
الحیوٰۃ الصافیۃ	فارسی	فرضیتِ سلوک	علامہ ابوالاسفار علی محمد (بلخ)
القول الموزون فی زیارۃ المسنون	فارسی	چگونہ زیارت کنیم	علامہ ابوالاسفار علی محمد (بلخ)
تنویر العالم	اردو	عید میلاد النبی ﷺ علمائے دیوبند کی نظر میں	مفتی سید منور شاہ سیفی (سوات)

فضائلِ دستار	اردو	عمامہ شریف کے فضائل ومسائل	علامہ شہزاد مجددی صاحب (لاہور)
محفلِ نعت میں حاضری کے آداب	اردو	اصلاحِ محافلِ نعت	علامہ شہزاد مجددی صاحب (لاہور)
تفصیل الاذکار	اردو	سلاسلِ اربعہ کے اسباق	مولانا جبرائیلِ امین صاحب
پُر کردن دندان چہ حکم دارد؟	فارسی	دانتوں کی بھرائی کا حکم	علامہ ابوالاسفار علی محمد (بلخ)
توجہ کرنے کا ثبوت	اردو	توجہ کرنے کا ثبوت	علامہ غلام یٰسین محمدی سیفی (کامونکی)
التحقیق الکافی	اردو	اُمّی کے لیے ولایت کا اثبات	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
الحجۃ فی جواز السبحۃ	عربی	تسبیح کا جواز	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
ضرب النعال	اردو	انچاس کروڑ نمازوں کے ثواب کا جواب	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
تحقیق الدقیق	اردو	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کے ساتھ ذکر اللہ کا جواز	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
برقِ آسمانی	اردو	فتنہ ڈاکٹر عثمانی	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)

سیف الرحمٰن علیٰ عنق خلیل الرحمٰن	اردو	خلیل الرحمٰن درخواستی کا آپریشن	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
سیفِ احمد علی علیٰ عنق السابی	عربی	گستاخِ رسول کا شرعی حکم	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
تحقیق المسائل الخمسہ	اردو	پانچ اختلافی مسائل	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
حی علی الجہاد	اردو	مسئلہ جہاد	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
سیفِ کراتشی	اردو	اعتراضات کے جوابات	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
اطفاء الفتن	اردو	دعا بعد السنن	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
مسئلۃ الارشارۃ	اردو	تشہد میں انگلی اٹھانے کا مسئلہ	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
اخراج المنافقین عن مساجد المؤمنین	اردو	رائے ونڈی جماعت	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
نفع الاموات	اردو	حیلہ اسقاط	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)

القول الثابت	اردو	مسجد میں نمازِ جنازہ کی شرعی حیثیت	علامہ سید احمد علی شاہ صاحب (کراچی)
سیرت د پیر سیف الرحمٰن	پشتو	سیرت	علامہ خواجہ محمد حضرت صاحب
معروضات الحاذق	اردو	اعتراضات کے جوابات	مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب

قرآنی آیاتِ مبارکہ

وہ قرآنی آیاتِ مبارکہ جو آپ مبارکؒ سے اکثر سننے میں آئیں:

وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

اور میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اسی لئے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں۔

(سُورَۃُ الذّٰرِیٰت 51، آیۃ 56)

إِنَّ رَبَّكُمُ اللهُ الَّذِى خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ

بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین (کی کائنات) کو چھ مدتوں (یعنی چھ اَدوار) میں پیدا فرمایا پھر (اپنی شان کے مطابق) عرش پر استواء (یعنی اس کائنات میں اپنے حکم و اقتدار کے نظام کا اجراء) فرمایا۔ وہی رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے (درآنحالیکہ دن رات میں سے) ہر ایک دوسرے کے تعاقب میں تیزی سے لگا رہتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے (سب) اسی کے حکم (سے ایک نظام) کے پابند بنا دیئے گئے ہیں۔ خبردار! (ہر چیز کی) تخلیق اور حکم و تدبیر کا نظام چلانا اسی کا کام ہے۔ اللہ بڑی برکت والا ہے جو تمام جہانوں کی (تدریجاً) پرورش فرمانے والا ہے۔

(سُورَۃُ الْاَعْرَاف 7، آیۃ 54)

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

(سُوْرَةُ الرَّعد 13، آیۃ 28)

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ

اور جب موسٰی (علیہ السلام) ہمارے (مقرر کردہ) وقت پر حاضر ہوا اور اس کے رب نے اس سے کلام فرمایا تو (کلامِ ربانی کی لذت پا کر دیدار کا آرزو مند ہوا اور) عرض کرنے لگا: اے رب! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کر لوں، ارشاد ہوا: تم مجھے (براہِ راست) ہرگز دیکھ نہ سکو گے مگر پہاڑ کی طرف نگاہ کرو پس اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تم میرا جلوہ کر لو گے۔ پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر (اپنے حسن کا) جلوہ فرمایا تو (شدّتِ انوار سے) اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسٰی (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر جب اسے افاقہ ہوا تو عرض کیا: تیری ذات پاک ہے میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

(سُوْرَةُ الْاَعْرَاف 7، آیۃ 143)

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ

اللہ ہی نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، جو ایک کتاب ہے جس کی باتیں (نظم اور معانی میں) ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں (جس کی آیتیں) بار بار دہرائی گئی ہیں، جس سے اُن لوگوں کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر اُن کی جلدیں اور دل نرم ہو جاتے ہیں (اور رِقّت کے ساتھ) اللہ کے ذکر کی طرف (محو ہو جاتے ہیں)۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے وہ جسے چاہتا ہے اس کے ذریعے رہنمائی فرماتا ہے۔ اور اللہ جسے گمراہ کر دیتا (یعنی گمراہ چھوڑ دیتا) ہے تو اُس کے لئے کوئی ہادی نہیں ہوتا۔

(سُورَةُ الزُّمَر 39، آیۃ 23)

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي

اے اطمینان پا جانے والے نفس، تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ آ کہ تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو اور اس کی رضا کا مطلوب بھی، پس تو میرے (کامل) بندوں میں شامل ہو جا، اور میری جنتِ (قربت و دیدار) میں داخل ہو جا۔

(سُورَةُ الْفَجْر 89، آیۃ 27)

وَإِن تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى

اور اگر آپ ذکر و دعا میں جہر (یعنی آواز بلند) کریں (تو بھی کوئی حرج نہیں) وہ تو سِرّ (یعنی دلوں کے رازوں) اور اخفی (یعنی سب سے زیادہ مخفی بھیدوں) کو بھی جانتا ہے (تو بلند التجاؤں کو کیوں نہیں سنے گا)

(سُورَةُ طٰہٰ 20، آیۃ 7)

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

اور یہ (کفّار) آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، فرمادیجئے: روح میرے رب کے اَمر سے ہے اور تمہیں بہت ہی تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔ (سُورَۃُ بنی اسرائیل 17، آیۃ 85)

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اور میں اپنے نفس کی برات (کا دعوٰی) نہیں کرتا، بیشک نفس تو برائی کا بہت ہی حکم دینے والا ہے سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم فرمادے۔ بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ (سُورَۃُ یوسف 12، آیۃ 53)

وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ

اور میں قسم کھاتا ہوں (برائیوں پر) ملامت کرنے والے نفس کی (سُورَۃُ القیامۃ 75، آیۃ 2)

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا

پھر اس نے اسے اس کی بدکاری اور پرہیز گاری (کی تمیز) سمجھا دی (سُورَۃُ الشمس 91، آیۃ 8)

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ۖ وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ

اور وہی ہے جس نے برداشتہ اور غیر برداشتہ (یعنی بیلوں کے ذریعے اوپر چڑھائے گئے اور بغیر اوپر

چڑھائے گئے) باغات پیدا فرمائے اور کھجور (کے درخت) اور زراعت جس کے پھل گوناگوں ہیں اور زیتون اور انار (جو شکل میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور (ذائقہ میں) جداگانہ ہیں (بھی پیدا کئے)۔ جب (یہ درخت) پھل لائیں تو تم ان کے پھل کھایا (بھی) کرو اور اس (کھیتی اور پھل) کے کٹنے کے دن اس کا (اللہ کی طرف سے مقرر کردہ) حق (بھی) ادا کر دیا کرو اور فضول خرچی نہ کیا کرو، بیشک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(سُوۡرَۃُ الانعام 6، آیۃ 141)

احادیثِ مبارکہ

وہ احادیثِ مبارکہ جو آپ مبارکؒ سے اکثر سننے میں آئیں:

1 عن عبادة بن الصامت قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: الأبدال في أمتي ثلاثون بهم ترزقون وبهم تمطرون وبهم تنصرون

تفسير ابنِ كثير (تحت آية كريمه وقتل داود جالوت) ج1 ، ص304 ، مجمع الزوئد 63/10 ، فضائل الشام للحافظ ابى عبد الله المقدسى ج 9/1

حضرت عبادہ بن صامت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں تیس ابدال ہیں جن کے وسیلے سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور تم پر بارشیں برسائی جاتی ہیں اور تمہاری مدد کی جاتی ہے

2 عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ـ صلى الله عليه وسلم: التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لاَ ذَنْبَ لَهُ

سنن ابن ماجه باب ذكر التوبة حديث نمبر 4391

حضرت ابو عبیدہ بن عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہیں

3 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا

سنن الترمذی باب ماجآء فی رحمۃ الصّبیان حدیث نمبر 2046

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کی اور بڑوں کی عزت نہیں کی، وہ ہم میں سے نہیں

4 سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول ”من رأى منكرا فاستطاع أن يغيره بيده فليغيره بيده“ وقطع هناد بقية الحديث وفاه ابن العلاء ”فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع [بلسانه] فبقلبه و ذلك أضعف الإيمان“

سنن ابی داؤد باب الامر والنّھی حدیث نمبر 4342

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام دیکھے اور اُسے ہاتھ سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو تو ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے نہیں روک سکتا تو دل سے (بُرا جانے) اور یہ ضعیف ایمان ہے

5 قال ركانة سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول إن فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس

سنن ابی داؤد باب فی العمائم حدیث نمبر 4080

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق عمامے ٹوپیوں پر (باندھنا) ہے

6 عن أبي المليح ، عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اعتموا تزدادوا احلما (1) والعمائم تيجان العرب

شعب الایمان فصل فی العمائم حدیث نمبر 6260

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمامے باندھا کرو، اپنے حلم (بردباری) کو بڑھاؤ اور عمامے عرب کے تاج ہیں

7 عن عبد الله : عن النبی صلى الله عليه وسلم أنه قال (المرء مع من أحب)

مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 3718 ، صحیح البخاری حدیث نمبر5816

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ اسی کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ اس نے محبت کی

8 عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ـ رضى الله عنه ـ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ـ صلى الله عليه وسلم ـ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لاِمْرِئٍ مَا نَوَى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ، وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

صحیح البخاری باب النیۃ فی الایمان حدیث نمبر6311

حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے اس کی نیت کے مطابق اجر ہے۔ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس

کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے ہے تو اس کی ہجرت اللہ ورسول ﷺ کی خوشنودی کا سبب ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول یا کسی خاتون سے شادی کے لیے ہے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے (متفق علیہ)

9 وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد وإذا فسدت فسد لها الجسد كله

صحيح البخارى باب فضل من استبرأ لدينه حديث نمبر52

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ صحیح ہو جاتا ہے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور اگر وہ فاسد ہو جاتا ہے تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے، خبردار! وہ ٹکڑا دل ہے

10 عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أربع من الشقاء جمود العين وقسوة القلب والحرص وطول الأمل

حلية الاولياء باب صالح بن بشير المرى 175/6

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں بد بختی سے ہیں، آنکھ کا نہ رونا، دل کی سختی، حرص اور لمبی امیدیں

11 عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ـ صلى الله عليه وسلم ـ أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ.

قَالُوا بَلَى. قَالَ ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى

سنن الترمذی باب خیر الاعمال حدیث نمبر3704

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ آیا میں تم لوگوں کو بہترین عمل کے بارے میں خبر نہ دوں اور وہ جو تمہارے مالک کے ہاں زیادہ ستھرا ہے اور تمہارے درجات کو زیادہ بلند کرنے والا ہے اور تمہارے لیے سونے چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر ہے اور تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے دشمنوں کا سامنا کر کے ان کی گردنوں کو اُڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اُڑائیں (تمھیں شہید کر دیں) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ تو رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی یاد

12 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ قَالَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا. قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ

سنن الترمذی باب اسماء اللّٰہ الحسنیٰ حدیث نمبر3852

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارا جنت کے باغوں سے گزر ہو تو (ان باغوں میں) چرا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) جنت کے باغ کیا ہیں؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ذکر کے حلقے

13 عن بن عباس فی قولہ الوسواس الخناس قال الشیطان جاثم علی قلب بن آدم فاذا سہا وغفل وسوس وإذا ذکر اللہ خنس

مصنّف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 34774

اللہ کے فرمان الوسواس الخنّاس کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شیطان بنی آدم کے دل پر تاک لگائے بیٹھا ہوتا ہے، جب انسان بھول جاتا ہے (اپنے رب کو) اور غافل ہو جاتا ہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو پیچھے ہٹتا ہے

14 عن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم إن الله قال من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب

صحیح البخاری باب التواضع حدیث نمبر 6137

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو میں اُسے جنگ کا اعلان کرتا ہوں

15 عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ۔صلى الله عليه وسلم۔ قَالَ: إِنَّ الإِسْلاَمَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ

صحیح مسلم باب بیان الاسلام بدأ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی ابتداء ناآشنائی کی حالت میں ہوئی اور عنقریب ناآشنائی کی طرف لوٹ آئے گا جیسا کہ ابتداء میں تھا

16 عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ یوشك أن يأتي على الناس زمان لا يبقى من الإسلام إلا اسمه ولا يبقى من القرآن إلا رسمه مساجدهم

عامرة وھی خراب من الھدی علماءھم شر من تحت أدیم السماء من عندھم تخرج الفتنة وفیھم تعود رواہ البیھقی فی شعب الإیمان

شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر 1858

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کا صرف رواج رہ جائے گا، ان کی مساجد (بظاہر) آباد ہوں گی لیکن وہ ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بدتر ہوں گے، ان سے فتنہ نکلے گا اور انہی میں عود کرے گا (یعنی لوٹ جائے گا)

17 عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ـ رضی اللہ عنھما ـ عَنِ النَّبِيِّ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ قَالَ: مَنْ سَنَّ فِي الإِسْلاَمِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلاَ يُنْقَصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَىْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الإِسْلاَمِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلاَ يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَىْءٌ

صحیح مسلم ۔ باب من سنّ سنّة حسنة ۔ حدیث نمبر 6975

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اسلام میں کوئی بہتر طریقہ رائج کیا تو اس کے لیے بھی اور اس پر بعد میں عمل کرنے والے کے لیے بھی اجر ہے اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی، اسی طرح اگر کسی نے اسلام میں کوئی بری رسم رائج کی تو اس کا گناہ اس کو بھی ملے گا اور عمل کرنے والوں کو بھی اور ان میں سے کسی کے گناہ میں کمی نہ کی جائے گی۔

18 عن إبراهيم بن ميسرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الإسلام

شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر 9464

حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول للہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی

19 عن عائشة أن النبی صلی الله علیه و سلم كان يذكر الله فی كل احيانه

مسند ابی یعلی الموصلی حدیث نمبر 4810

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کرتے تھے

20 عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه و سلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده

صحیح البخاری حدیث نمبر 10

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں

21 عن أبی هريرة عن النبی صلی الله علیه و سلم قال: إن الله وتر يحب الوتر

سنن الدّارمی باب الحث علی الوتر حدیث نمبر 1632

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے

22 فضل الثريد على الطعام كفضل عائشة على النساء

المعجم الكبير باب ذكر ازواج النبى ﷺ حديث نمبر 11

ثرید کی فضیلت باقی طعام پر اس طرح ہے جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دوسری عورتوں پر ہے

23 عن أوس بن خولى أنه دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا أوس، من تواضع لله رفعه الله، ومن تكبر وضعه الله

جامع الاحاديث حديث نمبر 36281

جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی وانکساری کی، اللہ تعالیٰ اُسے رفعت (بلندی) دیتا ہے (رتبةً) اور جس نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کر دیتا ہے

24 عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا نَعْرِفُهُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَهُ إِلَى رُكْبَتِهِ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِى عَنِ الإِسْلَامِ مَا الإِسْلَامُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ: الإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِىَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ السَّبِيلَ. فَقَالَ الرَّجُلُ صَدَقْتَ قَالَ عُمَرُ عَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ ثُمَّ

قَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الإِيمَانِ مَا الإِيمَانُ ﴿﴾ فَقَالَ : الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْقَدَرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ . فَقَالَ : صَدَقْتَ. فَقَالَ : أَخْبِرْنِي عَنِ الإِحْسَانِ. فَقَالَ : الإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ . قَالَ فَحَدِّثْنِي عَنِ السَّاعَةِ مَتَى السَّاعَةُ ﴿﴾ قَالَ : مَا الْمَسْئُولُ بِأَعْلَمَ بِهَا مِنَ السَّائِلِ . قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا. قَالَ : أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبِنَاءِ . ثُمَّ انْطَلَقَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : فَلَبِثْتُ ثَلاَثًا ثُمَّ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ : يَا عُمَرُ مَا تَدْرِي مَنِ السَّائِلُ ﴿﴾ . قُلْتُ : اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ : ذَاكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ

سنن البيهقی حدیث نمبر 21393

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر تھے کہ اچانک ایک صاحب حاضرِ بارگاہ ہوئے جو عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے، ان کے بال گہرے سیاہ تھے اور چہرے سے سفر کی تھکان ظاہر نہ ہوتی تھی لیکن حاضرین میں سے کوئی بھی اس شخص سے واقف نہ تھا۔ وہ آکر سیّد نبی ﷺ کے برابر (سامنے) اس طرح بیٹھے کہ آپ ﷺ کے گھٹنے سے اپنا گھٹنا ملا لیا اور سیّدِ عالم ﷺ کے زانوؤں پر اپنا ہاتھ رکھا اور حضور علیہ السلام سے عرض کرنے لگے: یا محمد (ﷺ) مجھے اسلام کی بابت بتائیں۔ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام یہ کہ اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روضے رکھو اور بشرطِ استطاعت خانہ کعبہ کا حج کرو۔ یہ سن کر س آنے والے مہمان نے کہا: آپ (ﷺ) نے درست فرمایا۔ راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہمیں تعجب ہوا کہ

سوال بھی کرتے ہیں اور جواب پر تصدیق بھی۔ مہمان سائل نے دوسرا سوال کیا کہ آپ (ﷺ) ایمان کے بارے میں بھی بتائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اللہ رب العالمین، ملائکہ، کتابوں، رسولوں اور روزِ قیامت پر ایمان رکھو اور تقدیر کی اچھائی برائی پر بھی تمہارا ایمان ہو۔ سائل نے کہا آپ (ﷺ) نے درست فرمایا۔ اس کے بعد ایک اور سوال کیا کہ آپ (ﷺ) احسان کے بارے میں خبر دیں۔ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس انداز سے عبادت گزار ہو گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو لیکن اگر یہ منزل حاصل نہ ہو تو عبادت کا یہ تصور ہو کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد سائل نے کہا کہ قیامت کے بارے میں بھی بتائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے متعلق مسئول کا علم سائل سے زیادہ نہیں۔ سائل نے عرض کیا کہ قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیں تو سرکار ﷺ نے فرمایا: پہلی نشانی یہ کہ باندی اپنے آقا کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پیروں پھرنے والے، ننگے بدن رہنے والے بکریوں کے چرواہے اور مفلس، محلوں (محلات) میں عیش کریں گے۔ راویٔ حدیث جناب عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سوالات کر کے وہ صاحب تو چلے گئے لیکن میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا تو سرورِ کون و مکاں (ﷺ) نے مجھ سے فرمایا: عمر! جانتے ہو وہ سوالات کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ سرکار (ﷺ) نے فرمایا وہ جبریلِ امین تھے جو تمہیں دین (اسلام) کی تعلیم دلانے آئے تھے۔ (روایتِ مسلم)

25 عن جابر بن عبد الله و أبي سعيد الخدري قالا قال رسول الله صلى الله عليه و سلم الغيبة أشد من الزنى قيل و كيف قال (2111 ب) الرجل يزني ثم يتوب فيتوب الله عليه وإن صاحب الغيبة لا يغفر له حتى يغفر له صاحبه

المعجم الوسط حديث نمبر 6590

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے بدتر ہے، عرض کیا گیا: وہ کس طرح؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص زنا کرتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کی تب تک مغفرت نہیں ہوتی جب تک (کہ وہ لوگ) جن کی غیبت کی گئی، اُسے معاف نہ کر دیں

26 عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا ثُمَّ تَمَنَّى عَلَى اللهِ

سنن ابن ماجه باب ذكر الموت والاستعداد حديث نمبر 4401

حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہوشیار ہے وہ جس نے نفس کو پہچان لیا اور موت کے بعد کے لیے عمل کیا اور عاجز وہ ہے جس نے نفس کی پیروی کی، پھر اللہ تعالیٰ اسے امید رکھتا ہے

27 حبيب بن مسلمة قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: زر غبا تزدد حبا

المستدرك على الصحيحين باب ذكر مناقب حبيب بن مسلمة حديث نمبر 5477

حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیارت کیا کرو، محبت کو بڑھاؤ

28 عَنِ الْحَسَنِ قَالَ : الْعِلْمُ عِلْمَانِ : فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ ، وَعِلْمٌ

عَلَى اللِّسَانِ فَذَلِكَ حُجَّةُ اللهِ عَلَى ابْنِ آدَمَ

سنن الدّارمی باب التوبیخ لمن یطلب العلم حدیث نمبر 372

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: علم دو طرح کا ہے، ایک وہ علم جو قلب میں ہے، یہ علم نافع ہے اور (دوسرا) علم زبان پر ہے، یہ انسان پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے

29 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ - صلی اللہ علیہ وسلم - طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ

سنن ابن ماجه باب فضل العلماء، حدیث نمبر 229

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم دینا خنزیر کے گلے میں ہیرے جواہرات اور سونے کا ہار ڈالنا ہے

30 قال أبوهريرة: حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم وعائين فاما احدهما فبثثته فى الناس واما الاخر فلوبثثته لقطع هذا البلعوم(3) اى الراس من الرقبة

مسند ابن راهويه جلد1 صفحه 43

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو برتن بھروائے،

ایک وہ جس کو میں تم لوگوں پر ظاہر کر دیا، دوسرا وہ ہے کہ اگر میں اس کو ظاہر کر دوں تو یہ گلا کاٹ دیا جائے گا

31 عن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم إن الله لا ينظر إلى صوركم و أموالكم ولكن ينظر إلى قلوبكم و أعمالكم

صحیح مسلم باب تحریم ظلم المسلم حدیث نمبر 2564

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے

32 عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلاَءً قَالَ الأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الأَمْثَلُ فَالأَمْثَلُ فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلاَؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَمَا يَبْرَحُ الْبَلاَءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ

سنن الترمذی باب ماجاء فی الصّبر علی البلاء حدیث نمبر 2578

مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے سخت مصیبت کس پر آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نبیوں پر پھر جو ان کے بعد سب سے افضل ہیں، پھر جو ان کے بعد افضل ہیں۔ بندے پر اس کے دین کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین (اور ایمان میں مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ اگر اس کا ایمان نرم ہو تو اس کے ایمان کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ بندے پر آزمائش (اور مصیبت) آتی رہتی ہے حتیٰ کہ اسے ایسا کر کے چھوڑتی ہے

کہ وہ زمین پر چل پھر رہا ہوتا ہے اور اس پر کوئی گناہ (باقی) نہیں ہوتا۔

33 عمران بن حصين رضى الله عنهما قال : قال النبى صلى الله عليه و سلم: خيركم قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم

صحيح البخارى حديث نمبر 2508

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تمہارے زمانوں میں بہتر میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو میرے زمانے کے لوگوں سے ملے ہیں، پھر ان لوگوں کا جو اُن سے ملے ہیں

34 اکرموا الضيف ولو كان كافرا

تفسير روح البيان تحت آية (يٰسين البرّ آن تولّو ا وجوهكم)

مہمان کی عزت کرو اگرچہ وہ کافر ہو

35 عن عمر، قال: جاء رجل ، فقال: يا رسول الله أى شيء أحب عند الله فى الإسلام ﷺ قال : الصلاة لوقتها ، ومن ترك الصلاة فلا دين له ، و الصلاة عماد الدين

شعب الايمان للبيهقى حديث نمبر 2683

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص (بارگاہِ رسالت) میں حاضر ہو کر کہنے لگا: یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کونسی چیز اسلام میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: نماز اپنے وقت میں (پڑھنا) اور جس نے نماز کو ترک کیا اُس کا کوئی دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے

36 لاترفع عصاك عن أهلك وأخفهم فی الله

جامع الاحادیث حدیث نمبر 16549

اپنے اہل وعیال سے لاٹھی مت اٹھا اور ان کو اللہ جل جلالہ کی خود یاد دلایا کر

37 عن أبی ذر رضی الله عنه : أنه سمع النبی صلی الله علیه و سلم یقول (لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر إلا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذلك

صحیح البخاری باب ماینهی من السباب حدیث نمبر5698

کوئی کسی کو فسق یا کفر سے یاد نہیں کرتا مگر وہ فسق و کفر اسکی طرف لوٹتا ہے اگر وہ (جس کو فاسق و کافر کہا گیا) اسطرح نہ ہو

38 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- أَنَا وَجَعْفَرٌ وَزَيْدٌ قَالَ فَقَالَ لِزَيْدٍ أَنْتَ مَوْلاَىَ فَحَجَلَ قَالَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَنْتَ أَشْبَهْتَ خَلْقِى وَخُلُقِى. قَالَ فَحَجَلَ وَرَاءَ زَيْدٍ قَالَ وَقَالَ لِى أَنْتَ مِنِّى وَأَنَا مِنْكَ. قَالَ فَحَجَلْتُ وَرَاءَ جَعْفَرٍ

مسند احمد باب مسد علی ﷺ حدیث نمبر869

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں، جعفر اور زیدؓ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آئے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ میرے مولیٰ ہیں تو زید رضی اللہ عنہ نے رقص کیا اور جعفر رضی اللہ عنہ سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: آپ سیرت و صورت میں مجھ سے مشابہ ہو تو زید رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے رقص کیا۔ اور مجھے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے تو جعفر رضی اللہ عنہ کے بعد میں نے رقص کیا

39 عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ۔صلى الله عليه وسلم۔ مَنْ زَارَ قَبْرِی
وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِى

سنن الدارقطنى حديث نمبر 2727

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی

40 عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ۔صلى الله عليه وسلم۔ مَثَلُ أُمَّتِى مَثَلُ
الْمَطَرِ لاَ يُدْرَى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ

سنن الترمذى حديث نمبر 3109

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے، نہ معلوم کہ اس کا اوّل خیر ہے یا آخر

41 عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم كفى بالمرء كذبا أن
يحدث بكل ما سمع

صحيح مسلم باب النهى عن الحديث بكل ماسمع حديث نمبر 5

کسی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنتا ہے، (بغیر تصدیق کے) بیان کرتا ہے۔

42 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ

صحيح مسلم باب فى ان الاسناد من الدّين حديث نمبر 26

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:: یقیناً یہ علم دین ہے، دیکھو لو تم یہ دین کس سے حاصل کر

رہے ہو۔

43 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ـ صلى الله عليه وسلم ـ قَالَ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ

سنن الترمذی باب فضل الدّعاء حدیث نمبر 3371

دعا عبادت کا مغز ہے

44 جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رضى الله عنهما يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ أَفْضَلُ الذِّكْرِ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

سنن الترمذی باب ماجاء ان دعوة المسلم حدیث نمبر 3711

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور بہترین دعا الحمد للہ ہے

45 عَنْ قَيْسِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ قَدِمَ رَجُلٌ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ مَا أَقْدَمَكَ يَا أَخِي فَقَالَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ قَالَ أَمَا جِئْتَ لِحَاجَةٍ قَالَ لاَ. قَالَ أَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ قَالَ لاَ. قَالَ مَا جِئْتُ إِلاَّ فِي طَلَبِ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ

وَمَنْ فِي الأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ إِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

سنن الترمذی باب ماجاءفی فضل الفقہ حدیث نمبر 2898

حضرت قیس بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ طیّبہ سے ایک شخص آیا، آپ (ابو درداء رضی اللہ عنہ) دمشق میں تھے۔ آپ نے فرمایا: کونسی چیز تجھے لائی ہے؟ اس نے عرض کیا: حدیث جو مجھے پہنچی ہے جسے آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: کیا آپ کسی (دوسری) حاجت کے لیے نہیں آئے؟

اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا آپ تجارت کے لیے نہیں آئے؟ اس نے عرض کیا: نہیں

آپ نے فرمایا کہ آپ صرف اِس حدیث کی طلب میں آئے ہو (تو سنو) میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو کسی راستے پر علم کی تلاش میں چلا، اللہ جل جلالہ اس کو اس کے بدلے جنت کے راستے پر چلا دے گا۔

اور فرشتے طالبِ علم کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالِم کے لیے استغفار کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلی پانی میں، اور عالِم کی فضیلت عابد پر چاند کی تاروں پر فضیلت کی طرح ہے۔

یقیناً علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء میراث میں دینار و درہم نہیں چھورتے، وہ علم چھوڑتے ہیں۔ جس نے اسے طلب کیا اس نے (انبیاء کی میراث سے) بڑا حصہ حاصل کیا۔

46 قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: علماء أمتی کأنبیاء بنی إسرائیل

تفسیر کبیر للامام رازی تحت آیۃ (وقلیل من الآخرین)

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایاہے: میری امت کے علماء کی مثال بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہے

47 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: جددوا إیمانکم . قیل: یا رسول اللہ

وکیف نجدد إیماننا ﷺ قال: أکثروا من قول لا إلہ إلا اللہ

مسند احمد باب مسند ابی ھریرہ ؓ حدیث نمبر 8944

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ایمان کو تازگی دیا کرو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہم کیسے ایمان کو تازگی دیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: لا الہ الا اللہ کی کثرت کے ساتھ

48 عَنْ أَبِی سَعِیدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ مَنْ لَمْ یَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْكُرِ اللَّهَ

سنن ترمذی باب ماجآء فی الشکر، حدیث نمبر 2082

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا شکریہ ادا نہیں کیا

49 أن الحسن البصری رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی منامہ فقال یا رسول اللہ عظنی قال من استوی یوماہ فھو مغبون

حلیۃ الاولیاء جزء 8 ، حد 35

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) مجھے نصیحت کیجیے۔ انھوں نے ارشاد فرمایا: جس کے دو دن ایک جیسے رہے وہ نقصان میں ہے

50 من تواضع لغنی لأجل غناہ ذھب ثلثا دینہ

المقاصد الحسنہ للامام سخاوی رحمۃ اللّٰہ علیہ حدیث نمبر 1102

جس نے مالدار کی مالداری کی وجہ سے تواضع کی تو اس کا دو تہائی دین گیا

51 قال لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (کتاب الرقاق)

مجھے نہ زمین نے سمایا نہ آسمان نے لیکن مجھے میرے مؤمن بندے کے دل نے سمایا

52 لی مع اللہ تعالی وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (کتاب الایمان)

میرے لیے اللہ کے ہاں ایک ایسا وقت ہے جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ میرے ساتھ سما سکتا ہے نہ کوئی پیغمبر

53 عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- إِذَا سَلَّمَ فِى الْوِتْرِ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

سنن ابو داؤد ۔ باب فی الدّعآء بعد الوتر حدیث نمر 1432

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وتر (نماز) سے سلام پھیر لیتے تو فرماتے: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

54 عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ قَالَ لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

صحیح البخاری ۔ باب من الایمان ان یحت المؤمن حدیث نمبر 13

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرو جو اپنے لیے کرتے ہو

55 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ـ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لاَ يَعْنِيهِ

سنن الترمذی ۔ باب من حسن املام المرء حدیث نمبر 2487

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی فضول چیزوں کو ترک کردے۔

56 عن ابی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه قَالَ: سَمِعْتُ رسول الله ـ صلی الله عليه وسلم ـ يقول: إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ، فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا ﷻ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ

. قَالَ : كَذَبْتَ ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لأَنْ يُقَالَ : جَرِيءٌ ! فَقَدْ قِيلَ ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ . وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ العِلْمَ وَعَلَّمَهُ ، وَقَرَأَ القُرْآنَ ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا . قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا ؟ قَالَ : تَعَلَّمْتُ العِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ ، وَقَرَأْتُ فِيكَ القُرْآنَ ، قَالَ : كَذَبْتَ ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ : عَالِمٌ ! وَقَرَأْتَ القُرْآنَ لِيُقَالَ : هُوَ قَارِئٌ ؛ فَقَدْ قِيلَ ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ . وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ المَالِ ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ ، فَعَرَفَهَا . قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا ؟ قَالَ : مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلاَّ أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ . قَالَ : كَذَبْتَ ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ : جَوَادٌ ! فَقَدْ قِيلَ ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ

صحیح مسلم ۔ باب من قاتل للرياء حدیث نمبر 5032

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے جس کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جائے گا وہ شہیدِ راہِ حق ہے۔ اس کو سامنے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد کرائے گا جن کو وہ پہچان لے گا۔ اس کے بعد رب تعالیٰ اس (شہید) سے دریافت کرے گا کہ تونے اس سلسلے میں کیا عمل کیا تو وہ کہے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہادت حاصل کی۔ رب تعالیٰ فرمائے گا تونے غلط کہا، تونے جنگ اس لیے کی تھی کہ تو بہادر کہلائے اور تجھے یہی کہا گیا۔ اس کے بارے میں فیصلہ ہو گا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک اور شخص جس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا، قرآن پاک پڑھا، اس کو بھی لایا جائے گا۔ اس کو بھی نعمتِ الٰہی بتائی جائے گی جس کا وہ اعتراف کرے گا۔ رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا تونے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے علم سیکھا اور دوسروں

کو سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: تو نے غلط کہا، تو نے علم اس لیے سیکھا تھا کہ تجھے عالم اور قاری کہا جائے اور لوگوں نے تجھے یہی کہا۔ پھر اس کے بعد اس کے بارے میں حکم ہوگا اور اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ان کے علاوہ ایک وہ شخص ہے کہ اللہ نے اس کو دولت سے نوازا، انواع واقسام کے مال دیئے، اس کو لایا جائے گا۔ اس کے سامنے بھی نعمتوں کا تذکرہ ہوگا اور وہ ان کا اعتراف کرے گا۔ اس سے رب کریم فرمائے گا: تو نے اس مال سے کیا کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: مولا میں نے کوئی راہ نہ چھوڑی اور جہاں جہاں تیری رضا کے حصول کے لیے مال خرچ کر سکتا تھا کیا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: تو نے غلط کہتا ہے، تو نے میری رضا کے لیے نہیں بلکہ مال اس لیے خرچ کیا کہ تو سخی کہا جائے۔ پس اس کے لیے حکم ہوگا کہ اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

پسندیدہ اشعار

فارسی زبان کے وہ اشعار جو آپ مبارکؒ سے اکثر سننے میں آئے:

چوں قلم در دستِ غدارے بود
لا جرم منصور بردارے بود

معرفت فانی شدن دروے بعد
ہر کہ فانی نیست عارف کے بود

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شَیر و شِیر

شیر آن باشد کہ مردم رادرد
شِیر آن باشد کہ مردم می خورد

معدن گرمی است اندر لا مکان
ہفت دوزخ از شرارش یک دخان

تو مکانی اصل تُو در لامکان
این دکان بر بند و بکشا آن دکان

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ھر زمان از غیب جانِ دیگر است

درین دنیا کسے بے غم نہ باشد
اگر باشد بنی آدم نہ باشد

در کنز و ہدایہ نتوان یافتن خدارا
در مصحفِ دل بین کہ کتابے بہ از این نیست

زعنقاہست نامے پیش مردم
زمرغے من بود آن نام ہم گم

چہ گویم با تو از مرغے نشانہ
کہ با عنقا بود ہم آشیانہ

فیض روح القدس گر باز مدد فرماید
دیگران ہم بکند آن چہ مسیحا مے کرد

مفلسانیم آمدہ در کوئے تُو
شیئاً للہ از جمالِ روئے تُو

اگر بینی کہ نابیناست وچاہ است
اگر خاموش بنشینی گناہ است

تُو کہ از غمِ دیگران بے غمی
نہ شاید کہ نامت نہد آدمی

یک بار چراغ آرزو ہا پف کن
قطع نظر از جمال ہر یوسف کن

از یں شہد یک انگشت رسانم بلبت
از لذت اگر محو نگر دی تف کن

قرب نے بالا و پستی رفتن است
قربِ حق از قیدِ ہستی رُستن است

اہلِ دنیا چہ کہین و چہ مہین
لعنت اللہ علیہم اجمعین

اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند
روز و شب در زق زق و در وق وق اند

چیشت دنیا از خدا غافل شدن
نے قماش و نقرہ و نے فرزند و زن

ہر گز نہ میرد آن کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

چون مرا دیدی خدا را دیدہ ئی
گردِ کعبہ صدق بر گردیدہ ئی

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند زراہ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر
این چنین تسبیح کئے دارد اثر

مورِ مسکین ہوسِ داشت کہ بکعبہ رسد
دست بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسد

پشتو زبان کے وہ اشعار جو آپ مبارک علیہ الرحمۃ سے اکثر سننے میں آئے:

چې په یو قدم تر عرشه پورې رسي
ما لیدلې دې رفتار دَ درویشانو

چې په یو قدم دَ عرش زینې تیریګي
ما لیدلې دې رفتار دَ نقشبندیانو

سوك په عقل ختې نشي وآسمان ته
عاشقان قدم بالا په عرش اوچت ګډی

زه عاشق یم سرهٔ کارمِ دې له عشقه
نه خلیل یم نه مهمند نه داؤدزئ یم

رنګ دِ زما دَیار پشان دې
ګلابه زکه دِ په جیب کې ګرزومه

آپ مبارکؒ کے معمولات

عمامہ شریف:

آپ مبارک علیہ الرحمۃ ہمیشہ عمامہ شریف سجائے رکھتے تھے۔ آپ کا عمامہ سفید رنگ کا ہوتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ عمامہ لباس ہے اور لباس میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو سفید لباس پسند ہے۔ جس طرح کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

احب الثیاب الی النبی صلی اللہ علیہ و الہٖ وسلم الثیاب البیض

"نبی اکرم ﷺ کو لباس میں زیادہ محبوب سفید لباس تھا"

آپ مبارک علیہ الرحمۃ کالے اور دیگر رنگ کے عمامے کے جواز کے قائل تھے...

مگر فرماتے تھے کہ سفید عمامہ افضل ہے۔ ہم نقشبندی ہیں اور نقشبندیوں کی شعار (پہچان) افضلیت پر عمل کرنا ہے۔ آپ مبارک علیہ الرحمۃ عمامہ ہمیشہ کھڑے ہو کر اور قبلہ رخ ہو کر باندھتے تھے۔ بسم اللہ اور درود شریف پڑھ کر ہر پیچ (بل) کے ساتھ مسنونہ دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ

پڑھا کرتے تھے۔ عمامہ شریف کا شملہ ایک ذراع (ہاتھ برابر) رکھتے تھے۔ اس سے زیادہ کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے کہ دیگر لباس کی طرح عمامہ میں بھی اسبال ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا شملہ ایک شرعی گز (ذراع) سے زیادہ ہو۔ شملہ ہمیشہ دونوں کاندھوں کے درمیان رکھتے تھے کہ یہ سنت ہے۔ فرماتے تھے کہ دائیں یا بائیں طرف کاندھے پر شملہ رکھنا مکروہ ہے۔ جب کبھی عمامہ کھولتے تھے تو عمامے کے ہر ہر بل کو الگ الگ ایک ایک کر کے کھولتے تھے، کبھی بھی جلدی میں یکبارگی کے ساتھ عمامے کو ٹوپی سے نہیں اتارا۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ عمامے کے ادب کے خلاف ہے اور اس پر "مجمع الانہر" کا حوالہ پیش فرماتے تھے کہ:

لا یلقیھا علی الارض دفعةً واحدةً (عمامہ کو یکبارگی زمین پر نہ ڈالا جائے)

آپ نے عمامہ کبھی بھی بغیر ٹوپی کے استعمال نہیں فرمایا۔ حدیث بیان فرماتے تھے:

الفرق بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس

ترجمہ: ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث شریف میں چونکہ ٹوپی کو مابہ الامتیاز کہا گیا ہے، اس وجہ سے آپ مبارک علیہ الرحمۃ ٹوپی کو ظاہر کرنے کے لیے ٹوپی کے اوپری حصے کو عمامہ کے کپڑے کے ساتھ چھپاتے نہیں تھے

آپ مبارک علیہ الرحمۃ جب آرام فرمانے کا ارادہ کرتے تو عمامہ اتار کر ٹوپی سر پر رکھ لیتے۔ آپ مبارک علیہ الرحمۃ نے عمامہ شریف کے لیے نگوں اور بغیر نگوں والی مختلف اقسام اور مختلف رنگوں کی ٹوپی استعمال کی ہے۔ آپ کا عمامہ گول ہوتا تھا۔ بعض سالکین عمامہ شریف میں محراب بناتے ہوئے مبالغہ کر لیتے جس سے سکھوں کی مشابہت ہوتی تھی، آپ اس سے سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے۔

کوئی خلیفہ اور اس کے مریدین اگر کسی خاص ہیئت وصورت پر ایک جیسا عمامہ باندھنا شروع کر دیتے تو آپ ان کو منع فرماتے۔ حضرت سیّد علی رضا شاہ بخاری السیفی (بساہاں شریف) ایک خاص ہیئت کے ساتھ عمامہ سجاتے، آپ نے منع نہیں کیا لیکن جب انھوں نے نسبت کی خدمت شروع کی، مریدین آئے اور انھوں نے شاہ صاحب کے عمامے کی طرز پر عمامے باندھنے شروع کیے تو آپ مبارک علیہ الرحمۃ نے شاہ صاحب سمیت ان کے تمام مریدین کو عمامے کی اس ہیئت سے منع فرما دیا کیونکہ آپ مبارک علیہ الرحمۃ کی طبیعت تھی کہ ہر اس چیز سے منع فرماتے جس سے نسبت کے اندر گروہ بندی کا شائبہ بھی محسوس ہوتا۔

آپ دیگر سنن کی طرح عمامہ پر بھی تاکید فرماتے تھے یہاں تک کہ اگر اپنے متعلقین میں سے کسی کو بغیر عمامہ سجائے دیکھتے تو تادیباً اس کو ڈانٹتے اور زجر دیتے۔ آپ مبارک علیہ الرحمۃ کی اس

سختی کو دیکھتے ہوئے بعض بے عمل مولویوں نے آپ مبارک علیہ الرحمۃ پر اعتراض کیا کہ آپ عمامہ شریف کے وجوب کے قائل ہیں حالانکہ آپ عمامہ کے وجوب کے نہیں بلکہ سنت ہونے کے قائل تھے۔

کئی بار آپ مبارک علیہ الرحمۃ کو دیکھا گیا کہ مدرسے کے طلباء کو عمامہ عنایت فرماتے یا پیسے دے کر فرماتے کہ اس سے اپنے لیے عمامہ خرید لو۔ خلفاء میں سے اگر کوئی تحفے میں عمامہ پیش کر دیتا تو آپ اپنا عمامہ شریف تبرکاً عنایت فرماتے تھے۔ اکثر دیکھا گیا کہ آپ کی ملاقات کے لیے کوئی عالمِ دین یا شیخِ طریقت آتے اور ان کے سر پہ عمامہ نہیں ہوتا تو آپ ان کو اپنا عمامہ اپنے گھر سے منگوا کر پیش فرماتے اور عمامے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ان کو عمامہ سجانے کی نصیحت کرتے۔

داڑھی شریف:

حضرت سیّدی مبارک صاحب علیہ الرحمۃ داڑھی ہمیشہ ایک قبضہ (مٹھ) برابر رکھتے تھے۔ نہ اس سے کم کرتے تھے، نہ زیادہ ہونے دیتے تھے۔ آپ مبارک علیہ ارحمۃ مٹھی بھر داڑھی رکھنے کے وجوب کے قائل تھے جیسا کہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مشکوٰۃ کی شرح اشعت اللمعات میں لکھتے ہیں:

"حلق کردن لحیه حرام است و گذاشتن آں بقدر قبضه واجب است"

(اشعۃ اللمعات:ج 1 ص228)

ترجمہ: داڑھی منڈانا حرام ہے اور ایک مشت کی مقدار اس کو بڑھانا واجب ہے

کان اور داڑھی کے خط کے درمیانی حصہ کا دھونا چونکہ وضو میں فرض ہے اس مقصد کے لیے آپ علیہ الرحمۃ کان اور داڑھی کے خط کے درمیانی حصے کے بالوں کو قینچی سے کم کرتے تاکہ پانی پہنچنے میں آسانی ہو۔

اگر آپ کی ملاقات کے لیے عوام الناس میں سے کوئی آتا اور اس کی داڑھی مٹھی بھر سے

کم ہوتی، آپ انھیں نصیحت فرماتے کہ داڑھی بڑھاؤ اور اپنے متعلقین میں سے کسی کو دیکھ لیتے کہ داڑھی مٹھی بھر سے کم کی ہوئی ہے تو انتہائی سختی فرماتے اور ڈانٹتے تھے۔

اگر کسی کی داڑھی قبضہ سے لمبی ہوتی تو فرماتے کہ لمبی داڑھی جو تشہیر و طنز کا سبب بنے مکروہ ہے، اس کو کم کر کے قبضہ کے برابر بنا دیں۔ سفید داڑھی والے کو خضاب بالحناء کا امر دیتے تھے۔ سر کے بالوں اور داڑھی میں گہرا سرخ خضاب آپ کا اپنا معمول بھی تھا مگر سیاہ خضاب سے سختی کے ساتھ ممانعت فرماتے تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ سیاہ خضاب کی حرمت کے قائل تھے اور حرمت پر فقہاء کے اقوال اور احادیث مبارک مشتمل بر وعید سناتے تھے۔

آپ نے خضاب (رنگنا) تب فرمایا جب آپ کی داڑھی شریف کے پورے بال سفید ہو گئے۔

آپ علیہ الرحمۃ ہمیشہ بیٹھ کر داڑھی میں کنگھی فرماتے تھے اور کھڑے ہو کر داڑھی میں کنگھی کرنے کو مکروہ تنزیہی کہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کھڑے ہو کر داڑھی میں کنگھی کرنے سے فقر و تنگدستی آتی ہے اور جو بیٹھ کر کنگھی کرتا ہے، اس کے قرضے اترتے ہیں۔

داڑھی میں کنگھی کرتے وقت آپ مبارک علیہ الرحمۃ پہلے دائیں طرف داڑھی کے بالوں میں کنگھی کرتے اور کنگھی کرتے ہوئے۔ سورۃ الضّحیٰ کی تلاوت فرماتے:

وَالضُّحٰى ۞ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى ۞ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۞ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰى ۞ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۞ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوٰى ۞ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ۞ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى ۞ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۞ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۞ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۞

پھر بائیں طرف کنگھی کرتے اور سورۃ الزِّلْزَال (سورۃ الزَّلْزَلَة) کی تلاوت فرماتے:

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۞ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۞ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ۞
يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۞ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۞ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا
أَعْمَالَهُمْ ۞ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۞ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۞

اور پھر داڑھی کے نیچے کی طرف والے بالوں میں کنگھی کرتے اور سورۃ الشَّرْح / الْإِنْشِرَاح (یعنی سورۂ الم نشرح) کی تلاوت فرماتے:

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۞ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۞ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ۞ وَرَفَعْنَا لَكَ
ذِكْرَكَ ۞ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۞ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۞ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۞ وَإِلَىٰ
رَبِّكَ فَارْغَب ۞

آپ وضو کرنے کے بعد کنگھی کرتے یا غسل کے بعد داڑھی میں تیل لگاتے تو کنگھی کرتے۔ خشک داڑھی میں کنگھی کرنے سے منع فرماتے۔

داڑھی کے متعلق کچھ مسائل:

داڑھی سے متعلقہ وہ مسائل جو آپ کی زبان دُرِفشان اور عمل سے مستفاد ہیں:

1۔ داڑھی کی حد لمبائی (تینوں طرف) ایک قبضہ (مٹھی) کے برابر ہو

2۔ قبضہ بھر سے داڑھی کم کرنا یا مونڈنا حرام ہے

3۔ قبضہ سے لمبی داڑھی جو تشہیر و طنز کا سبب بنے مکروہ ہے

4۔ داڑھی کا خضاب گہرے سرخ رنگ کے ساتھ ہو اس مقصد کے لیے مہندی میں کالا رنگ اس طرح ملا لیا جائے کہ سرخی سیاہی پر غالب ہو

5۔ داڑھی پوری سفید ہو جائے تب خضاب کیا جائے۔ اس طرح کرنا اولیٰ ہے

6۔ سیاہ خضاب کرنا حرام ہے

7۔ داڑھی میں بیٹھ کر کنگھی کرنا مستحب ہے

8۔ کھڑے ہو کر داڑھی میں کنگھی کرنا مکروہ ہے

9۔ داڑھی میں کنگھی کرتے وقت پہلے دائیں طرف، پھر بائیں طرف اور پھر نیچے کی طرف داڑھی کے بالوں میں کنگھی کی جائے

10۔ دائیں طرف داڑھی میں کنگھی کرتے ہوئے سورۃ والضحیٰ، بائیں طرف سورۃ زلزال اور نیچے کی طرف سورۃ الم نشرح کی تلاوت کی جائے

11۔ داڑھی کے خشک بالوں میں کنگھی کرنا جس سے بال کٹتے اور نکلتے ہیں، مکروہ ہے

12۔ کان اور داڑھی کے خط کے درمیانی حصہ کے بالوں کو پانی پہنچانے کی غرض سے کم کرنا چاہیے

زلف مبارک:

سر کے بالوں میں آپ کا معمول جب سے فقیر (راقم الحروف) نے دیکھا ہے، زلف رکھنے کا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ کان کی لو برابر زلف رکھتے، اس سے زیادہ بڑھنے نہیں دیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے

تھے کہ سر کے بال مونڈنا جائز ہیں مگر زلف رکھنا افضل ہے کیونکہ زلف رکھنے میں کئی سنتوں پر عمل ہو جاتا ہے جیسے:

1۔ زلف رکھنا

2۔ زلف کی صفائی کا خیال رکھنا

3۔ تیل لگانا

4۔ کنگھی کرنا

5۔ درمیان میں مانگ نکالنا

6۔ کان کے نصف، کان کے لو یا کاندھوں کے برابر زلف کا کاٹنا

یہ تمام سنتیں ہیں جبکہ اس کے برعکس سر منڈانا صرف جواز ہے

البتہ اخیر عمر میں جب آپ مبارک علیہ الرحمۃ انتہائی ضعیف ہوئے تو آپ نے زلف منڈائے کہ ایسی حالت میں زلف سنبھالنا مشکل ہے جو کسی ہوشیار انسان پر مخفی نہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ کا سر کے بالوں میں کنگھی کرنے کا معمول یہ تھا کہ درمیان میں مانگ نکال کر پہلے دائیں طرف، پھر بائیں طرف اور پھر پیچھے کی طرف بالوں میں کنگھی کرتے تھے۔

مونچھ (الشوارب):

حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کا معمول مونچھ مونڈنے کا تھا اور اپنے متعلقین کو مونچھوں کو مونڈنے کا امر دیتے تھے۔

ایک دفعہ فقیر (راقم الحروف) کی آپ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی، دست بوسی کے شرف کے بعد جیسے ہی آپ کی صحبت میں بیٹھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "مولوی صاحب! آپ نے مونچھ کیوں رکھے ہیں جبکہ میرا معمول مونچھ مونڈنے کا ہے، پیر کا عمل تو مرید کے لیے فقہ ہے اور مذہبِ حنفی کے مطابق بھی احب (زیادہ محبوب) مونچھ منڈانا ہے۔"

آپ نے اپنے خادم (ناصر قندھاری صاحب) کو امر دیا کہ فلاں فلاں کتاب لے آؤ تاکہ مولوی صاحب کو دکھادوں۔

(ایک بہترین عالم ہونے کی وجہ سے آپ کا معمول تھا کہ علماء کو اپنے مؤقف پر کتابیں پیش کرتے تھے، عبارات پڑھتے، دلائل سناتے اور علمی بحث ومباحثے کو پسند فرماتے تھے)

میں نے عرض کیا: قربان آپ کا امر بسر و چشم قبول ہے، کتابیں لانے کی ضرورت نہیں، مونڈ لیتا ہوں۔ اس دن سے میں نے مونچھوں کا حلق کرنا شروع کیا اور الحمدللہ ابھی تک اس پر عمل ہے۔ آپ کے اکثر خلفاء ومریدین مونچھ مونڈنے کا معمول رکھتے ہیں۔

وضو کا اہتمام:

رات کو استراحت (آرام) کا ارادہ کرتے تو تازہ وضو کر لیتے جو کہ مستحب طریقہ ہے۔

آپ ہمیشہ باوضو رہتے تھے یہاں تک کہ آرام فرمانے کے بعد وضو خانہ تک بے وضو جانا آپ کو گوارا نہ تھا۔ اس مقصد کے لیے روئی کے ساتھ مٹی ملا کر ایک تکیہ آپ کے لیے تیار کیا گیا تھا جو آپ کے پاس پڑا رہتا تھا۔ آنکھ کھلتے ہی آپ اس پر سے تیمم کر لیتے، پھر وضو خانہ میں تشریف لے جاتے اور وضو فرمالیتے۔ اگر استنجا کے ارادے سے طہارت گاہ (Washroom) میں داخل ہوتے تو ٹوپی سے سر کو ڈھانپ لیتے۔ ننگے سر یا عمامہ کے ساتھ طہارت گاہ میں داخل ہونا آپ کا معمول نہ تھا۔

اسی طرح وضو کا ارادہ فرماتے تو چہرے اور داڑھی کے مستعمل پانی سے کپڑوں کو بچانے کے لیے مخصوص ہیئت کا ایک کپڑا باندھ لیتے اور اس کے بعد وضو کرتے۔

ایک مرتبہ لاہور میں آپ کی اولاد امجاد میں سے ایک مصلیٰ امامت کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی نظر ان کے کپڑوں پر پڑی جو کہ گیلے تھے آپ نے استفسار کیا تو عرض کیا گیا کہ ابھی ابھی وضو کیا ہے اسکا پانی ہے کپڑوں پر۔ آپ نے ان کو ڈانٹتے ہوئے ان کپڑوں میں نماز پڑھانے سے منع فرمادیا اور کپڑے تبدیل کرنے کا امر دیا۔ جب آپ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا

کہ مستعمل پانی تو پاک ہوتا ہے تو آپ نے جلال فرماتے ہوئے کہا کہ مستعمل پانی کے متعلق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تین اقوال منقول ہیں:

1) ماء طاھر غیر مطھر (پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں)

2) ماء مکروہ (مکروہ ہے)

3) ماء نجس (ناپاک ہے)

فتویٰ اگرچہ طاھر غیر مطھر یعنی "پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں" والے قول پر ہی ہے مگر احتیاط یہی ہے کہ اس (مستعمل پانی) سے بھی بچا جائے۔

وضو کی دعائیں:

وضو کرتے وقت کی دعائیں جو آپ علیہ الرحمۃ کے معمولات میں سے تھیں، یہ ہیں:

وضو شروع کرتے وقت کی دعا:

بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام

کلی کرتے وقت کی دعا:

بسم اللہ اللھم اعنی علی ذکرك و شکرك وحسن عبادتك

استنشاق کرتے وقت کی دعا:

بسم اللہ اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ ولا ترحنی رائحۃ النار

چہرہ دھوتے وقت کی دعا:

بسم اللہ اللھم بیض وجھی یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ

دایاں ہاتھ دھوتے وقت کی دعا:

بسم اللہ اللھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا

بایاں ہاتھ دھوتے وقت کی دعا:

بسم اللہ اللھم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظھری

سر کا مسح کرتے وقت کی دعا:

بسم اللہ اللھم اظلنی تحت ظل عرشك یوم لا ظل الا ظل عرشك

کان کا مسح کرتے وقت کی دعا:

بسم اللہ اللھم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہٗ

گردن کا مسح کرتے وقت کی دعا:

بسم اللہ اللھم اعتق رقبتی من النار

دایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا:

بسم اللہ اللھم اجعل قدمیّ علی الصراط یوم تزل الاقدام

بایاں پاؤں وقت کی دعا:

بسم اللہ اللھم اجعل سعی مشکوراً و ذنبی مغفوراً وتجارتی لن تبورا

وضو کے بعد کی دعا:

اللھم اجعلنی من التوابین و اجعلنی من المتطھرین و اجعلنی من عبادك الصآلحین و اجعلنی من الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

وضو کے بعد قبلہ رخ ہو کے کلمہ شہادت اور سورۃ القدر کی تلاوت فرماتے۔

مسواک کرنا:

سنت کے مطابق مبالغہ کے ساتھ مسواک کرنا آپ کے سفر و حضر کے ضروری معمولات میں سے تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ مسنون طریقے سے دانتوں کی چوڑائی میں پہلے دائیں طرف کے اوپر والے جبڑے، پھر بائیں طرف کے اوپر والے جبڑے تین تین مرتبہ مسواک پھیرتے، اس کے بعد دائیں طرف کے نیچے والے جبڑے پر، پھر بائیں طرف کے نیچے والے جبڑے پر تین تین مرتبہ مسواک پھیرتے تھے۔ یہ عمل تین بار دہراتے اور ہر بار کے لیے نئے پانی کے ساتھ کلی کرتے تھے۔ اس کے بعد زبان اور دانتوں پر جہاں ضرورت محسوس کرتے مسواک کا استعمال کرتے۔ آپ کی نفیس طبعی کی وجہ سے آپ کو منہ کی بدبو سے سخت نفرت تھی۔ اگر کسی کے ساتھ گفتگو کرتے اور مخاطب کے منہ سے بدبو محسوس کرتے تو اس کو تاکید کے ساتھ مسواک کا امر دیتے اور ناراضگی کا اظہار کرتے۔

آپ کے پاس نماز کے صف میں دائیں بائیں کھڑے ہونے والے خلفاء و خدام اور آپ کے ساتھ قریب سے گفتگو کرنے والے حضرات کو چونکہ اس بات کا علم تھا کہ آپ کو منہ کی بدبو سے

نفرت ہے اور اس پر آپ جلال فرماتے ہیں تو کثرت سے مسواک اور منہ کو صاف رکھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ اس کے باوجود بھی اگر آپ علیہ الرحمۃ کے ساتھ قریب سے گفتگو کرتے تو ادب کے تقاضے سے منہ کے سامنے ہاتھ یا عمامہ کا شملہ رکھ کر بات کرتے تھے۔ آپ کا مسواک (آلۂ سواک) لمبائی میں ایک بالشت کے برابر ہوتا۔ موٹائی میں چھنگلی کے برابر ہوتا اور کڑوی لکڑی کے مسواک کو استعمال فرماتے تھے۔ اگر کچھ کھا پی لیتے اور وضو کی ضرورت نہ ہوتی تو بھی آپ مسواک منگوا کر استعمال فرمالیتے۔

تلاوتِ قرآنِ پاک:

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ روزانہ تین پارے تلاوت کرتے تھے۔ اس تلاوت میں آپ کی تلاوت کا طریقہ یہ تھا کہ آیت پڑھنے کے ساتھ ساتھ ترجمہ پر بھی تلفظ فرماتے رہتے تھے۔

نمازِ فجر کے بعد اشراق سے پہلے سورۃ یٰسین

نمازِ ظہر کے بعد سورۃ فتح کا آخری رکوع (لقد صدق اللّٰہ)

نمازِ عصر کے بعد مغرب سے پہلے سورۃ النباء (عم یتساءلون)

عشاء کی نماز کے بعد سورۃ ملک (تبارک الذی) کی تلاوت خود کرتے یا کسی مجوّد قاری سے سماعت فرماتے تھے اور

اپنے حرم (گھر) تشریف لے جاتے تو سورۃ الم السجدہ تلاوت فرماتے۔

نمازِ مغرب کے بعد سورۃ واقعہ اور سورۃ یٰسین کی تلاوت فرماتے تھے۔ بروزِ جمعہ دن کے ختم ہونے سے پہلے پہلے سورۃ کہف کی تلاوت کرتے یا مجوّد قاری سے سنتے تھے۔ رمضان شریف میں ظہر سے عصر تک آپ کا معمول تلاوت کا رہتا تھا اور تراویح میں تین ختمِ قرآن کرتے تھے۔

آپ کی مجلس کا اختتام اکثر تلاوتِ قرآنِ کریم پر ہوتا تھا اگرچہ وہ چند آیات ہی کیوں نہ ہوتیں۔

نمازِ باجماعت کا اہتمام:

آپ مبارک علیہ الرحمۃ ہمیشہ نماز باجماعت پڑھتے تھے۔ سفر میں ہوتے یا حضر میں، صحت میں ہوتے یا بیماری میں کبھی جماعت ترک نہ فرماتے۔ صحت کی حالت تو صحت کی تھی، آخری عمر کے تقریباً دس سال ویل چیئر میں نماز باجماعت کے لیے مسجد تشریف لاتے تھے۔ اور ویل چیئر پر آنے سے پہلے جب آپ نے کمزوری محسوس کی تو اپنے صاحبزادگان کو امر دیا کہ میرے لیے گھر سے مسجد تک دیوار کے ساتھ پائپ لگادیں تاکہ میں اس کے سہارے سے مسجد تک باجماعت نماز کے لیے جاسکوں۔ آپ کے امر کو بجالاتے ہوئے آپ کے لیے گھر سے مسجد تک پائپ لگادیا گیا۔ کچھ عرصہ تک آپ مبارک علیہ الرحمۃ باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے اسی پائپ کے سہارے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے جس کے آثار اب بھی وہاں موجود ہیں۔ بعد میں جب بیماریوں کی وجہ سے اور عمر کے تقاضے سے نقاہت بڑھ گئی تو آپ کے لیے ویل چیئر کا انتظام کیا گیا۔

نوجوانی کی عمر سے لے کر بڑھاپے تک جب تک طریقۂ مسنونہ کے ساتھ نماز پڑھ سکتے تھے تب تک امامت خود کرتے رہے۔ ساڑھے تین سال تک اپنے شیخ کے بھی امام رہے۔ جب آپ کو عرق النساء کی تکلیف لاحق ہوئی، آپ باڑہ خیبر ایجنسی میں تھے، غالباً ظہر کی نماز آپ نے پڑھائی، اس نماز میں سجدہ سے قیام کی طرف جاتے ہوئے تکلیف کی وجہ سے گھٹنے اٹھانے کے بعد ایک ہاتھ کا زمین پر سہارا لیتے ہوئے اٹھے تو سلام پھیرنے کے بعد فرمایا کہ آج کے بعد میں نماز نہیں پڑھاؤں گا، میں معذور ہوگیا ہوں کیونکہ میں طریقۂ مسنونہ کے ساتھ اٹھ نہیں سکتا، یعنی سجدہ سے اٹھتے ہوئے سر اٹھانے کے بعد ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، پھر گھٹنے جو کہ مسنون طریقہ ہے، ایسے طریقے سے اٹھ نہیں سکتا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت علّامہ قاری حبیب جان صاحب مبارک کو امام مقرر کیا۔ تقریباً پندرہ سال تک آپ اپنے صاحبزادے کی اقتداء میں نماز پڑھتے رہے۔

علامہ خواجہ محمد حضرت صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ رسالہ (معدن د علم او عرفان) میں

لکھتے ہیں کہ آپ مبارک علیہ الرحمۃ ایسے نمازی تھے کہ میں نے اپنی ۴۸ سالہ زندگی میں آپ جیسا نمازی نہیں دیکھا۔ میں نے اپنی زندگی کے تیس سال آپ کی صحبت میں گزارے مگر اتنے عرصہ میں، میں نے صرف ایک مرتبہ دیکھا کہ آپ کی عشاء کی جماعت چھوٹ گئی تھی اور وہ بھی اس موقع پر جب آپ حج سے تشریف لائے تھے۔ (اُس وقت) آپ انتہائی تھکے ہوئے تھے اور سفر میں بے خوابی بھی تھی۔ آپ نے گھر والوں کو فرمایا تھا کہ مجھے جماعت کے لیے جگانا لیکن کسی نے نہیں جگایا۔ رات بارہ بجے آپ باہر تشریف لائے اور جماعت کے ترک پر انتہائی خفا ہوئے۔

آپ ایسی کامل نماز پڑھتے تھے کہ جس میں ایک مستحب تک بھی ترک نہ ہوتا۔ دوسروں کو بھی اسی طرح نماز پڑھنے کی تلقین کرتے تھے۔ اگر کسی کی نماز میں کسی قسم کی کوئی کراہت یا فساد دیکھتے تو اسے نماز لوٹانے کا امر دیتے۔

فقیر (راقم الحروف) کو ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے ساتھ صف میں برابر کھڑا ہونا پڑا، میں نے قیام کی حالت میں پاؤں کے درمیان فاصلہ کچھ زیادہ رکھا تھا اور قیام کی حالت میں دونوں انگلیوں کے درمیان چار انگلیوں سے زیادہ فاصلہ رکھنا آپ علیہ الرحمۃ کو انتہائی ناپسند تھا اور سختی سے منع فرماتے تھے۔ اس کی ایک وجہ تو نماز کا مکروہ ہونا تھا مگر دوسری بڑی وجہ وہابیوں کے ساتھ مشابہت تھی کہ نماز کے دوران قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھنا ان کا شعار (پہچان) ہے۔ نماز سے سلام پھیرنے پر مجھے محسوس ہوا کہ مبارک علیہ الرحمۃ جلال میں ہیں۔

میری طرف رُخ پھیر کر فرمانے لگے: مولوی صاحب! نماز میں قیام کے دوران دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ رکھا جاتا ہے؟

میں نے عرض کیا: چار انگلیوں کے برابر۔

مبارک علیہ الرحمۃ (جلال کی حالت میں) فرمانے لگے: تم نے چار انگلیوں کے برابر رکھا تھا؟

میں نے فوراً عرض کیا: قربان معاف فرمادیں، آئندہ کے لیے کبھی بھی اس طرح نہیں کروں گا۔

میری اس بات پر مبارک علیہ الرحمۃ خوش ہوئے اور لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ پھر آپ نے اپنی بقیہ نماز پڑھنی شروع کی۔ اس وقت میں سمجھا کہ بات ختم ہوگئی مگر جب فجر کے وقت آپ مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھ لی تو آپ نے دائیں طرف دیکھا، پھر بائیں طرف دیکھا جیسے آپ کو کسی کی تلاش ہو اور فرمانے لگے: وہ مردان والے مولوی صاحب کہاں ہیں؟

میں فوراً آگے بڑھا اور لبیک کہا۔ آپ مسجد سے خانقاہ کی طرف چل دیے اور فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ۔ دوسرے خلفاء سالکین بھی ساتھ تھے، میں بھی پیچھے پیچھے چل دیا۔ خانقاہ کے کمرے میں پہنچ کر آپ اپنی نشست پر تشریف فرما ہوئے۔

مجھے اپنے قریب بٹھا کر فرمانے لگے: اچھا مولوی صاحب تدریس کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا: جی قربان۔

آپ فرمانے لگے: کونسی کتابیں پڑھا رہے ہو؟

میں نے عرض کیا: مراح الارواح، حسامی، ہدایہ وغیرہ۔ چند کتابوں کا ذکر کیا (جن کی میں ان دنوں اپنی مادرِ علمی جامعہ قادریہ مردان میں تدریس کر رہا تھا)

آپ فرمانے لگے: آپ نے فقہ کی کتابوں میں نہیں پڑھا کہ نماز میں قیام کے دوران دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ رکھنا چاہیئے؟

میں نے عرض کیا: قربان پڑھا ہے۔

آپ پوچھنے لگے: کتنا فاصلہ رکھنا چاہیئے؟

میں نے عرض کیا: چار انگلیوں کے برابر۔

مجھ پر حجّت قائم کرتے ہوئے آپ فرمانے لگے: اچھا، اگر کوئی چار انگلیوں کے برابر فاصلہ نہ رکھے تو کیا ہوتا ہے؟

میں نے عرض کیا: "الفقه علی المذاهب الاربعه" میں لکھا ہے کہ فان زاد او نقص کره یعنی اگر کسی نے چار انگلیوں سے زیادہ یا کم فاصلہ رکھا تو نماز مکروہ ہو جائے گی۔

آپ فرمانے لگے: اور جب نماز مکروہ ہو جاتی ہے تو پھر؟
میں نے عرض کیا: ہدایہ شریف کے محشی نے لکھا ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی ہے کہ:

کل صلوٰۃ ادیت مع الکراھت فاعادتھا واجبۃ ان کانت الکراھت تحریمیّۃ وان کانت الکراھت تنزیھیّۃ فاعادتھا مستحبۃ

ترجمہ: جو نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا ہو، اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر کراہتِ تنزیہی کے ساتھ ادا ہو تو دوبارہ پڑھنا مستحب ہے۔
آپ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے: اچھا تو آپ نے کل عشاء والی نماز لوٹائی تھی؟
میرا جواب ناں میں ظاہر تھا۔ لہٰذا میں خاموش ہو گیا۔
آپ نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو فیض و نور تم لوگ اس فقیر کے سینے سے اپنے سینے میں سمالیتے ہو، اس کی حفاظت، فرائض و واجبات، سنن و مستحبات کی ادائیگی اور محرمات و مکروہات سے بچتے ہوئے کر سکتے ہو ورنہ بصورتِ دیگر وہ ضائع ہو جائے گا۔
اس کے بعد تقریباً آدھے گھنٹے تک نصیحت آمیز باتیں کرتے رہے جس میں آپ نے مجھے اور دیگر صحبت نشینوں کو شریعتِ مطہرہ پر پابندی کا درس دیا۔

نوافل:

آپ مبارک علیہ الرحمۃ علی الدوام بارہ رکعات نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ اگر کسی کو تہجد کے وقت سوتے ہوئے پاتے تو آپ فرماتے تھے کہ یہ تو راز و نیاز و مناجات کا وقت ہے، اس کو ضائع نہیں کرتے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ صحت کی حالت میں جب کبھی میری تہجد کی نماز چھوٹ جاتی تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے جمعہ کی نماز فوت ہو گئی ہو اور اب جب کہ ضعف غالب ہے اور کئی طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوا ہوں تو اب اگر تہجد کی نماز چھوٹ جاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وقتی نماز

فوت ہوگئی ہو۔

اشراق کی نماز دو دو کر کے چار رکعات پڑھتے تھے (دو رکعت نمازِ اشراق اور دو رکعت نمازِ استخارہ یا نمازِ حاجت)

چاشت کی نماز بھی چار رکعات پڑھتے۔

مغرب کے بعد نماز اوابین چھ رکعات پڑھتے تھے۔

اسی طرح تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد آخر عمر تک آپ کا معمول رہا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی:

زکوٰۃ کے معاملے میں حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کا معمول یہ تھا کہ پورے سال کے دوران غرباء مساکین اور فقراء کو جو رقم دیتے علماء کو کتابیں خرید کر کے دیتے، کسی کا قرضہ اتارتے، کسی کی شادی کے مہر کی ادائیگی کرتے وغیرہ تو اس پر زکوٰۃ کی نیت کرتے تھے اور اپنے پاس یاداشت کے طور پر لکھ لیتے۔ جب سال کے آخر میں حساب کرتے تو جتنی رقم زکوٰۃ کی ادائیگی کی بنتی، آپ نے اس سے کئی گنا زیادہ ادا کر چکے ہوتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایسا کرنے میں ایک تو آسانی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم یکمشت دینے میں دقّت ہوتی ہے، دوسرا یہ کہ نفلی صدقہ کے بجائے فرضی صدقہ (زکوٰۃ) کی نیت کریں تو ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔

صدقاتِ نفلیہ:

فرضی صدقہ (زکوٰۃ) کی طرح نفلی صدقہ کے معاملے میں بھی آپ انتہائی محکم تھے۔ آپ کے خلیفہ خواجہ محمد حضرت صاحب کا بیان ہے کہ ایک بار مجھے حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے دس کتابیں عطا کیں اور فرمایا کہ یہ کتابیں زکوٰۃ میں قبول کر لیں۔ میں نے عرض کیا: قربان میں غنی ہوں، زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔ آپ نے فرمایا: آپ کے پاس کتنی مالیت ہے؟ میں نے عرض کیا: آٹھ ہزار روپے جس پر آپ نے فرمایا کہ حیدری صاحب کہتے ہیں کہ افغانستان کے قضّاۃ

نے فیصلہ کیا ہے ان ایام میں جس کے پاس دس ہزار روپے سے زیادہ مالیت ہو وہ غنی ہے۔ میں نے عرض کیا: قربان میں نے حساب کیا ہے، جس کے پاس آٹھ ہزار روپے ہوں، وہ غنی ہے۔ آپ نے جب میرے ذوق کو دیکھا تو مسکرا کر فرمانے لگے: چلو صدقۂ نفلی کے طور پر قبول کر لو۔

آپ علیہ الرحمۃ صاحب ترتیب کامل نمازی تھے، ماہِ رمضان کے فرضی روزوں کے علاوہ کثرت سے نفلی روزے رکھنے والے تھے، مقصد یہ کہ نہ تو آپ کے ذمہ کوئی نماز باقی تھی، نہ روزہ، نہ کوئی اور کفارہ مگر اس کے باوجود آپ علیہ الرحمۃ نے وصال سے کچھ عرصہ پہلے اس نیت سے کچھ سونا خرید کر رکھا تھا کہ میری فوتگی کے بعد حیلۂ اسقاط کے طور پر صدقہ کرنا۔ اس سونے کی قیمت آپ کے وصال کے وقت پینتیس لاکھ روپے تھی۔ آپ کے ورثاء نے آپ کی وصیت کے مطابق اس سونے پر شرعی طریقہ سے حیلۂ اسقاط کیا کہ آپ کی بلوغ تا وصال پوری زندگی کی نماز روزوں وغیرہ کا حساب کر کے کفارہ کے طور پر وہ سونا فقراء میں تقسیم کر دیا۔

حج:

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ دو مرتبہ حج اور دو مرتبہ عمرے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ایک مرتبہ ۱۳۹۷ھ کو سردار محمد داؤد خان کے دور میں افغانستان سے زمینی سفر کے ساتھ ہرات، ایران اور عراق سے گزرتے ہوئے سعودی عرب حج کرنے تشریف لے گئے تھے۔ سفر کے دوران راستے میں مشاہیر فقہاء اور مشائخ کے مزارات پر حاضری دی، جیسے عراق میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیدُنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور اس بقعہ مبارکہ کے دیگر مقدسہ مقامات کی زیارت کی۔ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے وقت مجھ پر بے اختیار رونے کی کیفیت طاری ہوئی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اسی طرح امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تجلیاتِ ذاتیہ اور کمالاتِ نبوت کا ایسا فیض محسوس کیا کہ جو ساتھی موجود تھے وہ بے اختیار

ہو گئے اور میں ایسا محسوس کر رہا تھا کہ کثرتِ فیض سے میرا سینہ پھٹ جائے گا۔ دوسری مرتبہ حج اور عمرے کی سعادت پاکستان سے ہوائی جہاز کے ذریعے حاصل کی۔

جود و سخا:

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے قاری محمد حبیب جان صاحب دامت برکاتہم القدسیہ فرماتے ہیں کہ مریدین و متوسلین ہر مہینے کے دوران ہفتہ وار و ماہوار محافل میں جو تحائف حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے، وہ نقدی تقریباً سات لاکھ سے دس لاکھ روپے تک ہوتی تھی۔ دوسرے مہینے کی ماہانہ محفل آنے تک وہ ساری رقم آپ مختلف انواع کے صدقات میں خرچ کر چکے ہوتے تھے۔ جب آپ مبارک علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو تقریباً اتنی ہی رقم آپ کا ترکہ تھی (علاوہ اس سونے کے جو آپ مبارک علیہ الرحمۃ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی حیلۂ اسقاط کے لیے خرید کر رکھ لیا تھا)

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے تقریباً پچاس مساجد کلی یا جزوی طور پر تعمیر کروائی تھیں۔ مختلف دینی کتب جو نایاب تھیں اور آپ علیہ الرحمۃ کے پاس موجود تھیں، آپ علیہ الرحمۃ نے دین متین کی خدمت کی خاطر کثیر رقم خرچ کر کے وہ کتابیں چھپوا کر عام کر دیں جن میں سے الانوار القدسیہ (امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ)، احیاء القلوب، الانسان الکامل، حدیقۃ الندیہ اور الاشارات السنیہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

اسی طرح بہت سے علمائے کرام کی تالیفات و تصنیفات جن کی چھپائی سے مؤلفین و مصنفین عاجز تھے، آپ علیہ الرحمۃ نے مسلک کی اشاعت کی خاطر چھپوا دیں جیسے فقیر (راقم الحروف) کا رسالہ بموضوع "ندائے یا رسول اللہ ﷺ" بنام الدلیل المصیب فی نداءِ الحبیب للحبیب (بہ زبان پشتو) آپ علیہ الرحمۃ نے چھپوا کر مفت تقسیم فرمایا۔

صبر و تحمل:

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ انتہائی صابر انسان تھے۔ کئی طرح کی بیماریوں، مشکلات و مصائب اور فتنوں کا سامنا کیا مگر کبھی بھی آپ سے بے صبری جزع و فزع کے الفاظ سننے میں نہیں آئے بلکہ زبان پر ہمیشہ حمد و شکر کے الفاظ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کوئی شخص آیا اور عرض کیا: قربان میرے پاؤں میں درد ہے، دعا کیجیے کہ صحیح ہو جائے۔ گرمی کا موسم تھا، آپ نے اس کو اپنے پاؤں دکھائے کہ میں نے یہ تین عدد جراب پاؤں میں زیب و زینت کی خاطر نہیں پہنے بلکہ پاؤں میں تکلیف کی وجہ سے پہنے ہیں، پھر آپ نے اس کو تسلی دی اور کچھ واقعات سنائے جو تکلیف پر صبر اٹھانے کے اجر پر مشتمل تھے۔

آپ سے عرض کیا گیا کہ "نزہۃ المجالس" کتاب میں ہے کہ حضرت امام شافعی کی تیس بیماریاں تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی بیماریاں شمار کروں تو تیس سے تجاوز کر جائیں گی۔ اور فرمایا کہ اس کے علاوہ جو تکلیف و اذیت مجھے لوگوں نے پہنچائی ہے، وہ ان بیماریوں کی تکلیف سے کئی گنا زیادہ ہے۔

مگر باوجود اس کے آپ علیہ الرحمۃ ایسے ترو تازہ معلوم ہوتے تھے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ شاید ہی آپ کا کوئی غم ہو اور آپ کو کوئی بیماری یا تکلیف ہو۔ لوگوں نے آپ کو اتنا ستایا کہ دو بار ہجرت پر مجبور ہوئے، ایک بار ارچی (افغانستان) سے پشاور (خیبر ایجنسی) اور دوسری مرتبہ پشاور (خیبر ایجنسی) سے لاہور۔

معاصرین بدعقیدہ علمائے سُوء، روافض و خوارج نے آپ پر کفر، واجب القتل اور مباح الدم تک کے فتوے لگائے مگر آپ نے کسی کی پرواکیے بغیر ان لایخافوا لومۃ لائم کی عملی تفسیر پیش کرتے ہوئے اپنے مشن کو جاری رکھا اور احیائے سنت و اماتتِ بدعت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

لوگوں کی ایذا رسانی پر آپ علیہ الرحمۃ اکثر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان

فرماتے کہ ان کے زمانے میں ایک شخص تھا جو اُن کی غیبت کیا کرتا تھا اور پیٹھ پیچھے برائی کرتا تھا لیکن حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اُسے تحائف بھیجتے تھے۔ اس نے سوچا کہ میں ان کی غیبت کر رہا ہوں تو وہ مجھے تحائف بھیج رہے ہیں، اگر میں ان کے محاسن بیان کرنا شروع کر دوں تو اور بھی زیادہ مہربانی فرمائیں گے۔ لہٰذا اس نے غیبت ترک کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اچھائی بیان کرنا شروع کر دی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفے بھیجنا چھوڑ دیئے۔ وہ حاضرِ خدمت ہوا اور کہنے لگا کہ حضور جب میں آپ کی غیبت کرتا تھا تو آپ مجھے تحفے بھیجتے تھے اور اب میں آپ کی اچھائی کر رہا ہوں اور آپ کے محاسن بیان کر رہا ہوں تو آپ نے تحائف بھیجنے روک دیئے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم میری غیبت کرتے تھے تو میرے ساتھ احسان کرتے تھے کیونکہ غیبت کے سبب غیبت کرنے والے کی نیکیاں اُس بندے کے نامۂ اعمال میں منتقل ہو جاتی ہیں جس کی غیبت کی جاتی ہے، اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں تو غیبت کردہ شخص کے گناہ غیبت کرنے والے کے نامۂ اعمال میں منتقل ہو جاتے ہیں تو جب آپ میری غیبت کر رہے تھے تو اپنی نیکیاں مجھے دے رہے تھے اور میرے گناہ اپنے سر لے رہے تھے۔ لہٰذا اُس احسان کے بدلے میں آپ کے ساتھ احسان کر رہا تھا کہ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (احسان کا بدلہ نہیں ہے مگر احسان) اور اب جب کہ آپ میری غیبت نہیں کر رہے تو میرے ساتھ کوئی احسان بھی نہیں کر رہے، لہٰذا میں نے تحائف بھیجنے بند کر دیئے۔

تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی غیبت کرنے والا ایک شخص تھا جس کو آپ تحائف بھیجتے تھے، میری برائی کرنے والے تو ہزاروں ہیں، میں کس کس کو تحفہ بھیجوں گا؟ اگر ایک دو ہوتے تو میں بھی تحفہ بھیج دیتا۔

آپ دارالشکوہ نامی شہزادہ کا قول نقل کرتے کہ جب تک کسی ولی اللہ پر ایک سو علماء کفر کا فتویٰ نہ دیں تب تک وہ قطب الارشاد کے مقام پر فائز نہیں ہو سکتا۔

نماز و اذکار:

نمازِ تہجد کے بعد جہاں آپ استراحت (آرام) فرماتے، اسی جگہ اذانِ فجر کے متصل دو رکعت سنتِ فجر ادا فرماتے اور پہلی رکعت میں سورۃ کافرون (قل یا ایھا الکٰفرون) اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھتے تھے۔ دو رکعت سنت پڑھنے کے بعد دائیں کروٹ پر ٹیک لگا لیتے جو کہ تہجد پڑھنے والوں کے لیے سنت ہے۔ مسنون تکیہ کے بعد اکتالیس مرتبہ سورۃ فاتحہ (الحمد شریف) اس ترتیب کے ساتھ پڑھتے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں رحیم کی میم کو الحمد کی لام سے ملاتے اور پوری سورۃ ایک ہی سانس میں ولاالضّآلین تک پڑھتے۔ آخری بار سورۃ فاتحہ کے بعد آمین پڑھتے۔

پھر نماز فجر کے لیے گھر سے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے ہوئے سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم ایک سو مرتبہ پڑھتے۔ نماز فجر مسجد میں باجماعت ادا فرماتے تھے۔ جوانی اور صحت کے دَور میں جب آپ مبارک امامت خود فرمایا کرتے تھے تو اکثر نمازِ فجر میں سورۃ یوسف اور سورۃ یٰسین تلاوت کرتے اور کبھی کبھار سورۃ نبا (عم یتساءلون) یا سورۃ مزّمّل یا سورۃ بلد کی قرأت کرتے۔ یعنی تقریباً ستر تا اسی آیات نماز فجر میں تلاوت کرتے تھے۔ ضعف کے عالم میں بھی نمازِ فجر چالیس آیاتِ کریمہ سے کم کے ساتھ کبھی نہ پڑھتے۔

ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی، ۳۳بار سبحان اللہ، ۳۳بار الحمد للہ اور ۳۴بار اللہ اکبر انگلیوں پر گنتی کرتے ہوئے پڑھتے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ کلمۂ توحید لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریك لهٗ لهُ الملك وله الحمد وهو علىٰ كل شيءٍ قدير پڑھ لیتے

نماز و اذکار کے بعد کی دعائیں:

جن فرائض کے بعد سننِ رواتب پڑھی جاتی ہیں، ان کے بعد آپ علیہ الرحمۃ اللّٰھم انت

السلام ومنك السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذالجلال والاکرام پڑھنے کی مقدار سے زیادہ دیر بیٹھنے کو مکروہ جانتے تھے جیسا کہ

الدرالمختار (جلد 1، صفحہ 570)

البحرالرائق (جلد 2، ص 58)

عمدۃالقاری (جلد 6، ص 175)

الفقہ علی المذاہب الاربعۃ (جلد 1 ص 330)

میں ہے کہ:

ویکرہ تاخیرالسنۃ الابقدر اللّٰھم انت السلام... الخ

پنج وقتہ نمازوں کے بعد تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر بہیئتِ اجتماعی، بالفاظِ جہر دعا مانگتے تھے سوائے نمازِ مغرب کے، کہ نمازِ مغرب کے بعد ایک ہی مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے جس کی وجہ فقیر (راقم الحروف) کے گمان کے مطابق شاید مستحب وقت کی کمی اور مغرب وعشاء کے درمیان آپ علیہ الرحمۃ کے معمولاتِ اوّابین وتلاوت وغیرہ کی کثرت تھی۔

آپ علیہ الرحمۃ کے معمولات سے منقولہ محبوب دعائیں درج ذیل ہیں:

نمازِ پنجگانہ کے بعد کی دعائیں:

1) پہلی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَاخْصُصْ مِنْ بَيْنِهِمْ حَضْرَتِ سَيِّدِنَا وَ مُرْشِدِنَا وَاغْفِرْ لِاَسَاتِذِنَا وَلِتَلَامِذِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

2) دوسری دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنَ وَاَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَتَرْحَمَنَا وَاِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنَا غَيْرَ مَفْتُوْنِيْنَ ۝

وَنَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنَا اِلَيْكَ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ

وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقُبُوْرِ

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ اِيْمَانَنَا وَسَلِّمْ اِسْلَامَنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

3) تیسری دعا

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْمُجَاهِدِيْنَ السَّيْفِيِّيْنَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ قَهِّرْ وَدَمِّرْ اَعْدَائَنَا وَشَتِّتْ شَمْلَهُمْ وَفَرِّقْ جَمْعَهُمْ وَقَصِّرْ اَعْمَارَهُمْ وَخُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ

اَللّٰهُمَّ اشْغِلِ الظَّالِمِيْنَ بِالظَّالِمِيْنَ وَاَخْرِجْنَا مِنْ بَيْنِهِمْ سَالِمِيْنَ وَغَانِمِيْنَ

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ ۝

ختمِ خواجگان کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتَنَا فِيْ قُبُوْرِنَا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لَنَا اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً ۝

اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنَا مِنْهُ مَا نَسِيْنَا وَعَلِّمْنَا مِنْهُ مَا جَهِلْنَا وَارْزُقْنَا تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَ اٰنَآءَ

النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لَنَا حُجَّةً يَّا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قُلُوْبِنَا وَنُوْرَ اَبْصَارِنَا وَجِلَآءَ صُدُوْرِنَا وَذِهَابَ هَمِّنَا اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ وَاَوْصِلْ ثَوَابَ هٰذَا الْخَتْمِ اِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ سَيِّدِنَا رَسُوْلِ اَكْرَمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَاِلٰى اَرْوَاحِ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوٰتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ وَاِلٰى اَرْوَاحِ جَمِيْعِ الْمَشَايِخِ الْكِبَارِ مِنَ الطُّرُقِ الْاَرْبَعَةِ خُصُوْصًا اِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ الشَّيْخِ مُحَمَّدْ بِهَاءُ الدِّيْنِ اَلشَّاهْ النَّقْشْبَنْدْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرْ اَلْجِيْلَانِىْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ الشَّيْخِ مُعِيْنُ الدِّيْنِ الْچِشْتِىْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ الشَّيْخِ شَهَابُ الدِّيْنِ السَّهَرْوَرْدِىْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ الشَّيْخِ قُطْبُ الدِّيْنِ بُخْتِيَارِ كَاكِىْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ الْاِمَامِ الرَّبَّانِىِّ الْمُجَدِّدِ لِلْاَلْفِ الثَّانِىِّ الشَّيْخِ اَحْمَدْ اَلْفَارُوْقِىِّ السَّرْهِنْدِىِّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ الْاِمَامِ مُحَمَّدْ مَعْصُوْمِ اَوَّلْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ شَيْخِنَا وَمَوْلَانَا وَمُقْتَدَانَا وَوَسِيْلَتِنَا اِلَى اللهِ حَضْرَتِ سَيِّدِنَا اِبِىْ حَبِيْبِ اٰخُنْدْزَادَهْ فَقِيْر سَيْفُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ قَارِىْ سَرْفِرَازْ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمَا وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ هَاشِمْ سَمَنْگَانِىْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ وَمَوْلَانَا شَاهْ رَسُوْلِ طَالُقَانِىْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ اُوَيْس قَرَنِىْ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِلٰى رُوْحِ حَضْرَتِ خِضْرْ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ ۝

سورۃ الفلق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنۡ
شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ٪﴿۵﴾

سورۃ الناس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ
الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ عَلَیۡہِ۔

تلاوتِ قرآن کے بعد کی دعا:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ۝ۙط وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۝ط رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۝ط وَتُبۡ عَلَیۡنَا اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ۝ط

اَللّٰھُمَّ اٰنِسۡ وَحۡشَتَنَا فِیۡ قُبُوۡرِنَا اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنَا بِالۡقُرۡاٰنِ الۡعَظِیۡمِ وَاجۡعَلۡہُ لَنَا اِمَامًا وَّ نُوۡرًا وَّھُدًی وَّ رَحۡمَۃً ۝ط اَللّٰھُمَّ ذَکِّرۡنَا مِنۡہُ مَا نَسِیۡنَا وَعَلِّمۡنَا مِنۡہُ مَا جَھِلۡنَا وَارۡزُقۡنَا تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ اللَّیۡلِ وَ اٰنَآءَ النَّھَارِ وَاجۡعَلۡہُ لَنَا حُجَّۃً یَّا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ ۝ط اَللّٰھُمَّ اجۡعَلِ الۡقُرۡاٰنَ

رَبِيْعَ قُلُوْبِنَا وَنُوْرَ اَبْصَارِنَا وَجِلَآءَ صُدُوْرِنَا وَذِهَابَ هَمِّنَا اِلٰهِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدُنَا وَرِضَاكَ مَطْلُوْبُنَا اَعْطِنَا مَحَبَّتَ ذَاتِكَ وَمَعْرِفَتَ صِفَاتِكَ ؕ اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ ؕ

آپ مبارکؒ کے روز مرہ کے معمولات بالترتیب

(از "ہدایۃ السالکین")

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ علی الدوام بارہ رکعات نماز تہجد پڑھتے اور تہجد کے بعد طلوعِ صبح صادق تک 626 مرتبہ استغفار کرتے۔ اگر یہ وقت میسر نہ ہوتا تو شب وروز میں ضرور بالضرور 626 مرتبہ استغفار پورا کرتے۔

صبح طلوع ہوتے ہی سنتِ فجر ادا کرتے۔ پھر مسنون تکیہ کے بعد اکتالیس مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھتے جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں رحیم کی میم کو الحمد کی لام سے ملا کر ایک ہی سانس میں سورۃ فاتحہ پڑھتے۔ پھر نماز فجر کے لیے گھر سے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے ہوئے سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم کی ایک تسبیح پڑھتے۔ نماز فجر مسجد میں باجماعت پڑھتے تھے۔ ستر یا اسی آیات نماز فجر میں تلاوت کرتے تھے۔

نماز فجر کے بعد حلقۂ مسنونہ بناتے اور مجوّد قاری سے سورۃ یٰسین کی تلاوت سنتے تھے۔ پھر نماز اشراق تک کبھی علوم و معارف کی بحث ہوتی تھی، کبھی احیائے سنت کی ترغیب ہوتی تھی، کبھی عقائد اجماعیہ سنیہ کا بیان ہوتا تھا، کبھی نعت خوانی اور ذکر کے ساتھ ساتھ بیعت کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ کبھی مسنونہ عادت کے موافق تعبیر الرؤیا بیان کی جاتی تھی، یعنی اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تھا تو مناسب تعبیر بتائی جاتی تھی۔ توجہ اور دیگر سلاسل کے اسباق کی تلقین کا سلسلہ بھی کبھی جاری رہتا تھا علیٰ حسب مقتضیٰ الحال

سورج طلوع ہونے کے (بیس پچیس منٹ) بعد نماز اشراق چار رکعات دو دو رکعات کی نیت سے ادا کرتے تھے۔ حتی المقدور مسجد میں کھانے پینے سے احتراز کرتے تھے جو کہ مکروہ فعل ہے اور اگر کسی ضرورتِ داعیہ کی بناء پر کچھ کھاتے پیتے، اعتکاف کی نیت کرنے کے بعد کھاتے پیتے تھے۔ نماز اشراق کے بعد خانقاہ شریف لے جاتے اور مقیمین کے ساتھ ساتھ جو بہت

سارے مہمان بھی ہوتے تھے، ان کے ساتھ مل کر ناشتہ کرتے تھے اور چائے پیتے تھے۔ چائے روٹی کی ابتداء اور اختتام (بنیتِ سنت) نمک سے کرتے تھے۔ پھر وقتِ ضحیٰ تک ضروری علوم و معارف اور دقائقِ سلوک پر بحث و مباحثہ ہوتا تھا۔ اس کے بعد گھر جا کر وضو کر کے تحیۃ الوضو اور صلوٰۃِ ضحیٰ (نمازِ چاشت) ادا کرتے۔ پھر کم از کم تین پارہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔ بعض ضروری گھریلو ضروریات مہمانوں، بیویوں، اولاد، ہمسائیوں اور یتیموں کے حقوق سے فارغ ہونے کے بعد مسنونہ قیلولہ کرتے تھے۔ قیلولہ سے فراغت کے بعد نماز ظہر کی تیاری کرتے تھے۔ نماز ظہر باجماعت جامع مسجد میں طوال مفصل اور کبھی اوسط مفصل سے پڑھاتے تھے۔ موسمِ گرما میں نماز ظہر میں تاخیر کرتے تھے جو کہ احناف کا مذہب اور امرِ مستحب ہے۔

ابردوا بالظهرفان شدة الحر فيها من فيح جهنم (الحديث)

بلکہ تمام نمازوں کو مستحبہ اوقات پر قرأت مسنونہ کے ساتھ ادا کرتے تھے۔

كما حققه فقهاء الاحناف

نماز ظہر کے بعد سورۃ فتح کے آخری رکوع کی تلاوت قاری صاحب سے سنتے تھے۔ اس کے بعد ذکر کی محفل، توجہ اور بیعت کا سلسلہ اذانِ عصر تک جاری رہتا تھا۔ کبھی علوم و معارف، رموز و اشارات، عقائدِ ماتریدیہ، تردید فرق ضالہ اور کمالاتِ باطنیہ کا بیان ہوتا رہتا تھا۔ کبھی مقاماتِ تصوف، علو طریقہ نقشبندیہ، علو نسبت مجددیہ اور دیگر مقتضیٰ الحال کے مناسب موضوعات پر بحث مباحثہ ہوتا رہتا تھا۔ اذانِ عصر کے بعد گھر تشریف لے جاتے تھے۔ وضو کرنے کے بعد عصر کی نماز وقتِ مستحبہ پر جامع مسجد میں باجماعت اوساط مفصل کے ساتھ پڑھاتے تھے۔ کم از کم پندرہ آیات نمازِ عصر میں تلاوت کرتے تھے۔ پھر نماز کے بعد حلقۂ مسنونہ بناتے تھے اور ختمِ خواجگان پڑھتے تھے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ختمِ خواجگان شریف:

1۔سورۃ فاتحہ شریف۔۔۔7مرتبہ

2۔استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔۔۔100مرتبہ

3۔درود شریف اللھم صلی علی سیدنا محمد والہ وبارك وسلم علیہ۔۔۔100 مرتبہ

4۔سورۃ الم نشرح۔۔۔79مرتبہ

5۔سورۃ اخلاص۔۔۔1000مرتبہ

6۔سورۃ فاتحہ شریف۔۔۔7مرتبہ

7۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

ختمِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

2۔سبحان اللہ وبحمدہٖ۔۔۔500مرتبہ

3۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

ختمِ خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم:

1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

2۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔۔۔500مرتبہ

3۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

ختمِ امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

2۔ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔۔۔500مرتبہ

3۔1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

ختمِ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ:

1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

2۔حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔۔۔500مرتبہ

3۔1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

ختمِ خواجہ معصوم اوّل قدس سرہ:

1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

2۔لاالہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔۔۔500مرتبہ

3۔1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

ختمِ حضرت شاہِ نقشبند قدس سرہ:

1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

2۔اللھم یا خفی اللطف ادرکنا بلطفك الاخفی۔۔۔500مرتبہ

3۔1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

ختمِ حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100مرتبہ

2۔اللھم یا خفی اللطف ادرکنا بلطفك الاخفی۔۔۔500 مرتبہ

3۔1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100 مرتبہ

ختمِ حضرت مرشدنا اخُندزادہ صاحب:

1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100 مرتبہ

2۔سورۃ القریش۔۔۔500 مرتبہ

3۔1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔100 مرتبہ

ختمِ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ:

1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔7 مرتبہ

2۔حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔۔۔100 مرتبہ

3۔1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔7 مرتبہ

ختمِ خضر علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام:

1۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔ 7مرتبہ

2۔وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔۔۔ 100مرتبہ

3۔درود شریف(مذکورہ)۔۔۔ 7مرتبہ

اللھم یا قاضی الحاجات۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا حلل المشکلات۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا کافی المھمات۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا دافع البلیات۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا شافی الامراض۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا رافع الدرجات۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا مجیب الدعوات۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا ھادی المضلین۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا امان الخائفین۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا دلیل المتحیرین۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا ارحم العاصین۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا منجی الغرقیٰ۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا منقذ الھلکیٰ۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا مسبب الاسباب۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا مفتح الابواب۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا خیرالناصرین۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا خیرالرازقین۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا خیرالفاتحین۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا ارحم الراحمین۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا اکرم الاکرمین۔۔۔ 100مرتبہ

اللھم یا غیاث المتغیثین۔۔۔ 100مرتبہ

اغثنا بفضلك و کرمك یا ارحم الراحمین۔۔۔ ایك مرتبہ

اس کے بعد ایک مجوّد قاری سے سورۃ نبا(عم یتسآءلون) کی تلاوت سنتے تھے اور جمعہ کے دن عصر کے بعد سورۃ نبا(عم یتسآءلون) کے بعد سورۃ الکھف کی تلاوت بھی سنتے تھے مع الخلفاء والمریدین۔ پھر اذانِ مغرب تک نعت خوانی اور ذکر و توجہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

نمازِ مغرب کو قصار مفصل کے ساتھ جامع مسجد میں باجماعت پڑھاتے تھے۔ پھر گھر تشریف لے جاتے اور چھ رکعات صلوٰۃ اوابین ادا کرتے تھے۔ پھر سورۃ یٰسین اور سورۃ واقعہ کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر خانقاہ شریف میں آتے اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھتے جن میں مقیمین بھی شامل ہوتے تھے۔ سب مل کر کھانا کھاتے تھے۔ پھر ہاتھ دھونے کے بعد نمازِ عشاء تک توجہ، صحبت، ذکر، طریقت کے اہم مسائل اور مقامات، آدابِ طریقت کی تعلیم، اخلاقِ حمیدہ کی تلقین، حب للہ اور بغض فی اللہ کی تائید، اخلاقِ رزیلہ سے اجتناب کی تعلیم، شریعتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کی تلقین، عقائدِ باطلہ کی تردید، مذہبِ حنفی کی تائید، سابقہ مشائخ کی تعجب انگیز اور نصیحت آموز واقعات، مصائب اور مشکلات پر صبر کی تلقین، استقامت علی الشریعت، جمع بین الشریعت والطریقت اور اتباعِ سنت کی تاکید وغیرہ جیسے مختلف موضوعات پر مختلف مواقع پر علیٰ حسبِ مقتضیٰ الحال کافی وشافی اور مدلل بحث ہوتی تھی جس میں متعدد علمائے عظیم بھی تشریف فرما ہوتے تھے۔

مغرب کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد عشاء کی اذان ہوتی تھی اور وقتِ مستحبہ پر رات کے ثلث اوّل کے اختتام سے پہلے نمازِ عشاء جامع مسجد میں باجماعت اوسات مصفل کے ساتھ پڑھتے تھے۔ نماز وتر کے بعد دو دفعہ آہستہ اور تیسری دفعہ بلند آواز سے سبحان الملك القدوس پڑھتے تھے۔ پھر آیۃ الکرسی، کلمہ تمجید، کلمہ توحید وغیرہ اذکارِ مسنونہ کے بعد تین بار دعا مانگتے تھے جو کہ مسنون اور مستحب امر ہے۔ اس کے بعد مجوّد قاری سے سورۃ ملک کی تلاوت سنتے تھے اور سورۃ الم سجدہ گھر میں تلاوت کرتے تھے۔ اگر جمعہ کی شب ہوتی تو نماز عشاء کے بعد توجہ، ذکر و صحبت، بیعت و نعت خوانی

اور تلقینِ اسباق کا سلسلہ شروع ہوتا تھا اور کافی دیر تک جاری رہتا۔ پھر آپ علیہ الرحمۃ گھر جاکر طریقۂ نقشبندیہ کے چھتیس مراقبات کرتے۔

طریقۂ چشتیہ کے چار اسباق دہراتے تھے

یعنی: ھُوَ اللہ ھُوَ ھُوَاللہ اور اَنْتَ الھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوَ

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ میں حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے خواب دیکھا تھا جس میں روزانہ چھ ہزار بار درود شریف پڑھنے کا حکم ملا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں علی الدوام بلاناغہ چھ ہزار مرتبہ درود شریف آپ علیہ الرحمۃ کے روزانہ کا معمول تھا اور جب مسترشدین کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی، ان کی تربیت وارشاد بھی آپ کی ذمہ داری بن گئی تو اس کی وجہ سے یہ معمول کبھی ادا کرتے تھے اور کبھی رہ جاتا تھا۔

اس کے علاوہ قادریہ شریف کے اسباق روزانہ پڑھتے تھے جو کہ درج ذیل ہیں۔

استغفار۔۔۔313 بار (خارج از اسباق برائے تزکیۂ نفس)

1۔ کلمہ طیبہ۔۔۔1000 مرتبہ

2۔ الا اللہ۔۔۔1000 مرتبہ

3۔ اسمِ ذات (یعنی اللہ)۔۔۔1000 مرتبہ

4۔ ھو۔۔۔1000 مرتبہ

5۔ مراقبہ۔۔۔ نمازِ عصر اور نمازِ مغرب کے بعد جس میں مدینہ منورہ کی طرف منہ کرکے سانس بند کرکے بیٹھنا ہوتا ہے، قلب میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اپنے قلب کو نبی اکرم ﷺ کے قلب مبارک کے بالمقابل تصور کرکے نور حاصل کرنا ہوتا ہے (چار رکعات نماز کی مقدار)

6۔ اللہ ھو۔۔۔ ہزار مرتبہ

7۔ ھو اللہ۔۔۔ ہزار مرتبہ

8۔ انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو۔۔۔ ہزار مرتبہ

9۔(درود شریف)اللھم صلی علی محمد وآلہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک۔۔۔ہزار مرتبہ

اس کے علاوہ طریقہ عالیہ سہروردیہ کے اسباق پڑھنا بھی آپ علیہ الرحمۃ کے روزانہ کے معمولات میں سے تھا۔

طریقہ سہروردیہ کے اسباق بعینہٖ طریقہ قادریہ کے اسباق کی طرح ہیں، ترتیب بھی وہی ہے اور تعداد بھی۔ صرف مراقبہ میں فرق ہے کہ قادریہ شریف کا مراقبہ پانچ منٹ کا ہے جبکہ سہروردیہ شریف کا مراقبہ کم از کم بیس منٹ ہے اور اکثر کی کوئی حد نہیں ہے۔علاوہ ازیں آپ علیہ الرحمۃ طریقہ عالیہ نقشبندیہ شریف کے تمام اسباق کے ساتھ ساتھ نفی اثبات بھی کرتے تھے(جو کہ حبسِ دم کے ساتھ زبانِ حال سے کیا جاتا ہے)

سالانہ محافل:

سال میں تین راتیں ضرور بالضرور شب بیداری کرتے تھے۔

1۔بارہ ربیع الاوّل کی رات

2۔پندرہ شعبان کی رات

3۔ستائیس رمضان کی رات

بارہ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ مناتے تھے

نو شوال کو اپنے شیخ مبارک مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مناتے تھے

اور 28 صفر کو امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مناتے تھے(جس کا اُس مبارک ہستی نے سالکین کو خواب اور کشوف میں امر کیا تھا کہ سیف الرحمٰن (سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ) سے کہو کہ میرا عرس منائے)

سلاسلِ اربعہ کے اسباق کی ترتیب و تفصیل

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ جب کسی مرید کو بیعت کرتے تو ایک خاص ترتیب کے ساتھ اس کو چاروں سلاسل کے اسباق کی تلقین فرماتے۔ سب سے پہلے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ (مجدّدیہ سیفیّہ) کے اسباق کی تلقین فرماتے۔ اس کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ، پھر سلسلہ عالیہ قادریہ، اور آخر میں سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے اسباق کی تلقین فرماتے جس کی ترتیب و تفصیل درج ذیل ہے

ابتدائی سات اذکار (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ):

پہلا ذکر قلبی:

خواجہ خواجگان سلطان الاولیاء، یکتائے زمانہ، حضرت علامہ مجمع البحرین اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم وفیوضاتہم مریدین کو پہلا ذکر "قلبی" دیتے ہیں۔ اس لطیفہ کا رنگ زرد ہے اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ ذکر اس طرح دیا جاتا ہے کہ شہادت والی انگلی مقامِ قلب پر (جو کہ بائیں پستان کے دو انگل نیچے ہے) رکھتے ہوئے زبان سے تین بار اسم ذات "اللہ" تلقین کرتے ہیں، پھر زبان بند کرواتے ہیں۔ سالک ذکر میں مشغول رہتا ہے اور شیخ کامل مکمل اس کو توجہ کرتا ہے (توجہ کہتے ہیں اپنی قلبی طاقت کو دوسرے کے قلب پر ڈالنا) یہاں تک کہ اس کا لطیفہ قلب ذاکر ہو جاتا ہے۔ اس دورانیہ میں صفات فعلیہ سے تجلی ہوتی ہے اور ستر ہزار حجابات جو کہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان نور و ظلمت کے ہیں، ان میں سے دس ہزار حجابات رفع ہو جاتے ہیں۔ سالک قرب بلا کیف سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ یہ لطیفہ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے، تو سالک ان کی ولایت سے حصہ پاتا ہے اور لطیفہ قلب میں صفائی پیدا ہونے کے بعد ایک دوسرا لطیفہ نظر آ جاتا ہے جو کہ لطیفہ روح (اصل الاصل) ہے۔ ماسوا اللہ تعالیٰ کے نسیان اور ذات حق کے ساتھ محویت لطیفہ قلب کے ذاکر ہونے کی تاثیر ہے۔ لطیفہ قلب کا حرکت کرنا دافع

غفلت اور دافع شہوت ہے۔

دوسرا ذکر روحی:

یہ ذکرِ قلبی کے جاری ہونے کے بعد دیتے ہیں۔ لطیفہ روح کا رنگ سرخ ہے اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اس کا مقام سینۂ انسان میں دائیں پستان کے دو انگل نیچے کی جانب مائل بہ پہلو ہے اس کا ذکر بھی "اللہ" ہے۔ سالک اس لطیفہ میں بھی ذکر کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر حالت میں مشغول رہتا ہے اور شیخ مبارک اس کو توجہ دیتا ہے یہاں تک کہ یہ لطیفہ بھی ذاکر ہو جاتا ہے اور سالک پر صفاتِ ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ سے تجلی ہوتی ہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار حجابات مزید رفع ہو جاتے ہیں۔ اور سالک قُربِ بلا کیف سے قریب ہو تا جاتا ہے۔ یہاں سالک حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی ولایت سے حصہ لیتا ہے۔ اور جب یہ لطیفہ ذاکر ہو جائے اور اس میں صفائی پیدا ہو جائے تو اس میں تیسرا لطیفہ نظر آ جاتا ہے جو کہ لطیفہ سِر ہے جو کہ اصل اصل الاصل ہے۔ ذکرِ روحی کی تاثیر اسم ذات کی صفاتی تجلیات کا ظہور ہے۔ اس لطیفہ کی حرکت سے غصہ و غضب کی کیفیت میں اعتدال اور طبیعت میں سکون پیدا ہو تا ہے۔

تیسرا ذکر سرّی:

لطیفہ سِر کا رنگ سفید ہے اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ یہ ذکر لطیفہ روحی کے جاری ہونے کے بعد دیتے ہیں اس کا مقام بائیں پستان کے دو انگل اوپر مائل بہ بائیں ہاتھ ہے۔ اس کا ذکر بھی "اللہ" ہے۔ اس کا اثر اللہ تعالیٰ کے شیونات اور اعتبارات کا ظہور ہے۔ یہ مشاہدہ اور دیدار کا مقام ہے (صاحب کشف کے لئے)۔ حرص کا خاتمہ ہو تا ہے، دینی معاملات میں فیاضی اور فکر آخرت کی بیداری پیدا ہوتی ہے۔ اس لطیفہ کے ذاکر ہونے کے ساتھ ساتھ سالک شیونات سے تجلی

لیتاہے اور یہ لطیفہ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اس لئے سالک ان کی ولایت سے اس میں حصہ لے لیتاہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار حجابات یہاں بھی اٹھ جاتے ہیں اور سالک قرب کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔اس لطیفہ کے صیقل ہونے کے بعد ایک اور لطیفہ نظر آجاتا ہے جو کہ لطیفہ خفی ہے(جو کہ اصل اصل اصل الاصل ہے)۔

چوتھا ذکر خفی:

چوتھا ذکر خفی ہے۔لطیفہ خفی کا رنگ سیاہ ہے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔یہ ذکر سری کے جاری ہو جانے کے بعد دیتے ہیں۔ذکر خفی کا مقام دائیں پستان کے بالکل برابر میں دو انگشت اوپر ہے۔یہ ذکر بھی اسم جلالت "اللّٰہ" کا ہے۔اس لطیفہ میں سالک ذکر کرتا ہو اصفات سلبیہ کی تجلیات سے بہرہ ور ہوتا جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولایت سے حصہ لے لیتا ہے۔ساتھ ساتھ ستر ہزار حجابات میں سے مزید دس ہزار حجابات اور بھی اٹھتے جاتے ہیں اور سالک قرب بلا کیف سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے۔یہاں تک کہ اس لطیفہ میں ایک اور لطیفہ نظر آجاتا ہے جو کہ لطیفہ اخفیٰ(اصل اصل اصل الاصل) ہے۔جس طرح کہ ایک آئینہ دوسرے آئینہ کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے اور اس میں اس کا عکس نظر آتا ہے۔اس لطیفہ کے ذاکر ہونے کا اثر یہ ہے کہ حسد، بخل، کینہ، غیبت وغیرہ سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

پانچواں ذکر اخفیٰ:

لطیفہ اخفیٰ کا رنگ سبز ہے اور یہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زیر قدم ہے۔یہ خفی کی پختگی کے بعد دیا جاتا ہے اس کا مقام لطیفہ سری اور خفی کے بالکل درمیان اور برابر میں ہے۔اس کا ذکر بھی "اللّٰہ" ہے۔جب سالک ذکر کرتا رہے اور شیخ سے توجہ لیتا رہے تو یہ لطیفہ بھی ذاکر ہو جاتا ہے۔ذاکر ہونے کے ساتھ شانِ جامع سے تجلی لیتاہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار اور

حجابات قطع ہو جاتے ہیں۔ سالک اور بھی قریب ہو جاتا ہے اور یہ لطیفہ چونکہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زیر قدم ہے لہٰذا سالک ان کی ولایت سے حصہ لیتا ہے۔ اس لطیفہ کے ذاکر ہو جانے کا اثر یہ ہے کہ سالک تکبر، فخر و غرور اور خود پسندی وغیرہ سے نجات اور حضور و اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس لطیفہ میں سالک کو اپنا نفس نظر آ جاتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ یہاں سالک پر عارف کا اطلاق ہو جاتا ہے۔

چھٹا ذکر نفسی:

ذکر اخفٰی جاری ہونے کے بعد نفسی ذکر دیا جاتا ہے۔ نفس پورے جسم میں پھیلا ہوا ایک لطیف جسم ہے جو کہ اس کثیف جسم میں ساری ہے، اور مشائخ عظامؒ اس کا مرکز پیشانی کے اوپر بال اُگنے کی جگہ پر بتاتے ہیں اور اسکے نور کا رنگ خاکی ہے۔ اس کا ذکر بھی "اللہ" ہے۔ لطیفہ نفس میں ذکر کرتے ہوئے سالک نفس کو امّارگی سے اطمینان و راضیت و مرضیت کی طرف لے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نفس مطمئنہ ہونے کے بعد راضیہ و مرضیہ بن جاتا ہے اور ستر ہزار حجابات میں سے دس ہزار حجابات اور بھی قطع ہو جاتے ہیں۔

ساتواں ذکر قالبی:

لطیفہ قالبی کا رنگ آتش نما ہے۔ اس ذکر کو سلطان الاذکار بھی کہا جاتا ہے اور ذکر قالبی بھی۔ اس کا مقام سَر کے اوپر والی جانب، بالکل درمیان میں ہے لیکن فیض پورے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اس کا ذکر بھی "اللہ" ہے۔

لطائف کی عالم امر و عالم خلق کے اعتبار سے تقسیم: جہاں جہاں مقامات اذکار ہیں انہیں اہل نقشبندیہ لطائف کہتے ہیں اور ان سات لطائف میں پہلے پانچ، یعنی سینے والے لطائف (قلب، روح، سِر، خفی،

اخفٰی) کو عالمِ امر سے موسوم کیا جاتا ہے اور باقی دو کو جو آخری ہیں، لطائفِ عالمِ خلق کہتے ہیں۔

عالم کبیر اور عالم صغیر دونوں میں عالم کا جو حصہ اللہ جل مجدہ کے امرِ کن سے وجود میں آیا جس کی تخلیق میں وقت نہیں لگا، عالمِ امر کہلاتا ہے۔ جس حصے کی تخلیق میں وقت لگا جیسے زمین و آسمان کی خلقت میں چھ دن لگے (خلق السموات والارض فی ستۃ ایام) تو وہ عالم خلق کہلاتا ہے۔

لطائف کے انوار :

لطیفہ قلبی کا نور سرخ اور روحی کا زرد ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ اس کے برعکس، یعنی قلبی کا زرد اور روحی کا سرخ بتاتے ہیں۔ لطیفہ سر کا نور سفید ہوتا ہے، اور لطیفہ خفی کا نور سیاہ، لطیفہ اخفٰی کا نور سبز ہوتا ہے جبکہ لطیفہ نفسی کا خاکی ہوتا ہے۔

ذکر نفی اثبات (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ):

لطائف کے اذکار جاری ہونے اور اچھی طرح پختہ ہونے کے بعد ذکر نفی اثبات دیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بالکل اطمینان کے ساتھ ماسویٰ اللہ کو باطن سے مٹا کر بیٹھ جائے اور رابطہ ءشیخ کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ذکر کرے، اس طرح کہ سانس بند کر کے لفظ " لَا " کو تصور کے ساتھ ناف سے اُٹھا کر سر کی آخری حد یعنی قابلی تک لے جائے اور لفظ " اِلٰہَ " کو پورے خیال کے ساتھ دائیں کندھے پر لے جائے اور تصوّر میں ماسویٰ اللہ کو نیچے پھینک دے اور لفظ " اِلَّا اللہ " کے ساتھ دل پر شدّت سے ضرب لگائے۔ یہاں تک کہ ذکر کی حرارت کا اثر تمام عالمِ امر کے لطائف میں ظاہر ہو۔ یعنی لفظ " لَا " کے ساتھ باطن سے ماسویٰ اللہ کو اُٹھا کر اور لفظ " اِلٰہَ " کے ساتھ سیدھے کندھے کی جانب نیچے پھینک دے۔ اور لفظ " اِلَّا اللہ " کے ساتھ اپنے قلب میں تصوّر " اللہ " کو باقی رکھے۔ جب سانس میں سالک دقت محسوس کرے تو سانس کو طاق عدد پر خالی

کر دے۔ یعنی اگر وہ حبس دم میں نفی اثبات کا ذکر دس مرتبہ کر چکا ہے اور سانس میں تنگی محسوس کرنے لگا ہے تو گیارہ پر سانس کو خالی کر دے۔ یعنی طاق عدد پر سانس چھوڑ دے اور بہ زبانِ حال **محمد رّسول الله** ﷺ پڑھے اور سانس کھولنے کے بعد یہ دعا پڑھے:- **اِلٰهِي اَنْتَ مَقْصُوْدِيْ وَ رِضَاكَ مَطْلُوْبِيْ اَعْطِنِيْ مَحَبَّةَ ذَاتِكَ وَ مَعْرِفَةَ صِفَاتِكَ** ہر بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے ساتھ تصور میں ہی **لا معبود الّا الله**، **لا مقصود الّا الله**، **لا موجود الّا الله**، **لا مطلوب الّا الله** (ان چاروں) میں سے کسی ایک کا معنی دل میں حاضر رکھے (ابتداء میں معبود اور مقصود کا تصور زیادہ رکھے تا کہ وحدت الوجود کی طرف میلان نہ ہو) لیکن یاد رکھے کہ مذکورہ آٹھوں اذکار میں زبان بند رہے گی اور یہ سارے اذکار تصور سے کرنے کے ہیں۔ ایک بار پھر بتاتے چلیں کہ نفی اثبات میں ان باتوں کا خیال رکھیں:

۱) سانس بند رہے۔

۲) معنی دل میں حاضر رکھ کر مذکورہ بتلائے ہوئے طریقہ سے تصور قائم رکھے۔

۳) تعداد کا خیال رکھے کہ جب سانس کھولنا ہو تو طاق عدد پر ہی کھولے کیونکہ **ان الله وتر و یحب الوتر** (اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے)۔

۴) سانس چھوڑتے وقت **محمد رّسول الله** ﷺ تصوّر سے پڑھے۔

نفی اثبات میں زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے، کہ اس سے کافی حد تک مقامات طے ہو جاتے ہیں اور افادہ و استفادہ کی قوّت کافی حد تک نفی اثبات سے بڑھتی ہے۔ یعنی آدمی میں نفی اثبات کی کثرت سے دوسرے کو فیض پہنچانے اور دوسرے سے فیض حاصل کرنے کی قوّت کافی حد تک پیدا ہوتی ہے۔ نفی اثبات کے پختہ ہونے کے بعد مراقبات دیئے جاتے ہیں اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ میں کُل چھتّیس (۳۶) مراقبات ہیں۔

تعارفِ مراقبات (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ):

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ میں کل چھتّیس مراقبات مروّج ہیں۔ مراقبہ کا معنی انتظارِ فیض کرنا ہے۔ لہٰذا مراقبہ میں فیضِ الٰہی کے انتظار میں سکون واطمینان کے ساتھ بیٹھنا ہوتا ہے۔ اور مراقبات کرتے وقت حضرت مرشدنا ووصلنا الی اللہ اخندزادہ سیف الرّحمٰن صاحب (سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ) کا فرمان ہے کہ فارسی زبان میں ہی نیتِ مراقبہ کرکے بیٹھنا زیادہ فیض کا باعث ہوتا ہے۔ مراقبات شروع کرنے سے پہلے چند شرائط ہیں جن پر عمل کرنے سے مراقبہ میں زیادہ سے زیادہ سرور وتسکین ولذت ملتی ہے جو درجِ ذیل ہے۔

شرائطِ مراقب ومراقبات:

۱) منجملہ اس کے مراقب کو چاہیے کہ وقتِ مراقبہ طہارتِ کامل رکھتے ہوئے بالکل یکسوئی کے ساتھ متوجّہ ہوکر فیضانِ الٰہی کا منتظر رہے اور علاوہ مقصود کے ہر طرف سے اپنی توجّہ ہٹادے۔

۲) یہ مراقبات ایسے شخص کے لئے سود مند ہیں اولاً جس کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کی آراء کے مطابق بالکل صحیح ہو اور شیخِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرکے تابع ہوچکا ہو اور کسی کامل و مکمل مرشد سے مراقبات کا اذن لے چکا ہو۔

۳) یہ مراقبات اس وقت تجویز کئے جائیں گے جب سالک کے لطائف عالمِ امر و عالمِ خلق میں مرشدِ کامل مکمل کی صحبت سے حیات پیدا ہوچکی ہو اور ذکرِ الٰہی اس میں جاری ہوچکا ہو۔ اور نفی اثبات کا جس طور پر کہ لازم ہے عامل ہوچکا ہو۔ اس کے بعد اگر اس میں استعداد ہو تو مراقبات شروع کرائے جائیں۔

۴) تعداد توقفِ ایام ہر مراقبہ میں مرشد موصوف کے اذن پر موقوف ہے ورنہ

ہر آن کاری کہ بے اُستاد باشد
یقین می دان کے بے بنیاد باشد

۵) ہر مراقبہ کے الگ الگ آثار اور کیفیات ہوتے ہیں۔ مراقب کو چاہیئے کہ متابعتِ سنن اور آدابِ طریقت کا صحیح پابند رہے۔ آداب اور سنّتِ مصطفوی (علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام) کی کسی وقت مخالفت نہ کرے کیونکہ اس باب میں نہایت کوشش اور احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ اگر کچھ سستی محسوس ہو تو اپنی تقصیرات کی طرف متوجّہ ہو کر معافی مانگ لینی چاہیئے کیونکہ

ہر چہ ہست از قامت ناساز بی ہموار ماست
ورنہ تشریف تو بر بالائی کس کوتاہ نیست

۶) مراقبہ کرتے وقت اس طور پر بیٹھنا چاہیئے کہ اگر اس دوران نیند طاری ہو جائے تو وضو کی تجدید کی ضرورت نہ پڑے، یعنی قعدے کی حالت میں دوزانوں ہو کر یا چہار زانوں (آلتی پالتی) ہو کر بیٹھے۔ اس لئے کہ مراقبہ نیند کی کیفیت رکھتا ہے، جیسا کہ بحر العلوم شرح فقہ اکبر میں کراماتِ اولیاء کی بحث میں صراحت کے ساتھ فرمایا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے وہاں رجوع کریں۔
۷) اگر دورانِ مراقبہ کچھ واقعات دیکھنے میں آجائیں تو اپنے مرشد کے حضور میں ذکر کرنا چاہیئے۔ خصوصاً عالم امر کے ظہور میں کہ اس مقام میں بیچونیت کا شائبہ دیکھا جاتا ہے۔ اپنے کو بیچون دیکھنے پر کہیں فریفتہ نہ ہو جائے۔ بہت سے سادہ لوح افراد اس وادی میں پھنسے ہوئے ہیں۔
۸) مراقب کو چاہیئے کہ جس مراقبہ میں جتنے دن کرنے پر معمور کیا گیا ہے، اس میں سستی نہ کرے
۹) مراقبات کی نیّت یاد کرنی چاہیئے۔ تمام مقامات، منازل اور کیفیاتِ سیر و سلوک سے واقفیت رکھنا چاہیئے۔
۱۰) سالک کے سلوک کرنے کے لئے کام کسی کامل و مکمل شیخ کی توجہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر ایسا

شخص مراقبہ کرے جو کہ لطائف کی کچھ اطلاع نہ رکھتا ہو، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ ہر جاہل و کاہل و کہن سال کے بود لائق شیخیت و اقبال

۱۱) طالب کو چاہیئے کہ ہر وقت مرشد کے بسط کا منتظر رہے اور ان کی توجہات سے نفع وافر حاصل کرے، یہاں تک کہ ولایتِ صغریٰ (جس کی ابتداء مراقبہ ٔ معیّت سے ہوتی ہے) کے مقام سے گزار دیا جائے۔ اس لئے کہ یہ گزر گاہ نہایت تنگ ہے۔ بہت سے لوگ اس مقام میں متمرکز ہو چکے ہیں جو اپنی جان اور اپنے عروجات تک کی خبر نہیں رکھتے۔ اور وحدت الوجود کے قائلین بھی اس مقام میں "انا الحق" پر قرار پکڑے ہوئے ہیں۔ اسی باب میں حضرت مرشد کی توجہ کی تاثیر کبریت احمر ہے کہ ان کی توجہ کی برکت سے لوگ بجلی کی طرح اس مقام سے گزر جاتے ہیں۔ اور دائرہ ولایتِ کبریٰ میں پہنچ جاتے ہیں اور طالب حیران رہ جاتا ہے اور وحدت الوجود کے مقام سے گزرنا نہایت دشوار ہے۔ اور تنگیِ راستہ سے مراد بھی یہی دشواری ہے۔

۱۲) مراقبات کی نیتیں زبانِ حال سے کہی جائیں نہ کہ زبانِ قال سے۔

نیت وقوفِ مراقبات (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ):

۱) نیت مراقبہ وقوفِ قلب:

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفۂ قلبی مَن بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے لطیفہ قلبی پر فیض آرہا ہے

۲) نیت مراقبہ وقوفِ روح:

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ روحی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے لطیفہ روحی پر فیض آرہا ہے

۳) نیت مراقبہ وقوفِ سِر:

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ سری من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے لطیفہ سری پر فیض آرہا ہے۔

۴) نیت مراقبہ وقوفِ خفی:

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ خفی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے لطیفہ خفی پر فیض آرہا ہے۔

۵) نیت مراقبہ وقوفِ اخفیٰ:

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ اخفائے من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے لطیفہ اخفیٰ پر فیض آرہا ہے۔

٦) نیت مراقبہ وقوفِ نفسی:

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے لطیفہ نفسی پر فیض آرہا ہے۔

۷) نیت مراقبہ وقوفِ قالبی:

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطیفہ قالبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے لطیفہ قالبی پر فیض آرہا ہے۔

۸) نیت مراقبہ وقوفِ خمسۂ عالمِ امر:

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے عالم امر کے

پانچوں لطائف پر فیض آرہاہے۔

۹) نیت مراقبہ وقوفِ خمسہ ٗعالمِ خلق:

فیض می آید از ذات بیچون بہ لطائف خمسہ عالم خلق من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے فیض مشائخِ عظام کے وسیلے سے میرے عالم خلق کے پانچوں لطائف میں آرہاہے۔

۱۰) نیت مراقبہ وقوفِ مجموعہ ٗ لطائفِ عالمِ امر وعالمِ خلق:

فیض می آید از ذات بیچون بہ مجموعہ لطائف عالمِ امر وعالمِ خلقِ من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے عالمِ امر اور عالمِ خلق کے تمام لطائف پر فیض آرہاہے۔

۱۱) نیت مراقبہ احدیت:

فیض می آید از ذات بیچون کہ جامع جمیع صفات وکمالات است ومنزّہ از جمیع عیوب ونقصانات است و بی مثل است بہ لطیفہ قلبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے، جو تمام صفات وکمالات کی جامع ہے اور تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے، پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے، میرے لطیفہ قلبی پر فیض آرہاہے۔

نیت اصولِ مراقبات

۱۲) نیت مراقبہ اصل قلب:

الٰہی قلب من بمقابل قلب نبی علیہ السّلام، آن فیض تجلّائی صفات فعلیہ خود کہ از قلبِ نبی علیہ السّلام بہ قلبِ آدم علیہ السّلام رسانیدہ بہ قلبِ من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

وقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: اے اللہ میرا لطیفہ قلب رسول ﷺ کے لطیفہ قلب کے بالمقابل ہے تیری صفات فعلیہ کا فیض جو رسول ﷺ کے لطیفہ قلب سے حضرت آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب پر وارد ہوا، اس فیض سے میرے لطیفہ قلب پر بھی القاء فرما، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۱۳) نیت مراقبہ اصل روح :

الٰہی روح من بمقابل روح نبی علیہ السّلام، آن فیض تجلّائی صفات ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ خود کہ از روح نبی علیہ السّلام بہ روح ابراہیم ونوح علیہما السّلام رسانیدہ بہ روحِ من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: اے اللہ میرا لطیفہ روح رسول ﷺ کے لطیفہ روح کے بالمقابل ہے تیری صفات ثمانیہ ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ کا فیض جو رسول ﷺ کے لطیفہ روح سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے لطیفہ روح پر وارد ہوا، اس فیض سے میرے لطیفہ روح پر بھی القاء فرما، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۱۴) نیت مراقبہ اصل سِرّ:

الٰہی سر من بمقابل سر نبی علیہ السّلام، آن فیض تجلّائی صفات شیوناتِ ذاتیہ خود کہ از سر نبی علیہ السّلام بہ سر موسیٰ علیہ السّلام رسانیدہ بہ سر من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: اے اللہ میر الطیفہ سِر رسول ﷺ کے لطیفہ سِر کے بالمقابل ہے تیری صفات شیوناتِ ذاتیہ کا فیض جو رسول ﷺ کے لطیفہ سِر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ سِر پر وارد ہوا، اس فیض سے میرے لطیفہ سِر پر بھی القاء فرما، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۱۵) نیت مراقبہ اصل خفی:

الٰہی خفی من بمقابل خفی نبی علیہ السّلام، آن فیض تجلّائی صفات سلبیہ خود کہ از خفی نبی علیہ السّلام بہ خفی عیسیٰ علیہ السّلام رسانیدہ بہ خفی من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: اے اللہ میر الطیفہ خفی رسول ﷺ کے لطیفہ خفی کے بالمقابل ہے تیری صفات سلبیہ کا فیض جو رسول ﷺ کے لطیفہ خفی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ خفی پر وارد ہوا، اس فیض سے میرے لطیفہ خفی پر بھی القاء فرما، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۱۶) نیت مراقبہ اصل اخفیٰ:

الٰہی اخفائے من بمقابل اخفائے نبی علیہ السّلام، آن فیض تجلّائی شان جامع خود کہ بہ اخفائے نبی علیہ السّلام رسانیدہ بہ اخفائے من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: اے اللہ میر الطیفہ اخفٰی رسول ﷺ کے لطیفہ اخفٰی کے بالمقابل ہے تیری صفات شانِ جامع کا فیض جو رسول ﷺ کے لطیفہ اخفٰی پر وارد ہوا، اس فیض سے میرے لطیفہ اخفٰی پر بھی القاء فرما، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۱۷) نیت مراقبہ معیت:

فیض می آید از ذات بیچون کہ ہمراہ است ہمراہ من و ہمراہ جمیع ممکنات بلکہ ہمراہ ہر ذرّہ از ذرّاتِ ممکنات بہمراہی بیچون بمفہومِ ایں آیہ کریمہ وھو معکم اینما کنتم بہ لطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل سے، جو کہ ساتھ ہے، میرے ساتھ اور تمام ممکنات کے ساتھ بلکہ ممکنات کے ذرات میں سے ہر ایک ذرہ کے ساتھ ہے، معیتِ بے مثل کے ذریعے، اس آیتِ کریمہ کے مطابق "وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو" پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے عالم امر کے پانچوں لطائف میں فیض آرہا ہے۔

۱۸) نیت مراقبہ اقربیت:

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اسماء وصفات است کہ نزدیک تر است از من بہ من واز رگِ گردن من بمن بہ نزدیکی بلا کیف بمفہوم این آیہ کریمہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید بہ لطیفہ نفسی من باشرکت لطائفہ خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذات بے مثل کی طرف سے، جو کہ اصلِ اسماء وصفات ہے، کہ نزدیک تر ہے میرے مجھ سے بھی زیادہ اور میری رگِ گردن سے بھی زیادہ میرے نزدیک ہے، نزدیکی بلا کیف کے ذریعے، اس آیتِ کریمہ کے (مفہوم کے) مطابق: اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں، پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے میرے لطیفہ نفسی پر، باشرکت عالم خلق کے پانچوں لطائف، فیض آرہا ہے۔

۱۹) نیت مراقبہ محبت اول:

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست می دارد مرا و من دوست میدارم اورا مفہوم این آیہ کریمہ یحبّھم ویحبّونہ خاص بہ لطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذاتِ بے مثل سے، جو کہ اصلِ اصلِ اسماء وصفات ہے، کہ بمطابق اس آیتِ کریمہ: اللہ ان

سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں، بالخصوص میرے لطیفہ نفسی میں فیض آرہا ہے بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۲۰) نیت مراقبہ محبت دوم:

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست میدارد مرا و من دوست میدارم اورا بمفہوم ایں آیہ کریمہ **یحبّھم و یحبّونه** خاص بہ لطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذاتِ باری تعالیٰ سے، جو کہ اصلِ اصلِ اصلِ اسماء وصفات ہے، کہ بمطابق اس آیتِ کریمہ: اللہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں، بالخصوص میرے لطیفہ نفسی میں فیض آرہا ہے بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۲۱) نیت مراقبہ دائرہ قوسی:

فیض می آید از ذات بیچون کہ اصل اصل اصل اسماء وصفات است و دائرہ قوسیست کہ دوست میدارد مرا و من دوست میدارم اورا بمفہوم ایں آیہ کریمہ **یحبّھم و یحبّونه** خاص بہ لطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔۔روز

ترجمہ: ذاتِ بے مثل سے، جو کہ اصلِ اصلِ اصلِ اسماء وصفات ہے اور دائرہ قوسی کی منشاء ہے، بمطابق اس آیتِ کریمہ: اللہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں، بالخصوص میرے لطیفہ نفسی میں فیض آرہا ہے بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۲۲) نیت مراقبہ اسم ظاہر:

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسمی باسمِ ظاھر است بمفہوم ایں آیہ کریمہ **ھو الاوّل والأخر والظاھر والباطن وھو بکل شیئٍ علیم** خاص بہ لطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذاتِ بے مثل سے جو کہ اسم ظاہر سے مسمی ہے، بمطابق اس آیتِ کریمہ: وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے، پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے وسیلے سے بالخصوص میرے لطیفہ نفسی میں فیض آرہا ہے۔

۲۳) نیت مراقبہ اسم باطن:

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسمی باسمِ باطن است کہ منشاء ولایت علیا است کہ ولایت ملاء الاعلٰی است بمفہوم ایں آیہ کریمہ هو الاوّل والاٰخر والظاهر والباطن وهو بكل شيءٍ عليم بعناصر ثلٰثہ من کہ آب و باد و نار است بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذاتِ بے مثل سے، جو کہ اسم باطن سے مسمی ہے، بمطابق اس آیتِ کریمہ: وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے، بالخصوص میرے تین عناصر جو کہ پانی، ہوا اور آگ میں فیض آرہا ہے بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۲۴) نیت مراقبہ کمالات نبوّت:

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات نبوت است بہ عنصر خاک من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذاتِ بے مثل سے، جو کہ کمالاتِ نبوت کی منشاء ہے، میرے عنصرِ خاک میں فیض آرہا ہے بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۲۵) نیت مراقبہ کمالات رسالت:

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات رسالت است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذاتِ بے مثل سے، جو کہ کمالاتِ رسالت کی منشاء ہے، میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۲۶) نیت مراقبہ کمالات انبیاء اولوالعزم:

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات انبیاء اولوالعزم است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذاتِ بے مثل سے، جو کہ انبیاء اولوالعزم کی منشاء ہے، میرے ہیئتِ وحدانی میں فیض آرہا ہے بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۲۷) نیت مراقبہ حقیقت کعبہ ربّانی:

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسجود جمیع ممکنات است و منشاء حقیقتِ کعبہِ ربّانی است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذاتِ بے مثل سے، جو کہ تمام ممکنات کی مسجود ہے اور حقیقتِ کعبہ ربانی کی منشاء ہے، میرے ہیئتِ وحدانی میں فیض آرہا ہے بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۲۸) نیت مراقبہ حقیقت قرآن مجید:

فیض می آید از وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت قرآن مجید است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: حضرت ذاتِ بے چون، جو کہ منشاء حقیقتِ قرآن مجید ہے، کی وسعت سے میرے ہیئتِ وحدانی میں فیض آرہا ہے بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۲۹) نیت مراقبہ حقیقت صلوٰۃ:

فیض می آید از کمال وسعت بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت صلوٰۃ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذاتِ باری تعالیٰ کی وسعتِ کمال سے، جو کہ حقیقتِ صلوۃ کی منشاء ہے، میرے ہیئت وحدانی پر فیض آرہاہے بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۳۰) نیت مراقبہ معبودیت صرفہ:

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ منشاء معبودیت صرفہ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذات حضرت حق تعالیٰ سے، جو کہ منشاء معبودیتِ صرف ہے، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، فیض میری ہیئت وحدانی پر آرہاہے۔

۳۱) نیت مراقبہ حقیقت ابراہیمیؑ:

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محبِ صفات خود است و منشاء حقیقتِ ابراہیمیؑ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذات حضرت حق تعالیٰ سے، کہ محب صفات ہے اور منشاء حقیقتِ ابراہیمی ں ہے، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، فیض میری ہیئت وحدانی پر آرہاہے۔

۳۲) نیت مراقبہ حقیقت موسویؑ:

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محب ذات خود است و منشاء حقیقت موسویؑ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذات حضرت حق تعالیٰ سے، کہ محب ذات ہے اور منشاء حقیقتِ موسوی ں ہے، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، فیض میری ہیئتِ وحدانی میں آرہاہے۔

۳۳) نیت مراقبہ حقیقتِ محمدی (علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام):

فیض می آید از حضرت ذات بیچون کہ محب ذات خود است و محبوب ذات خود است و منشاء حقیقتِ محمد ایست بہ ہیئت وحدانی من بہ واسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذات حضرت حق تعالیٰ سے، کہ خود محب ذات ہے اور خود محبوبِ ذات ہے اور منشاء حقیقتِ محمدی اہے، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، فیض میری ہیئتِ وحدانی میں آرہاہے۔

۳۴) نیت مراقبہ حقیقت احمدی (علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام):

فیض می آید از حضرت ذاتِ بیچون کہ محبوب ذات خود است و منشاء حقیقت احمد ایست بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: ذات حضرت حق تعالیٰ سے، کہ خود محبوبِ ذات ہے اور منشاء حقیقتِ احمدی ہے، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، فیض میری ہیئتِ وحدانی میں آرہاہے۔

۳۵) نیت مراقبہ حبّ صرف:

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء حبّ صرف است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: فیض آرہاہے میری ہیئت وحدانی میں اس ذات بے مچل کی طرف سے جو منشاء حب صرفہ ہے، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

۳۶) نیت مراقبہ لا تعیّن:

فیض می آید از ذات مطلق بیچون کہ موجود است بوجود خارجی و منزّہ است از جمیع تعینات بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

توقف۔۔۔روز

ترجمہ: فیض آرہا ہے میری ہیئت وحدانی میں اس مطلق بیچون ذات کی طرف سے جو وجودِ خارجی کے ساتھ موجود ہے اور ہر قسم کے تعینات سے پاک ہے، بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

اسباق سلسلہ عالیہ چشتیہ سیفیہ:

خواجۂ خواجگان کامل العصر و مکمل الدہر اخندزادہ سیف الرحمن صاحب مبارک رضی اللہ عنہ سلسلۂ نقشبندیہ کے بعد سلسلۂ چشتیہ کے اسباق کی تعلیم دیتے۔ آپ کا طریقہ تعلیم سلسلہ چشتیہ مندرجہ ذیل ہے۔

پہلا سبق (ھو):

آپ مبارک علیہ الرحمۃ سلسلہ چشتیہ کا پہلا ذکر "**ھُوَ**" دیتے۔

طریقہ ذکر:

"**ھُوَ**" لطیفۂ روحی سے تصور کے ساتھ لطیفۂ قلب پر اور پھر دیگر لطائف سے ہوتے ہوئے دوبارہ لطیفۂ روحی پر لانا ہے اور زبان سے بھی کہنا ہے۔ کلمہ "**ھُوَ**" کو تلوار جیسا فرض کرنا ہے اور ماسویٰ اللہ کو باطن سے نکال دینا ہے اور چرخ کی طرح لطائف میں گردش کرنا ہے۔ عروج کے لئے لا تعین تک ایک بلا کیف مینار تصور کرکے اس کے باہر کی جانب عروج کیا جاتا ہے۔ اس سبق میں فیض اسماء و صفات کی تفصیل سے لیا جاتا ہے۔

دوسرا سبق (اللہ ھُوْ):

چشتیہ مبارکہ کا دوسرا ذکر "**اللہ ھُوْ**" ہے۔ اس کو اس طرح پڑھنا چاہئے کہ دونوں الفاظ یعنی لفظ "**اللہ**" کو الگ کر کے ظاہر کریں اور لفظ "**ھُوْ**" الگ کر کے ظاہر کریں کیونکہ یہ دونوں الگ الگ نام ہیں، ان کو ایک نام بنا کر پڑھنا یعنی "**اللہُ**" یا "**اَلّاھُوْ**" پڑھنا درست نہیں ہے۔

طریقہ ذکر: "**اللہ**" کی ضرب لطیفہ قلب پر اور "**ھُوْ**" کی ضرب لطیفہ ٔ روح پر ہوتی ہے اور زبان سے بھی کہنا ہے۔ ہر لفظ کو دوسرے سے جدا کر کے پڑھنا چاہئے اور لاتعین تک ایک بلا کیف مینار تصور کر کے اس کے اندر گول گردش کے ساتھ لاتعین تک عروج کرنا ہے۔ اس سبق میں فیض اسماء وصفات کی تفصیل اور اجمال کے مابین سے لینا ہے۔

تیسرا سبق (ھواللہ):

تیسرا ذکر "**ھُوْ اللہ**" ہے۔ "**ھُوْ**" کی ضرب روح پر اور "**اللہ**" کی ضرب قلب پر اور زبان سے بھی ادا کرنا ہے۔ عروج کے لئے لاتعین تک ایک مینار فرض کرنا ہے اور اس کے اندر سیدھا عروج کرنا ہے۔ اس سبق میں فیض اسماء وصفات کے اجمال سے حاصل ہوتا ہے۔

چوتھا سبق (اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوْ):

طریقہ چشتیہ کا چوتھا ذکر مبارک "اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوْ" ہے۔ اس کا طریقہ ٔ ذکر اس طرح ہے کہ ذاکر **اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ** کا تصور قلب پر اور **الْحَقُّ** کا تصور اخفیٰ پر کرے۔ پھر **لَیْسَ الْھَادِیْ** کا تصور اخفیٰ سے دوبارہ قلب تک لے جائے اور **اِلَّا** قلب پر اور **ھُوْ** کا تصور روح پر کرے۔ ساتھ ہی ساتھ زبان سے بھی کہنا ہے۔ یہ ذکر انتہائی عجز وانکساری کے ساتھ

کیا جاتا ہے۔ یہ نزولی سبق کہلاتا ہے۔ چشتیہ مبارکہ میں عدد کی مراعات نہیں بلکہ نقشبندیہ کی طرح دائمی ذکر کرنا ہے۔

اسباق سلسلہ عالیہ قادریہ سیفیہ:

قیوم زمان مجدد وقت حضرت اخندزادہ سیف الرّحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ مرید کو سلسلہ چشتیہ کی تکمیل کے بعد سلسلہ قادریہ مبارکہ کے اسباق کی تعلیم دیتے جس کے اسباق ترتیب وار اور طریقہ ذکر درج ذیل ہیں۔

مشائخ سلسلہ قادریہ سیفیہ مریدین کو استغفار کا حکم دیتے ہیں۔ اس کا بہتر وقت صبح صادق سے قبل کا وقت ہے دن رات میں تین سو تیرہ (۳۱۳) مرتبہ یہ استغفار پڑھا جاتا ہے: اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ یہ استغفار خارج از اسباق ہے لیکن تزکیۂ نفس کے لئے مشائخ عظام حکم دیتے ہیں۔ استغفار کے علاوہ سلسلہ قادریہ کے نو (۹) اسباق ہیں۔

۱) پہلا سبق (نفی اثبات):

نفی اثبات یعنی کلمہ طیبہ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ) ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ "لَآ" سے تصور میں جھاڑو بنا کر اس کے ذریعے قلب و باطن سے ماسویٰ اللہ اور کدورت و ظلمت کو سینے کی طرف لطائف سے ہوتے ہوئے دائیں کندھے کی طرف سے اُٹھایا جاتا ہے اور لفظ "اِلٰہَ" "بغیر" "ہٗ" ملائے قالب تک لے جائے اور لفظ "ہٗ" کو بائیں کندھے پر لے جائے۔ اور "اِلَّا اللہ" کی ضرب قوت اور شدت کے ساتھ قلب پر لگائی جائے۔ اس تصور کے ساتھ کہ "اِلَّا اللہ" کی ضرب سے انوار قلب پر وارد ہوں اور کدورات و ظلمات اس طرح ختم ہوں جیسے گرد آلود لوہا ہتھوڑے کی ضربِ شدید سے گرد سے پاک ہو جاتا ہے۔ نیز چار معنٰی میں سے ایک معنٰی کا تصور ضرور رکھے یعنی لا معبودَ اِلّا

اللہ، لا مقصودَ اِلَّا اللہ، لا موجودَ اِلَّا اللہ، لا مطلوبَ اِلَّا اللہ۔ تصور میں لفظ لَآ اِلٰہَ سے معبودانِ باطلہ کی نفی اور اِلَّا اللہ سے وحدہ لاشریک کا اثبات کرے اس طرح سے جب سو (۱۰۰) مرتبہ پورا ہو جائے تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ ﷺ کہے۔ الفاظ کو صحیح اور پورا پورا کلمہ ادا کرنے میں احتیاط کی جائے ورنہ اجر میں کمی ہوگی یا معنی بدلنے پر گناہ ہوگا۔ اس کے پڑھنے کی تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

۲) دوسرا سبق (اِلَّا اللہ):

دوسرا ذکر شریف اثبات یعنی "اِلَّا اللہ" پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی دفعہ " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" طریقۂ مذکورہ کے ساتھ پڑھے اور پھر دوسری بار "اِلَّا اللہ" کا ذکر شروع کرے اور بائیں کندھے سے قلب پر مذکورہ تصور کے ساتھ ضربِ شدید لگائے۔ سو مرتبہ پورا ہونے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلَ اللہ ﷺ پڑھے۔ اس میں بھی الفاظ کو صحیح ادا کرنے میں احتیاط کرے۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ دہرانا ہے۔

۳) تیسرا سبق (اللہ):

اسم ذات یعنی "اللہ" پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی بار "اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ" پھر "آللہ، آللہ" اور سو مرتبہ پورا کرنے کے بعد "اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ" کہے۔ تصور کے ساتھ اس کی ضرب دل پر لگائے اور زبان سے بھی ادا کرے۔ اس کی تعداد بھی ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

۴) چوتھا سبق (ھُوْ):

طریقہ ذکر یہ ہے کہ ذکرِ "**ھُوْ**" لطیفہ روح سے قلب، قلب سے سر، سر سے خفی، خفی سے اخفیٰ اور اخفیٰ سے دوبارہ روح پر لائے اور زبان سے بھی کہے اور اس کی حرکت کروی یعنی چرخ کی طرح گول گردش کرنی ہے۔ کلمہ "**ھُوْ**" سے ایک تلوار تصور کر کے ماسویٰ اللہ کو تلوار سے کاٹنا ہے۔ کروی نقش بننے کے بعد ایک بِلا کیف مینار لاتعین تک فرض کر کے اس مینار سے خارج (باہر کی جانب) عروج کرے۔ اس ذکر سے مینار کے خارج لاتعین تک کے مقامات میں سیر واقع ہوتی ہے اور فیض اسماء وصفات کی تفصیل سے وارد ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ "**ھُوْ جَلَّ جَلَالُہٗ**" اور سو (۱۰۰) مرتبہ پورا کرنے کے بعد بھی "جَلَّ جَلَالُہٗ" کہے۔ یہ عروجی سبق ہے، یہ بھی ایک ہزار مرتبہ پڑھنا ہے۔

۵) پانچواں سبق (مراقبہ):

طریقہ یہ ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد قعدہ کی صورت میں یعنی دوزانو ہو کر بیٹھ جائے اور قبلہ سے ذرا سا دائیں جانب مڑ کر مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے سانس اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے اور لطیفہ قلب میں تصور سے اللہ اللہ کہے اور اپنے لطیفہ قلب کو حضور اکرم ﷺ کے لطیفہ قلب مبارک کی طرف مدینہ منورہ میں مقابل تصور کر کے اکتساب فیض کرے یوں تصور رہے کہ حضور اکرم ﷺ کے قلب مبارک سے میرے قلب میں انوار منتقل ہو رہے ہیں۔ زبان کو اوپر کے تالو کے ساتھ ملائے رکھے اور کم از کم چار رکعت نماز یا پانچ منٹ کی مقدار مراقبہ کرے۔ مراقبہ کے دوران سانس ختم ہو جائے تو ناک کے ذریعہ سانس لے سکتے ہیں۔

۶) چھٹا سبق (اَللہ ھُوْ):

طریقۂ ذکر یہ ہے کہ "اَللہ" کا تصور قلب پر اور "ھُوْ" کا تصور روح پر ہو اور زبان سے بھی ادا کرے اور مذکورہ مینار تصور کر کے اور اس مینار کے داخل یعنی اندر کی جانب گول گردش کے ساتھ لا تعین تک عروج کرے۔ اجمال و تفصیل مرتبہ اسماء وصفات دونوں سے فیض حاصل کرنا ہے۔ پہلی بار "ھُوْ جَلَّ جَلَالُہٗ" اور سو (۱۰۰) مرتبہ پورا ہونے کے بعد بھی "جَلَّ جَلَالُہٗ" پڑھے۔ دونوں الفاظ کو الگ الگ ظاہر کرے۔ یہ بھی ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پورا کرنا ہے۔

۷) ساتواں سبق (ھُوْ اَللہ):

"**ھُوْ اللہ**" طریقہ ذکر یہ ہے کہ "**ھُوْ**" کا تصور روح پر اور "**اَللہ**" کا قلب پر کرے ساتھ میں زبان سے بھی کہے اور لا تعین تک مینار کے اندر سیدھا یعنی خط مستقیم میں عروج کرے۔ اور اس میں اسماء صفات باری تعالٰی کے اجمال سے فیض حاصل کرے۔ احتیاط لازمی ہے کہ دونوں ناموں کو الگ الگ ظاہر کرے اور ایک دوسرے میں مدغم نہ کرے۔ تعداد پڑھائی ایک ہزار ہے۔

۸) آٹھواں سبق (اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقّ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُو):

"اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقّ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُو" طریقہ ذکر یہ ہے کہ "انت الھادی انت" کا تصور قلب پر اور "الحق" کا اخفیٰ پر اور "لیس الھادی" اخفی سے دوبارہ قلب تک، "اِلّا" قلب پر اور لفظ "ھو" کا تصور لطیفہ روح پر لے جائے۔ اور زبان سے بھی ادا کرے۔ یہ ذکر نہایت عجز و انکساری اور تواضع کے ساتھ کرے، یہ ذکر نزولی ہے۔ پڑھنے کی تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

۹) نواں سبق (درود شریف):

درود شریف ان الفاظ کے ساتھ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ۔ اس ذکر کے کرنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی سمت دوزانو ہو کر باوضو اور عطر لگا کر بیٹھ جائے۔ اس کا تصور اخفیٰ میں رکھے اور زبان سے بھی کہے اور حضور اکرم ﷺ کے اخفیٰ مبارک سے فیض حاصل کرے اور سو (۱۰۰) مرتبہ پورا ہونے پر یہ بھی ساتھ پڑھے: وَصَلِّ وَسَلِّمْ کَذَالِكَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی کُلِّ مَلَآئِکَتِكَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ۔ یہ درود شریف نہایت حضورِ قلبی کے ساتھ، خشوع، خضوع، شوق، محبت اور تضرع کے ساتھ حضور اکرم ﷺ سے رابطہ قائم کر کے ادب و احترام سے پڑھے کیونکہ عاشقین و سالکین کا درود و سلام بذات خود نبی اکرم ﷺ سنتے ہیں اور جب حضور اکرم ﷺ متوجہ ہوں اور آپ چل رہے ہوں تو یہ بے ادبی ہے۔ یہ ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پڑھنا ہے۔

اسباق سلسلہ عالیہ سہروردیہ سیفیہ:

سہروردیہ شریف کے اذکار و اسباق بعینہٖ وہی ہیں جو قادریہ شریف کے اسباق ہیں البتہ صرف مراقبہ میں فرق ہے۔ قادریہ میں مراقبہ پانچویں نمبر پر ہے اور سہروردیہ میں سب سے آخری نمبر پر ہے۔ اس کے علاوہ قادریہ کا مراقبہ ۵ منٹ ہے، اور سہروردیہ کا مراقبہ بیس (۲۰) منٹ ہے اور اکثر کے لیے حد نہیں۔ اور طریقہ مراقبہ میں بھی فرق ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

طریقۂ سہروردیہ کا مراقبہ:

سلسلہ سہروردیہ میں مراقبہ درجِ ذیل طریقہ سے کیا جاتا ہے۔ اسباقِ سہروردیہ کے اختتام کے بعد سالک باوضو مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر عطر لگا کر اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ

جائے۔ (مراقبہ میں آنکھ بند کرنا شرط ہے) مدینہ منورہ کی طرف ایک سیدھا راستہ فرض کرلے کہ جس میں انبیاء، اولیاء، زمین و آسمان کے فرشتے اور مشائخِ سلسلہ اور حاضرینِ مجلس اسی راستہ پر حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی نیت سے جارہے ہیں۔ اپنے شیخ کے رابطہ کے ساتھ اور مراقبہ سے پہلے جو اسباق پڑھے ہیں، ان کا ثواب بطورِ تحفہ اپنے سرپر رکھ کر عشق و محبت، استغراق اور باطنی سرور کے ساتھ شوق وذوق سے ذکر شروع کرے اور حضور اکرم ﷺ کے جمال کے اشتیاق کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں وہ تحفہ پیش کرنے کے لئے جب پہنچے تو حضور اکرم ﷺ کے حرم شریف میں ان مذکورہ اشخاص کے ساتھ ایک حلقہ بنا کر مجلسِ ذکر تشکیل دیں اور حضور اکرم ﷺ کو اس مجلس و محفلِ ذکر کا صدر تصور کرے۔ فیض طلب کرتا رہے، پھر آکر اپنے وظیفہ کا ثواب بطور تحفہ سرورِ کائنات ﷺ کو پیش کرے۔ پھر واپس جاکر اپنی جگہ بیٹھ جائے اور مذکورہ ترتیب سے ذکر کرے اور حضور اکرم ﷺ سے فیض حاصل کرتا رہے اور اس ہی طرح بیٹھا رہے۔ اور جب مراقبہ ختم کرنے کا ارادہ کرے تو سب مجلس والے حضور اکرم ﷺ سے رخصت طلب کریں۔ جب حضور اکرم ﷺ سے اجازت مل جائے تو یہ مراقب جہاں بیٹھا ہوا ہے وہاں سے تصوراً رجعتِ قہقری (یعنی الٹے پاؤں) ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے واپس ہوجائے۔ اور دوسری ارواحِ مبارکہ بھی اپنی اپنی جگہ چلی جائیں گی۔ جب اپنے مکان پر آپہنچے تو اپنی آنکھیں کھول دے۔

خاص مہینوں کے خاص معمولات

ماہِ رمضان المبارک کے معمولات:

ماہِ رمضان کے آنے سے پہلے آخری جمعہ کو آپ اعلان فرمادیتے تھے کہ شبِ جمعہ کی محافل (جس کا اہتمام ماہِ رمضان کے علاوہ مہینوں میں آستانہ عالیہ پر ہوتا تھا) کا انعقاد تمام خلفاء و سالکین اپنے اپنے علاقوں میں کرتے رہیں کیونکہ قیام وطعام، افطار وسحری کا انتظام آستانہ کے خادمین اور اہلِ بیت کے لیے تکلیف کا سبب ہے۔ اور جمعہ کے دن بعد نمازِ جمعہ جو محفل آستانہ پر منعقد ہوتی تھی، وہ رمضان المبارک میں معمول کے مطابق ہوتی رہتی تھی۔

رویتِ ہلال میں، آپ علیہ الرحمۃ اختلافِ مطالع کو اعتبار نہیں دیتے تھے جو کہ فقہاء کا راجح قول ہے۔ کسی بھی ملک میں رمضان وعید کا چاند نظر آجاتا تو آپ روزہ رکھتے اور عید کرتے یہاں تک کہ رات کو دیر تک شواہد (گواہان) کا انتظار فرماتے۔

سحری ہمیشہ آخر وقت میں کرتے تھے جو کہ مستحب ہے اور غروبِ آفتاب کے بعد جب مؤذن اُذان دیتا اور اشھد ان محمد رسول اللہ تک پہنچتا تو آپ تقبیلِ انامل (انگوٹھے چومنے) جو کہ مستحب ہے کے بعد مسجد ہی میں کھجور کے ساتھ روزہ افطار کرتے، اس کے بعد پانی پیتے اور نماز باجماعت وقتِ مستحبہ میں ادا کرتے۔

ماہِ رمضان کی 23 ویں رات کو نمازِ عشاء وتراویح کے بعد سورۃ العنکبوت اور سورۃ الروم کی تلاوت فرماتے یا مجوّد قاری سے سنتے۔

ماہِ رمضان کی 27 ویں رات کو پوری رات نماز، وعظ، ذکر ونعت خوانی، تلاوتِ قرآنِ مجید میں جاگ کر گزارتے۔ ستائیسویں رات چونکہ تراویح میں ختمِ قرآن کی رات ہوتی تھی اور طاق راتوں میں سے شبِ قدر کی زیادہ احتمال رکھنے والی رات ہوتی تھی تو اطراف واکناف سے سالکین آستانہ عالیہ پر جمع ہو جاتے اور رات بھر محفل چلتی تھی۔

جب آپ علیہ الرحمۃ دشتِ ارچی (افغانستان) سے صوبہ خیبر پختون خواہ (پاکستان) تشریف لے آئے تو اس وقت سے آپ کا معمول، ماہِ رمضان کے تینوں عشروں کے تراویح میں تین ختمِ قرآن فرمانے کا رہا۔ پہلے عشرے میں دوسری رات سے ساتویں رات تک پہلا ختمِ قران، دوسرے عشرے میں دوسرا ختمِ قرآن اور تیسرے عشرے میں اکیسویں رات سے شروع کر کے ستائیسویں رات کو تیسرا ختمِ قرآن ہوتا تھا۔

جب خیبر پختون خواہ سے لاہور (صوبہ پنجاب) تشریف لائے اور یہاں اقامت پذیر ہوئے تو چونکہ آپ عمر کے تقاضے سے بھی کمزور ہو گئے تھے، اور بیماریاں بھی بڑھ گئیں تھیں، لہٰذا یہاں پر آپ کا معمول تراویح میں دوسری رات سے لے کر ستائیسوں رات تک ایک ختمِ قرآن کا ہوتا تھا۔

وصال فرمانے سے قبل آپ علیہ الرحمۃ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری دو سال میں چونکہ آپ انتہائی ضعیف ہو گئے تھے تو آپ نے روزوں کا فدیہ دیا تھا۔ رمضان المبارک کے مہینے میں فقراء و مساکین بالخصوص مدرسے کے طلباء اور اپنے عزیز و اقارب کو کثرت سے صدقات دیتے تھے

ماہِ شوال کے معمولات:

ماہِ شوال کے پہلے دن جو کہ عید الفطر کا دن ہوتا تھا، فجر کی نماز کے بعد سورۃ یٰسین شریف کی تلاوت ہوتی اور اشراق کی نماز کا انتظار کیے بغیر آپ گھر تشریف لے جاتے، اس لیے کہ عید کے دن نمازِ اشراق نہیں ہے۔ نمازِ عید سے پہلے آپ کھجور تناول فرما لیتے جو کہ سنت ہے۔ غسل کرتے، سرمہ لگاتے، عطر استعمال کرتے اور نیا لباس پہنتے۔ آپ علیہ الرحمۃ نیا لباس پہننے سے پہلے سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھ کر پانی پر دم کرتے اور اس پانی کے چھینٹے نئے لباس پر پھینکتے۔ نمازِ عید کے لیے مسجد تشریف لاتے ہوئے راستے میں پست آواز سے تکبیر پڑھتے تھے۔ نمازِ عید ادا کرتے جس میں دوسرے دنوں کی بہ نسبت رقت، تواضع، گریہ وزاری زیادہ ہوتی تھی۔ نمازِ عید کے بعد تمام حاضرین کو اجمالی مبارکباد دیتے اور پھر اولاد و احفاد (بیٹے، پوتے، نواسے) جو مسجد میں موجود ہوتے

تھے، ان کے ساتھ مصافحہ کرتے اور عید کی مبارکباد دیتے۔ اس کے بعد خلفاء اور مریدین و متعلقین اور عام لوگوں کے ساتھ مصافحہ کرتے اور عید کی مبارکباد دیتے۔ اس کے بعد اپنے حرم (گھر) تشریف لے جاتے اور اپنے اہلِ بیت کے ساتھ عید مبارکباد کرتے۔ اس دوران آپ صدقہ بھی کرتے تھے۔ عید کے تین چار دن تک مریدین و متعلقین عید مبارکباد کے لیے آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے تھے۔ یہ تین چار دن عام معمول سے برخلاف مسلسل ذکر و نعت کے ساتھ گزرتے۔

ماہِ شوال کے چھ روزے رکھتے جس کی حدیث مبارک میں فضیلت آئی ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے بعد چھ روزے شوال کے مہینے سے رکھے، وہ صائم الدہر (زندگی بھر روزہ رکھنے والے) کی طرح ہے۔ 9 شوال کو چونکہ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے شیخ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا دن ہوتا تھا تو آپ ان کا عرس مناتے جو کہ ختمِ قرآن، تلاوت و وعظ، نعت و منقبت، علماء کی تقاریر اور صدقات پر مشتمل ہوتا تھا۔ دو سال عرس کی یہ تقریب حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر منعقد ہوئی۔ اس کے بعد کچھ وجوہات کی بناء پر جو کہ اشرار اور حاسدین کے حسد پر مشتمل تھیں، عرس کی یہ تقریب جب تک حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ باڑہ (خیبر ایجنسی) میں رہے، تو آپ کے آستانہ پر منعقد ہوتی رہی اور جب لاہور تشریف لے آئے تو پھر لاہور میں ہی حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔

عرس کے دوسرے دن آپ علیہ الرحمۃ اپنے مرشد حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے تھے۔ شرعی طریقے سے زیارت کرتے تھے۔ جب اپنے شیخ کی قبر شریف کے پاس پہنچ جاتے، جوتے اتار لیتے، عصا اور چادر ایک طرف رکھ لیتے، سلام پیش کرنے کے بعد قبلہ کی طرف سے قبر شریف کے پاس ایک قدم کے فاصلے پر بیٹھ جاتے۔ جو لوگ سفر میں ہمراہ ہوتے تھے، ان کے کہنے کے مطابق اہل مجلس پر شدید وجد طاری ہو جاتا اور افاضہ اور استفاضہ کی

رقت بار عجیب حالت پیدا ہو جاتی۔ اکثر قبر شریف کے پاس سورۃ الملک کی تلاوت ہوتی۔ قبر کو ہاتھ لگانا یا بوسہ دینا حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کا معمول نہ تھا۔

ماہِ ذی الحج کے معمولات:

ذی الحج کے نویں دن (روزِ عرفہ) روزہ رکھتے تھے اور دسویں دن جو کہ عید الاضحیٰ کا دن ہوتا تھا، عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے عید الفطر کے معمولات کی طرح معمول رکھتے سوائے اس کے کہ نماز سے پہلے کچھ کھاتے پیتے نہ تھے، بلکہ نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے تناول فرماتے تھے۔ عید کے پہلے ہی دن حضرتِ رسول اکرم ﷺ، حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤالدین شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ، اپنے والدین مکرّمین اور اپنے لیے قربانی کرتے تھے۔

ایک سال آپ نے عید الاضحیٰ کے موقع پر سو قربانیاں کیں جن میں سے اکثر کا ذبح آپ نے باوجود ضعف و بیماری کے، اپنے ہاتھ مبارک سے کیا۔ فرمایا: حضرت رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو جانور ذبح کیے تھے، اس سال میں اس سنت پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔

اکثر اوقات قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رہتا۔

ماہِ محرم الحرام کے معمولات:

محرم الحرام کے نویں اور دسویں دن کو حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ روزہ رکھتے تھے۔

ماہِ صفر المظفر کے معمولات:

اس مہینے کی اٹھائیس تاریخ کو چونکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا دن ہے لہٰذا اس تاریخ کو ان کا عرس مبارک مناتے تھے جو کہ ختم و تلاوت، ذکر و نعت صدقات و توجہات، وعظ و تقریر اور حضرتِ مجدد قدس سرہ کے خدمات و کمالات بیان کرنے پر مشتمل ہوتا تھا۔

ماہِ ربیع الاوّل کے معمولات:

اس مبارک مہینے میں سید المرسلین، خاتم النبیین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت با سعادت کی مناسبت سے بارہ تاریخ کی رات کو محفلِ عید میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کرتے تھے جس میں آقا ﷺ کے کمالات، شمائل اور معجزات وغیرہ کا ذکر نظم و نثر میں کیا جاتا تھا۔ جشنِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی یہ محفل ساری رات جاری رہتی جس میں ملک بھر کے مختلف اطراف سے اور دوسرے ممالک (افغانستان، ایران وغیرہ) سے بھی علماء و مشائخ، خلفاء و سالکین اور عوام الناس شرکت کرتے۔

ماہِ رجب المرجب کے معمولات:

اس مہینے کی ستائیس تاریخ کو حضرت رسول اکرم ﷺ کی معراج کی مناسبت سے محفل کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ یہ محفل بھی دوسری محافل کی طرح ذکر و نعت اور وعظ پر مشتمل ہوتی تھی۔ دور دراز سے تشریف لائے ہوئے علماء و مشائخ نبی اکرم ﷺ کی معراج شریف کی مناسبت سے تقاریر کرتے اور اسی طرح افادہ اور استفادہ کی یہ مجلس رات بھر جاری رہتی۔

ماہِ شعبان المعظم کے معمولات:

اس مہینے کی پندرھویں رات کو شبِ برات کی مناسبت سے شب بیداری ہوتی تھی۔ ذکر و

نعت اور وعظ و توجہات کی مجلس کے بعد اس رات کو حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کا معمول سو رکعات نوافل پڑھنے کا تھا جن کی ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی جاتی ہے۔ اس نماز کو صلوۃ الخیر کا نام دیا جاتا ہے جو بزرگانِ دین کا معمول چلا آرہا ہے۔ حدیث شریف **قوموا لیلھا وصوموا یومھا** کی مضمون کے مطابق پندرہ شعبان کے دن کو روزہ رکھتے اور نو سے دس بجے کے درمیان قبرستان تشریف لے جاتے۔ وہاں کسی سورت کی تلاوت ہوتی اور اہلِ قبور کے لیے دعا مانگی جاتی۔ جن قبور کے اہل کو آپ علیہ الرحمۃ پہچانتے تھے ان قبور میں سے ہر ایک کے پاس تھوڑے وقفے کے لیے کھڑے ہو جاتے اور دعا فرماتے۔

یاد رہے کہ شبِ برات اور شبِ معراج کو یا اسی طرح ستائیس رمضان کی رات کو جن محافل کا انعقاد ہوتا تھا، وہ بلا تداعی (بغیر دعوت) ہوتا تھا۔ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں صدقہ کر رہا ہوں لیکن کسی کو دعوت نہیں دیتا۔ اس کے باوجود ان راتوں کو بہت سارے لوگ جمع ہو جاتے۔

جمعۃ المبارک کے معمولات:

جمعہ کے دن مونچھوں کو صاف کرتے، داڑھی کے بال اگر بڑھ گئے ہوتے تو ایک قبضہ (مٹھی) سے زائد کاٹ لیتے، ہاتھ اور پاؤں کے ناخن درج ذیل مسنون طریقہ سے تراشتے۔ ہاتھ کے ناخن لینے میں پہلے دائیں ہاتھ کے چھنگلی، اس کے بعد درمیانی، پھر انگوٹھا، پھر درمیانی کے ساتھ والی اور پھر شہادت والی انگلی کے ناخن تراش لیتے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ کا انگوٹھا، پھر درمیانی انگلی، پھر چھنگلی، پھر شہادت والی انگلی، اس کے بعد درمیانی کے ساتھ والی انگلی کے ناخن تراش لیتے جیسا کہ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الجمعہ صفحہ 286 (قدیمی کتب خانہ) میں ہے کہ:

قلموا اظفارکم بسنۃ وادب، یمنھا خوابس یسارھا اوخسب

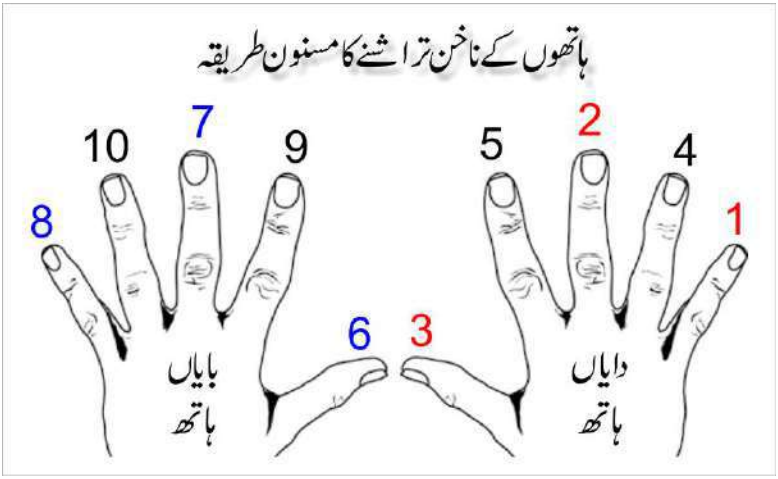

پاؤں کے ناخن تراشنے میں دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کرتے اور بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرتے۔

اس کے بعد مسنون غسل فرماتے، کپڑے تبدیل کرتے (آپ علیہ الرحمۃ اکثر سفید کپڑے استعمال فرماتے اور کبھی کبھار نیلے رنگ کے) اس کے بعد تین مرتبہ دائیں آنکھ میں اور تین مرتبہ بائیں آنکھ میں اس ترتیب سے کہ ہر مرتبہ ایک سلائی دائیں آنکھ میں اور ایک سلائی بائیں آنکھ میں اثمد کا سرمہ لگاتے۔ جس وقت تک آپ کو الرجی نہ تھی عطر کثرت سے استعمال فرماتے۔

تقویٰ واحتیاط

جائیداد میں سے سوتیلی ماں کا حصہ دینا:

آپ مبارک (علیہ الرحمۃ) خود بھی تقویٰ کا ایک عملی نمونہ تھے اور آپ کے روزوشب تقویٰ ہی کا درس دیتے ہوئے بسر ہوئے۔ آپ مبارک علیہ الرحمۃ کے والد محترم قاری سرفراز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو شادیاں کی تھیں۔ ان میں سے ایک آپ کی والدہ تھیں جس کے بطن سے آپ اور چار بھائی پیدا ہوئے تھے مگر دوسری والدہ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ جب آپ کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا تو آپ کی دوسری والدہ (سوتیلی ماں) نے کہیں اور نکاح کر لیا۔ اس نکاح کے بعد ان کے بطن سے دو بیٹیاں پیدا ہوئی تھیں۔ جب آپ کے والد کی جائیداد تقسیم کرنے کا وقت آیا تو آپ نے دوسری والدہ کے بارے میں کافی معلومات کروائی مگر پتہ نہ چل سکا۔

کافی عرصہ گزرنے کے بعد اس بارے میں مخدوم زادگان کو افغانستان سے پتہ چلا کہ پاکستان میں مہاجر افغانی کیمپ میں ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اگرچہ وہ آپ کی حقیقی والدہ نہ تھیں مگر والد کے نکاح میں رہنے کی وجہ سے ان کا جائیداد میں حصہ نکلتا تھا۔ لہٰذا آپ نے ان کی صاحبزادیوں سے رابطہ کیا جو قاری سید غنی اور اس کے بھائی کے نکاح میں تھیں اور ''تودہ خزانہ'' میں رہائش پذیر تھیں۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ان کے پاس اپنے صاحبزادے بھیج دیے جو اُن کو اپنی گاڑی میں اپنے گھر لے آئے۔ چونکہ اپنی ماں کی وراثت کی وہ حقدار تھیں، لہٰذا آپ نے اپنے حصے کی تمام جائیداد اور اس کے گزشتہ تمام سالوں کے ماحصل کا حساب کر کے جو اُن کی ماں کا حصہ بنتا تھا، وہ ان کے حوالے فرما دیا۔

اور سب احباب کو فرمایا: آج حساب دینا آسان ہے مگر کل قیامت کے دن بہت مشکل ہو گا۔

فصل کے ضیاع پر سرزنش کرنا:

خواجہ محمد حضرت صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دن میں حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے فرمایا: مجھے ڈاکٹر نے روزانہ تین کلو میٹر پیدل چلنے کا کہا ہے۔ لہٰذا اِرادہ ہے کہ باہر نکلوں اور کھیتوں کا چکر لگا لوں، آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا اگر اجازت ہو میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔

جب ہم باہر نکلے تو ایک کھیت میں مریدین گندم کے فصل سے جودر نکال رہے تھے (فصل کی صفائی کر رہے تھے) آپ مبارک نے دیکھا کہ ایک سالک نے جودر کے ساتھ ساتھ گندم کے کچھ پودے بھی نکالے ہیں تو آپ نے اس پر جلال فرمایا اور کہا کہ تم نے فائدے کے بجائے میرا نقصان زیادہ کر دیا ہے اور آپ نے اس کو طریقہ سکھایا کہ اس طرح کیا جاتا ہے۔

سالک کو ڈانٹنے پر میں نے دل ہی دل میں کہا کہ گندم کے اس پورے فصل کا ماحصل تو آپ کے لنگر کے ایک ہفتے کا خرچہ بھی نہیں ہے اور اس سالک (مرید) بیچارے کو اس پر اتنا ڈانٹا۔

آپ نے فوراً میری طرف رخ پھیر کر فرمایا: آپ کی بات تو صحیح ہے کہ اس فصل کا ماحصل میرے ایک ہفتے کا خرچہ بھی نہیں ہے لیکن اس فصل کے ماحصل میں میرے حصے کے علاوہ عشر (زکوٰۃ) کا حصہ بھی ہے جو فقراء و مساکین کا حق ہے، فصل کے ضائع کرنے میں وہ حصہ بھی ضائع ہو رہا ہے، اس وجہ سے میں نے اس کو ڈانٹا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ جو کسان اپنے فصل کی صحیح حفاظت نہیں کرتا، اللہ قیامت کے دن اس سے اس بارے میں پوچھے گا کہ تیری وجہ سے میرے بندوں کے رزق میں کمی آئی۔ اس کے علاوہ فرمایا کہ مجھے سستی کاہلی پسند نہیں ہے، جو کام بھی کرتا ہوں اُسے اس کام کے طریقے سے کرتا ہوں۔

خلافِ قاعدہ اپنی اطاعت سے منع کرنا:

ایک مرتبہ آپ مبارک علیہ الرحمۃ جماعت میں نماز پڑھ رہے تھے، گرمی کا موسم تھا، نماز کی دوسری رکعات میں بجلی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد جنریٹر آن کیا گیا، پنکھے چل گئے۔ نماز کے بعد آپ نے پوچھا کہ نماز کے دوران بجلی گئی اور جنریٹر چل گیا، کس نے چلایا؟ جنریٹر پر مامور خادم آگے بڑھا اور عرض کیا: حضور! میں نے چلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نماز نہیں پڑھ رہے تھے؟ انھوں نے عرض کیا: قربان پڑھ رہا تھا مگر میں نے سوچا گرمی زیادہ ہے، آپ کو تکلیف ہو گی، لہٰذا میں سلام پھیر کر گیا اور جنریٹر چلایا۔ آپ نے ان کو فرمایا کہ لاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق (خالق کی نافرمانی کرتے ہوئے مخلوق کی طاعت نہیں کی جاتی) اور فرمایا کہ آئندہ کے لیے ایسا نہیں کرنا۔

بازاری کھانے اور دیگر معاملات میں احتیاط:

آپ بازاری کھانے سے مکمل احتراز فرماتے، برائلر گوشت (فارمی مرغی) یا برائلر انڈہ وغیرہ بالکل نہیں کھاتے تھے۔ اگر کبھی نیا چپل خریدتے تو اس پر سے انگریزی میں لکھے ہوئے حروف بھی مٹا دیتے کہ بحیثیتِ حرف (نقوش دالۃ علی الحروف) پاؤں کے نیچے آنے سے بے ادبی ہوتی ہے۔

جب بیت الخلاء جانا ہوتا تو جیب کا سارا سامان باہر رکھ دیتے۔ اگر ہاتھ پر قلم کی سیاہی کا نشان ہوتا تو اسے بھی مٹاتے اور مٹائے بغیر بیت الخلاء میں نہیں جاتے تھے اور فرماتے کہ اسی قلم (سیاہی) سے ہم قرآن مجید کے حروف بھی لکھتے ہیں۔

آپ (حضرت سیدی مبارک علیہ الرحمۃ) اگر کبھی کوئی نیا کپڑا، چادر، جراب یا کوئی اور ملبوسات استعمال فرمانے کا ارادہ کرتے تو پہلے اسے دھلوا لیتے کہ معلوم نہیں بنانے والوں نے یا آگے بیچنے والوں نے کوئی ناپاک چیز اس پر نہ ڈال دی ہو۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا طریقہ افضلیت اور اولویت (تقوی و احتیاط) کا ہے، رخصت و خلافِ اولیٰ کا نہیں۔ اسی لیے ہمیں محتاط

طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔
(بحوالہ رسالہ بنام "سیف الرحمٰن مبارک" تصنیف صاحبزادہ احمد حسن السیفی زیدہ مجدہٗ)
دیسی مرغی کے کھانے میں فقہاء کی عبارات کے مطابق احتیاط پر عمل کرتے ہوئے مرغی کو تین دن پنجرے میں رکھ کر کھلاتے پلاتے، اس کے بعد ذبح کرتے۔ وہ پنجرہ آج بھی صاحبزادہ علامہ حیدری صاحب مبارک کے گھر میں موجود ہے۔

بازاری گوشت کھانے سے احتراز کرتے تھے کہ نہ جانے کس نے جانور کو ذبح کیا ہو گا کیونکہ بازار میں توجبری، پنج پیری، وہابی، شیعہ، قادیانی اور دیگر کئی قسم کے گمراہ و بدعقیدہ لوگ بھی قصائی کا کام کرتے ہیں جن کا مذبوحہ کھانے کا جواز نہیں یا ذابح نے کس طرح ذبح کیا ہو گا کہ ذبح کا طریقہ جانتا ہو گا یا نہیں، تکبیر پڑھی ہو گی یا نہیں۔

واقعہ بحوالہ "شہنشاہِ خراسان" صفحہ نمبر 50

(آپ کے مریدِ صادق الیقین جن کا اسمِ گرامی میاں محمد حنفی سیفی ہے، ان کا شمار حضرت کے بڑے خلفاء میں ہوتا ہے۔ وہ جب کبھی بھی آپ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری دیتے تو باڑہ (خیبر ایجنسی بازار) سے کچھ پھل، سبزی اور گوشت وغیرہ لے جاتے اور بجائے آپ کو پیش کرنے کے سیدھا گھر بھیج دیتے اور آپ سے ذکر نہ کرتے۔ ایک مرتبہ میاں صاحب نے بازار سے بارہ کلو گوشت خریدا اور جاتے ہی حسبِ معمول گھر بھیج دیا۔ اور پھر جب گھر سے کھانا اور گوشت تیار ہو کر آیا تو آپ (حضرت مبارک علیہ الرحمۃ) نے استفسار کروایا کہ گھر میں تو گوشت نہ تھا، یہ کہاں سے آیا؟ پتہ کروا نے پر معلوم ہوا کہ میاں صاحب لے کر آئے ہیں تو فوراً میاں صاحب سے پوچھا کہ میاں صاحب یہ گوشت آپ نے خود ذبح کروایا تھا کہ پہلے سے ذبح شدہ تھا؟ تو میاں صاحب نے عرض کی کہ پہلے سے ذبح شدہ تھا۔ تو آپ نے یہ فرما کر کہ بازار میں اکثر لوگ بے نماز، اور طہارت سے عاری ہوتے ہیں اور تکبیر وغیرہ کا خیال بھی نہیں کرتے، گوشت تناول فرمانے سے انکار کر دیا)

البتہ دیسی مرغی جو تین دن بندھی ہوئی نہ ہو، برائلر (فارمی مرغی) یا بازاری گوشت کے بارے میں آپ کا فتویٰ حرمت کا نہیں تھا۔ نہ دوسروں کو منع فرماتے مگر خود مذکورہ بالا احتیاط پر عمل کرتے تھے۔

آپ کے صاحبزادے شیخ الحدیث مولانا محمد حمید جان السیفی دامت فیوضھم فرماتے ہیں کہ:

(آپ مبارک علیہ الرحمۃ کھانے پینے اور لباس پہننے میں ہمیشہ احتیاط کرتے تھے۔ اور یہی طریقہ آپ کے شیخ مبارک مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تھا۔ ایک مرتبہ والدِ محترم مبارک علیہ الرحمۃ نے اپنے شیخ مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی اور قصاب سے دنبے کا گوشت خرید کر گھر میں پکوایا۔ قصاب نمازی اور باریش تھا۔ لہٰذا خریداری کرتے وقت احتیاط برتی گئی تھی۔ گوشت کی رکابی جب حضرت مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھی گئی تو آپ نے جھٹ سے فرمایا: "اسے اٹھاؤ، یہ حرام ہے" والد صاحب مبارک علیہ الرحمۃ نے اگلے روز قصاب سے رابطہ کیا اور اس سے پوچھا: تم سے کل جو گوشت خریدا تھا اس کے جانور میں کیا نقص تھا؟ قصاب نے عرض کیا: وہ جانور میں نے ایک ایسے شخص سے خریدا تھا جو چوری بھی کرتا تھا اور اس نے یہ دنبہ چوری کرکے مجھے بیچا تھا۔

حضرت اخندزادہ مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کے مرشد حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی کھانے میں ذرہ بھی اشتباہ ہوتا تو آپ کھانے سے ہاتھ روک لیتے یا لقمہ منہ میں ڈالتے تو قے کردیتے۔ یہی کمال حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کو بھی حاصل تھا اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت تھی آپ علیہ الرحمۃ پر۔ مجال ہے ایک بھی مشتبہ اور ناپاک لقمہ آپ کے حلق سے نیچے اترا ہو۔ آپ کا کھانا پینا اور کپڑا باوضو اور پاکیزہ ہاتھوں میں تیار ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو حرام لقمہ سے ہمیشہ بچایا اور ان پر اپنا فضل نازل کیا تاکہ حرام شے ان کے شکم میں جاکر جزوِ بدن نہ بن سکے۔ وہ پرہیزگار ہستیاں کھانے پینے اور نماز پڑھنے میں ہمیشہ احتیاط برتا کرتی تھیں۔ ہم بھی یہی

احتیاط کرتے ہیں۔ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے حکم سے ہم لوگ پورے شہر میں صرف کسی متشرع قصاب سے ہی گوشت خریدنے جاتے ہیں)

[بحوالہ ماہانہ سسٹم ٹوڈے (مئی 2014) نمبر سلطان السیفیہ، صفحہ نمبر 22]

صاحبزادہ حیدری صاحب نے مجھے (راقم الحروف کو) حکایت سنائی کہ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ اتنے محتاط تھے کہ افغانستان سے کئی سالوں کے بعد (حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی سالی) پاکستان ہمارے گھر آئی تھیں جو کہ عمر میں ہماری والدہ سے بڑی ہیں اور حضرت مبارک علیہ الرحمۃ سے بھی کئی سال عمر میں زیادہ ہیں۔ جب آپ علیہ الرحمۃ کے سامنے آئیں اور سلام کر کے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو آپ علیہ الرحمۃ نے ہاتھ پر چادر ڈال کر ان کے ساتھ ہاتھ ملایا جس پر وہ ناراض ہو گئیں۔ میں نے عرض کیا: دادا بڑی عمر کی عورت ہے، پرائی بھی نہیں آپ کی سالی ہے، زمانوں بعد اتنی دور سے آئی ہے، اگر آپ ہاتھ پر چادر ڈالے بغیر ہاتھ ملا لیتے تو وہ ناراض نہ ہوتی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ وہ بلاوجہ ناراض ہو رہی ہے۔ میں نے تو شریعت پر عمل کرتے ہوئے ایسا کیا ہے کہ شریعت مجھے ان کے مس کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

آپ مبارک علیہ الرحمۃ کا سالا جو آپ کے داماد بھی ہیں، مولانا احمد مبین صاحب نے مجھے (راقم الحروف کو) خبر دی ہے کہ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ جب میری والدہ یعنی اپنی ساس کے ساتھ بھی مصافحہ کرتے تو ہاتھ پر رومال یا چادر ڈالی ہوئی ہوتی تھی۔

تصویر سے اجتناب (کمبل لوٹانا):

آپ کا ایک مرید آپ کے لیے ایک کمبل لایا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اسے قبول فرمایا۔ چونکہ لفافہ (بیگ) میں بند تھا، لہٰذا اسی طرح گھر بھجوا دیا۔ جب نماز کا وقت قریب آیا تو آپ وضو فرمانے گھر تشریف لے گئے۔ فوراً واپس تشریف لائے تو ہاتھ میں وہی کمبل

تھا۔ آپ نے اس کولانے والے سے فرمایا کہ کیا تم نے اسے دیکھا نہیں کہ اس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی ہے اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو گی اس گھر میں اللہ کی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے یہ فرما کر کمبل اسے واپس کر دیا اور آئندہ تصویر والی چیز خریدنے سے منع فرمایا۔

آپ مبارک علیہ الرحمۃ تصویر کی حرمت کے قائل تھے اور تصویر کھینچنے والے کو سختی سے منع فرماتے تھے۔ کیمرے سے لی گئی تصویر کے بارے میں آپ مبارک علیہ الرحمۃ کی رائے ریکارڈ شدہ آڈیو بیان میں فقیر (راقم الحروف) کے پاس محفوظ ہے جس میں آپ نے حرمت کا قول کیا ہے اور تصویر کھینچنے کو گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے۔

تصویر سے اجتناب (کرامت بعد الوفات):

تصویر پر ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اندازہ آپ کی ایک کرامت بعد الوفات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے جس کو آپ علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے حضرت علامہ احمد سعید یار جان السیفی صاحب بیان فرماتے ہیں اور وہ یہ کہ:

حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی تدفین جس رات کو ہوئی، اسی رات کی صبح کو انکے پاس ایک سالک آیا اور کہا کہ میں نے رات خواب دیکھا ہے، حضرت مبارک علیہ الرحمۃ فرما رہے تھے کہ میرے سرہانے سے بُت ہٹاؤ۔ آپ فرماتے ہیں میں نے اس سالک کے خواب کو کچھ خاص توجہ نہیں دی۔ دوسرے دن پھر وہی سالک آیا اور کہنے لگا: حضور میں آج رات پھر وہی خواب دیکھا ہے کہ مبارک علیہ الرحمۃ فرما رہے تھے کہ میرے سرہانے سے بُت ہٹاؤ۔ آپ فرماتے ہیں کہ آج میں نے تھوڑی کوشش کی لیکن آپ کی قبر مبارک کے آس پاس مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی۔ وہ دن بھی گزر گیا، رات آئی۔ علی الصبح پھر وہی سالک آیا اور کہنے لگا کہ مبارک علیہ الرحمۃ کو میں نے دیکھا کہ آپ جلال میں تھے اور فرما رہے تھے کہ میرے سرہانے سے بُت ہٹاؤ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ

گیا کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ آج میں نے قصد کیا کہ میں پوری کوشش کروں گا چاہے مجھے زمین کیوں نہ کھودنی پڑے۔ میں نے تلاش شروع کی، بالآخر مجھے وہ چیز مل گئی ،وہ کیا تھی؟

جب مبارک علیہ الرحمۃ کی قبر انور بن گئی تو سالکین پھولوں کے ہار، گلدستے اور غلاف وغیرہ لارہے تھے۔ اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے قبر شریف پر اور آس پاس جگہ جگہ رکھ رہے تھے۔ انہی میں کوئی سالک پھولوں سے بھرا ہوا ایک گلدان لائے تھے جو آپ مبارک علیہ الرحمۃ کی قبرِ انور کے سرہانے رکھ دیا گیا تھا۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس گلدان پر ایک چھوٹا سا اسٹیکر لگا ہوا تھا جس پر لڑکی کی تصویر تھی۔

آپ علیہ الرحمۃ کو تصویر سے اتنی نفرت تھی کہ دواؤں کی سیرپ کی بوتلوں کے ڈبوں پر جو تصاویر ہوتی تھیں، ان کو آپ قینچی سے کاٹنے کا امر دیتے تھے۔ وہ تصویر کٹے ہوئے ڈبے آج بھی آپ کے گھر میں موجود ہیں۔

شرعی ضرورت کے لیے تصویر کی اجازت دینا:

البتہ کچھ تصاویر بناء بر ضرورت شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ کے لیے آپ نے کھینچوائی ہے جس کے جواز کا علماء نے فتویٰ صادر کیا ہے۔

اور اس کے علاوہ "شہنشاہِ خراسان" نامی کتاب میں بھی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی کچھ تصاویر شائع کی ہوئی تھیں جس کی ایک عذر کی بناء پر آپ مبارک علیہ الرحمۃ نے بادلِ ناخواستہ اجازت دی تھی اور وہ عذر اسی کتاب میں مذکور ہے اور وہ یہ کہ مخالفین میں سے کسی نے مبارک علیہ الرحمۃ کی ایک ایسی تصویر شائع کی تھی جس میں ایڈِٹنگ کر کے ننگے سر اور داڑھی مبارک کم کر کے اس نے پیش کیا اور چہرے پر سیاہی وغیرہ لگا کر بدزیب و مسخ کر کے ساتھ یہ تحریر کیا کہ (نعوذ باللہ) "افغانی جادوگر کا اصل چہرہ" اور اس ایڈٹ شدہ تصویر کو پنجاب کے اکثر علاقوں بلکہ پنجاب کے علاوہ پاکستان کے دوسرے شہروں میں بھی تقسیم کیا تھا۔ اس بناء پر پیر مفتی عابد حسین صاحب (لاہور) کی

زیرِ سرپرستی پنجاب کے کچھ علماء وخلفاء حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا اور ساتھ عرض کی کہ اگر ہم آپ کو پنجاب دعوت دیں تو سارے لوگ آپ کی زیارت نہیں کر سکتے، نہ تمام لوگوں کو آپ کے پاس لاسکتے ہیں، لہٰذا اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو آپ کی کچھ تصاویر لے کر ہم شائع کروالیتے ہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا پیر مبارک ایک متشرع سر تا پا سنتوں پر آراستہ اور نورانی شخصیت ہے۔ مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تصویر تو حرام ہے، میں تم لوگوں کو کیسے اجازت دوں؟ جس پر انھوں نے **الضروریات تبیح المحظورات** اور **الشئ القلیل اذا کان مفضیاً للخیر الکثیر واجب فعلہ** وغیرہ کے اصولی قواعد پیش کیے جس پر مبارک علیہ الرحمۃ نے ان کو اجازت دی۔

احتیاطاً نماز کا اعادہ کرنا:

ایک موقع پر حضرت سیدی مبارک علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے حضرت احمد سعید یار جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ آپ (صاحبزادہ احمد سعید یار جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ) فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے چہرے پر ایک قسم کی نورانیت اور چمک ہوتی تھی جس سے ہمیں نماز کی صحت و قبولیت کا اندازہ ہوتا تھا مگر اس دن آپ علیہ الرحمۃ کے چہرۂ مبارک پر وہ آثار نظر نہ آئے بلکہ کچھ ناگواری یا جلال کے آثار نظر آئے لیکن آپ نے فرمایا کچھ نہیں۔ نماز کے بعد دعا ہوئی۔ دعا کے بعد حضرت مبارک نے مجھے بلا کر پوچھا کہ کیا آپ کے کپڑے صاف ہیں؟ میں نے عرض کی: جی ابھی کپڑے تبدیل کر کے آیا ہوں۔ فرمانے لگے: وضو بھی صحیح ہے آپ کا؟ میں عرض کی: جی وضو بھی ٹھیک ہے۔ فرمانے لگے: تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ سرور اور لطف، وہ حضور جو آپ کی نماز میں ہوتا تھا، آج مجھے وہ محسوس نہیں ہو رہا؟ میں نے عرض کی: حضور مجھے تو کچھ خاص پتہ نہیں، اللہ بہتر جانتا ہے۔

حضرت مبارک نے دوسرے سالکین کو فرمایا کہ آپ سب کی نماز صحیح ہے لیکن میرے

ذوق کا یہ تقاضا ہے کہ میں یہ نماز دوبارہ پڑھ لوں۔ آپ مبارک نے نماز دوبارہ پڑھی۔ سلام پھیر نے کے فوراً بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا: کوئی دوائی وغیرہ تو نہیں کھائی تھی آپ نے؟ میں نے عرض کی: جی، میں نے ہومیوپیتھک کی ایک دوائی کھائی تھی۔ آپ مبارک (علیہ الرحمۃ) نے وہ دوائی منگوا کر دیکھی تو (اسکی شیشی کے مندرجات میں) "ستر فیصد الکحل" لکھا ہوا تھا۔ آپ فرمانے لگے کہ الکحل تو شراب کا ایک جزو ہے، تو اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ شراب پی کر ہمیں نمازیں پڑھا رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ مبارک نے مجھے ایک جگ نمکین پانی پی کر قے کرنے کا حکم دیا۔ بس میں نے ایسے ہی کیا، اس کے بعد نمازِ مغرب کا وقت قریب تھا میں نے تازہ وضو کیا۔ جب مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد آپ مبارک کی طرف دیکھا تو آپ کا چہرہ کِھل رہا تھا۔ فرمانے لگے: ہاں! اب صحیح ہے۔

یعنی وہ بصیرت جو اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرمائی تھی (اس کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے)

بیماری کی شدت اور نمازِ باجماعت:

بیماری کی حالت میں نماز باجماعت نہ چھوڑنے کا ایمان افروز واقعہ

(بحوالہ "شہنشاہِ خراساں" ص30)

پتہ میں درد کی شدت جب بڑھ گئی تو ایکسرے دیکھنے کے بعد ڈاکٹروں نے بغیر آپریشن کے علاج ناممکن کہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پتہ میں بہت زیادہ پتھر بن چکے تھے کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ کہا کہ اگر آپریشن میں تاخیر ہوگئی تو پتہ پھٹنے کا خدشہ ہے جو انتہائی خطرناک ہے۔

آپریشن کا سن کر سرکار مبارک اس وجہ سے پریشان ہوئے کہ آج تک نہ تو میری نماز قضا ہوئی نہ جماعت اور ان معمولات میں فرق آئے گا۔ نمازیں قضا ہوں گی اور وضو سے بھی محروم ہونا پڑے گا۔ یہ مجھے کسی صورت میں بھی گوارا نہیں۔ اس کے علاوہ ہسپتالوں میں جوان نرسیں ٹیکہ

علاج وغیرہ کی لیے رکھی جاتی ہیں جو غیر محرم مردوں کو ہاتھ لگاتی ہیں جو جائز نہیں۔اس قدر تکلیف کے باوجود سرکار مبارک پوری طرح آپریشن کے لیے ڈاکٹروں کے فیصلے کو قبول نہیں فرمارہے تھے۔اگر یہاں پر سرکار مبارک کی تکلیف کی کیفیت کو تحریر میں لاؤں تو اس کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔سرکار کے بڑے صاحبزادے جسٹس محمد سعید حیدری صاحب نے عرض کیا کہ علاج بغیر آپریشن کے ناممکن ہے۔جواباً سرکار نے فرمایا تو پھر نمازوں کا کیا بنے گا؟اس موقع پر معالج ڈاکٹر محمد امین بھی موجود تھے۔انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے علاج کے لیے ہم نرسیں نہیں بھیجیں گے اور آپریشن ایسے وقت میں کریں گے جس میں نماز قضا نہ ہو۔خدانخواستہ آپریشن نہ کیا گیا تو بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔

آپریشن نمازِ ظہر کے فوراًبعد شروع ہوا تا کہ نماز عصر تک ہو جائے۔آپریشن کے بعد جب سرکار مبارک نے آنکھیں کھولیں تو پہلی بات یہ تھی کہ میری نماز تو قضا نہیں ہو گئی؟یہ آپ کے کمال تقویٰ کی دلیل ہے۔سرکار مبارک نے تیمم پر ہی اکتفانہ کیا بلکہ وضو کیا۔کمرے کے اندر بیڈ سیدھا کر کے مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب کی امامت کا حکم فرمایا۔ناچیز(مفتی عابد حسین صاحب)اور آپ علیہ الرحمۃ مقتدی بنے اور نماز باجماعت ادا ہوئی۔آپریشن کا زخم چار پانچ انچ سے قدرے زیادہ تھا۔ڈاکٹر صاحبان یہ کہہ رہے تھے کہ کہیں نماز کی وجہ سے ٹانکے نہ کھل جائیں تو حضرت نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں۔جب دوسری نماز عصر کا وقت آیا تو اس کی امامت کے فرائض سیّد جعفر الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تو آپ نے نماز عصر اشارے کے بغیر کھڑے ہو کر تمام ارکان کو کامل طور پر بجالاتے ہوئے ادا فرمائی۔

جب نماز مغرب کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب ہم نماز باجماعت مسجد میں جا کر ادا کریں گے کیونکہ مسجد کا اہتمام ہسپتال کے اسی پورشن میں تھا۔جب سرکار نے مسجد میں جانے کا ارادہ فرمایا تو ڈاکٹر سمیت سب پریشان تھے کہ آپریشن تازہ ہے،مبارک نماز ادا کرنے مسجد میں

تشریف لے جارہے ہیں۔ پریشان ہونے والوں میں صاحبزادہ حیدری صاحب کا نام سرِ فہرست ہے۔ مبارک نے ان کے چہرے کی پریشانی کو دیکھ کر فرمایا: تم میں سے کسی کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری سے نقصانات نہیں ہوتے بلکہ فوائد ہی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ تمام باتیں آپ کے اعلیٰ تقویٰ کمالات کی نشانیاں ہیں۔ انہی چیزوں کو ہی میرے نزدیک کرامت کہتے ہیں۔ دراصل یہ کرامت سے بھی اونچا درجہ ہے جس کا نام استقامت ہے۔ کرامتیں بعض دفعہ ایسے لوگوں سے بھی ظہور پذیر ہوتی ہیں جو کمالات کے اعلیٰ درجہ پر فائز نہیں ہوتے۔ استقامت ہمیشہ اعلیٰ کمال سے سرفراز لوگوں سے ہی ظہور پذیر ہوتی ہے۔

اشاعتِ دین کے لیے غیر متشرع شخص کی پیشکش کو قبول نہ فرمانا:

جن دنوں میاں محمد حنفی سیفی صاحب داتا دربار محفلِ ذکر کیا کرتے تھے، ان دنوں دورانِ محفل میاں محمد منشی جنہوں نے اپنے نام سے بلال گنج میں ہسپتال بھی بنایا ہے، میاں صاحب سے عرض کیا کہ ہسپتال کی طرح ایک عظیم دینی مدرسہ آپ کے لیے قائم کرتا ہوں اگر آپ قبول فرمائیں۔ منصوبہ تیرہ کنال پر تھا، تعمیر کی ذمہ داری بھی اٹھانے کا وعدہ کیا۔ میاں صاحب نے جواباً کہا کہ مرشد کی اجازت کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اپنے مرشد سے بات کروں گا، پھر جواب دوں گا۔ چنانچہ پیر مفتی عابد حسین صاحب اور میاں محمد صاحب پشاور دربارِ عالیہ سیفیہ حاضر ہوئے، میاں منشی کی پیشکش مبارک صاحب کے سامنے پیش کی۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: کیا وہ سالک ہے؟ میاں صاحب نے جواب دیا: نہیں۔ مبارک صاحب نے پوچھا: کیا متبع سنت ہے؟ میاں صاحب نے عرض کیا: نہیں۔ تو مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس کا اخلاص اپنے نبی ﷺ کی سنت کے ساتھ نہیں، وہ اتنی بڑی قربانی کیسے دے گا؟ اگر وہ واقعی اپنے کام میں مخلص ہے تو پہلے اپنی شکل کو سنت کے مطابق کرے، پھر اصلاحِ باطن کے لیے آپ سے ذکر حاصل کرے، تب اس کی پیشکش قبول کی جاسکتی ہے ورنہ نہیں۔

حُب رسول اکرم ﷺ اور احیائے سنت

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ پر حضرت رسول اکرم ﷺ کی محبت کا ایسا غلبہ تھا کہ جب کبھی نعت شریف سنتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بن جاتیں۔ جب کبھی گلاب سونگھ لیتے تو بے اختیار روتے تھے اور پشتو کا شعر پڑھتے:

زما دَ یار پشان دِ رنگ دے
گلابہ زکہ دِ پہ جیب کې گرزومہ

یعنی آپ پھول کو مخاطب کر کے فرماتے کہ:

اے گلاب تیرا رنگ میرے یار کے رنگ کی طرح ہے
میں تجھے اسی لیے اپنی جیب میں رکھتا ہوں

اس محبت کے تقاضے سے آپ ہر سنت پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے کہ:

ان المحب لمن یحب مطیع (محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا تابع ہوتا ہے)

آپ فرمایا کرتے تھے کہ محبت بغیر اطاعت کے فسق ہے اور اطاعت بغیر محبت کے نفاق ہے۔ دونوں (محبت و اطاعت) کا جمع کرنا اخلاص ہے۔

عمر کے آخری حصے میں آپ علیہ الرحمۃ نے داڑھی منڈانے والے سے مصافحہ کرنا ترک کر دیا تھا۔ فرماتے تھے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی جو محبت میرے دل میں ہے، اس کے تقاضے سے میری غیرت گوارہ نہیں کرتی کہ ایک شخص ان کی سنت پر چھری پھیر رہا ہو اور میں اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملوں اور مصافحہ کروں۔ عمر کے اِس آخری حصے میں چونکہ آپ پر ضعف اور بہت سی بیماریوں کا غلبہ تھا، لہٰذا آپ کے خدام آپ کو تکلیف سے بچانے کی خاطر داڑھی منڈانے

والے کو آپ کے سامنے جانے نہیں دیتے تھے۔

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ جس طرح خود سر تا پا سنت پر آراستہ تھے، اسی طرح دوسروں کو بھی سنت کے راستے پر چلانے والے تھے۔ جس طرح اپنے حق میں ترکِ سنت کو جرم سمجھتے تھے، اس طرح دوسروں کو بھی سنت کی مخالفت سے سختی کے ساتھ منع فرماتے۔ آپ علیہ الرحمۃ اس دَورِ پر فتن میں احیائے سنت کا بے مثال نمونہ تھے۔ آپ کے مریدین کو دیکھا جائے تو سر سے لے کر پاؤں تک سنتوں پر مزین ہوتے ہیں۔ بلاواسطہ مریدین تو کیا، اگر کوئی شخص آپ کی نسبت میں چھٹی ساتویں جگہ مرید ہے تو وہ بھی عمامہ سجائے ہوئے داڑھی و زلف رکھے ہوئے سفید لباس پہنے ہوئے سنت کا پیکر نظر آتا ہے جو کہ آپ ہی کا فیضان ہے۔

اس کی بڑی وجہ آپ کا یہ معمول تھا کہ اگر کسی کے خلیفہ کے مرید کو کسی خلافِ شرع امر کا مرتکب پاتے تو اس مرید کی بہ نسبت اس کے پیر (اپنے خلیفہ) کو زیادہ زجر دیتے۔ تب ہر خلیفہ اپنے مریدین کو سدھارنے کی از حد کوشش کرتا۔ اس طرح فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ (دانا کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا) کے مطابق آپ اگر کسی ایک خلیفہ یا مرید کی مخالفتِ شرع پر اسے دوسروں کے سامنے ڈانٹتے اور زجر دیتے تو دوسرے اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے اس غلطی سے باز رہتے۔

عمامہ نہ باندھنے پر سرزنش:

ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید (سالک) جو پنجاب سے تعلق رکھنے والے تھے، آپ کے پاس آئے اور دس لاکھ روپے تحفے میں پیش کیے جو ایک ایک لاکھ کے دس بنڈل کی شکل میں تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اس کو دیکھا کہ اس کے سر پر عمامہ نہیں ہے تو آپ علیہ الرحمۃ ان پیسوں کا ایک ایک بنڈل اٹھاتے اور اس کے سر پر مارتے، اس طرح دس کے دس بنڈل آپ علیہ الرحمۃ نے اس کے سر پر مارے اور فرمایا کہ تم مجھے روپے دے کر خوش کرنا چاہتے ہو، میں اس سے خوش نہیں ہوں

گا،میری خوشی احیائے سنت میں ہے۔اگر تم میری خوشی چاہتے ہو تو جاؤ عمامہ باندھ کر آؤ۔

مسنون طریقے پر عمل کی تلقین:

ایک دن آپ بعد از نماز فجر ،مسجد میں تشریف فرماتھے،سورۃ یٰسین شریف پڑھی جارہی تھی،ایک سالک آیا اور حلقے میں بیٹھ گیا۔جب تلاوت پوری ہوئی تو آپ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ تم مسجد میں داخل ہورہے تھے تو بایاں پاؤں مسجد میں رکھ کر داخل ہوئے جو کہ خلافِ سنت ہے اور مسجد کی تعظیم کے بھی خلاف ہے۔جاؤ مسجد سے نکل کر سنت کے مطابق دایاں پاؤں مسجد کے اندر رکھتے ہوئے داخل ہو اور آئندہ جب بھی مسجد میں داخل ہو تو اسی طرح دایاں (سیدھا) پاؤں رکھتے ہوئے داخل ہوا کرو۔

آج کے شریعت سے دوری اور غفلت کے دور میں جہاں فرائض وواجبات کو چھوڑا جارہا ہے، آپ علیہ الرحمۃ فرائض وواجبات تو کیا کہ مستحب کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے بلکہ اپنے متعلقین کو درس دیتے ہوئے فرماتے کہ میں خلافِ اولیٰ پر بھی راضی نہیں ہوں۔

دنیاوی زندگی کے آخری ایام میں جب آپ علیہ الرحمۃ شیخ زید ہسپتال (لاہور) میں ایڈمٹ (داخل) تھے تو ایک نرس جو اس وارڈ میں ڈیوٹی پر مامور تھی، آپ کو انجکشن لگانے کے لیے آئی۔اس نے بائیں (الٹے) ہاتھ سے انجکشن لگانا چاہا تو آپ نے اس وقت بھی جبکہ آپ پر ضعف اور بیماریوں کا ایسا غلبہ تھا کہ اکثر اوقات آواز کے ساتھ بات نہیں کر پاتے تھے، اپنی تلقینِ سنت کی عادت کے مطابق ہاتھ کے اشارے سے اس کو سمجھایا کہ انجکشن دائیں ہاتھ سے لگاؤ۔

ایک سال آپ نے عید الاضحیٰ کے موقع پر سو قربانیاں کیں جن میں سے اکثر کا ذبح آپ نے باوجود ضعف و بیماری کے، اپنے ہاتھ مبارک سے کیا۔فرمایا: حضرت رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو جانور ذبح کیے تھے، اس سال میں اس سنت پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔

تارکِ سنت کو علمِ دین پڑھانے کی ممانعت:

فقیر (راقم الحروف) ایک مرتبہ جمعرات کو اپنے علاقہ مردان سے آپ کے دربار شریف واقع باڑہ (خیبر ایجنسی) بنیّتِ شرفِ دیدار، روانہ ہوا۔ ایک شاگرد نے اصرار کیا کہ مجھے بھی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنی ہے اور آپ کے ساتھ جانا ہے۔ چونکہ وہ اس وقت تک غیر سالک تھا، لہٰذا وضع قطع شرعاً درست نہ تھا۔ راستے میں جاتے ہوئے میں نے اس کو سمجھایا کہ اگر مبارک صاحب پوچھیں کہ کس کے ساتھ آئے ہو تو میرا نام نہیں لینا (کیونکہ مبارک مخالفِ شرع مرید یا شاگرد کی وجہ سے اس کے استاد (ذمہ دار) کا مواخذہ کرتے تھے)

دربار شریف پہنچے، حضرت مبارک تشریف فرما تھے، میں مصافحہ کرکے آگے بڑھ گیا۔ جب اس (شاگرد) کی باری آئی تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟

اس نے عرض کیا کہ مردان سے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: کس کے ساتھ آئے ہو؟

(حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا رُعب ایسا تھا کہ نہ چاہتے ہوئے بھی مجبوراً اس نے میرا نام لے لیا)

آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: آپ کا کیا لگتا ہے؟

اس نے کہا: استاد۔

حضرت مبارک نے مجھے بُلا کر فرمایا: مولوی صاحب! یہ لڑکا آپ کا شاگرد ہے؟

میں نے ناچار عرض کیا: جی ہاں قربان۔

آپ نے فرمایا کیا پڑھتا ہے؟

میں نے عرض کیا: فقہ کی ایک کتاب اور ترجمۂ قرآن کریم

آپ مجھے فرمانے لگے: نہ تو اس کے سر پر عمامہ ہے، نہ باقی لباس شرعی ہے، داڑھی کم کی ہوئی ہے، بال بھی انگریزی ہیں، ٹخنے پائنچوں میں چھپے ہوئے ہیں، آپ ایسے لوگوں کو پڑھاتے ہیں؟ کیا آپ نے

یہ حدیث شریف نہیں پڑھی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نااہل کو علم دینا خنزیر کے گلے میں موتیوں کا ہار ڈالنا ہے۔

میں نے عرض کیا: آئندہ اس طرح نہیں کروں گا۔

تب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ میری وصیّت ہے کہ کسی غیر متشرع طالبِ علم کو کبھی بھی نہ پڑھانا کیونکہ بے عمل علماء سے دین کو فائدہ کم اور نقصان زیادہ پہنچتا ہے۔

ہجرت

پاکستان کی طرف ہجرت:

سن 1398 ہجری میں نور محمد ترکئی کی قیادت میں آپ علیہ الرحمۃ کے وطن افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب آیا جس کی معاونت روس کر رہا تھا۔ اس نظام کے چند ماہ گزرنے کے بعد حکومت کی جانب سے بہت سے بزرگ نیک علمائے کرام اور مشائخ عظام کو گرفتار کرکے قید کرلیا گیا اور روس کے حکم سے ان کی اکثریت کو شہید کردیا گیا جبکہ بہت سے علماء ومشائخ لاپتہ کردیا گیا۔ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے بھی چونکہ روسیوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا تھا، لہٰذا آپ کو بھی گرفتار کرنے کا وارنٹ جاری ہوگیا جسکی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کو بھی خبر پہنچی۔ اسی آزمائش و آفت کی وجہ سے حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے افغانستان سے دشوار گزار پہاڑی راستوں سے ہوتے ہوئے اپنے ہمسایہ ملک پاکستان ہجرت فرمائی اور پیر سباق نوشہرہ خیبر پختونخواہ کے علاقے میں اپنے مرشد مکرّم شیخ الشیوخ مولانا بزرگ محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کے قریب رہائش اختیار کی۔

آپ علیہ الرحمۃ نے اس جگہ سے معرفت کے پیاسوں کو فیوضاتِ رحمانی سے سیراب فرمانا شروع کردیا۔ گردونواح کے علاقوں سے تشنگانِ قربِ الٰہی آپ کے پاس جمع ہونا شروع ہوئے۔ آپ کی توجہ شریف کی برکت سے بہت سے معرفت ناشناس دائرۂ ولایت میں قدم رکھنے لگے۔ آپ کی صحبت کے اثر سے آپ کے سالکین پر عشق و مستی کی کیفیاتِ وجدانیہ طاری ہونے لگیں جس کی وجہ سے چند ہی دنوں میں آپ علیہ الرحمۃ کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی اور آپ کے متعلقین بڑھتے گئے یہاں تک کہ دستورِ زمانہ کے مطابق اس علاقے کے بعض پیروں اور مولویوں نے اپنے بازار کو سرد دیکھتے ہوئے آپ کے ساتھ بغض وحسد اور دشمنی شروع کردی جس کی وجہ سے آپ نے وہ علاقہ چھوڑ کر نوشہرہ شہر کے قریب ایک دیہہ بنام شامل کلی کی ایک مسجد جس کا نام مسجد دل آرام

تھا، میں امام و خطیب کی ذمہ داری سنبھالی۔ اصلاحِ خلقِ خُدا کا یہ عظیم مشن وہاں پر بھی جاری و ساری رہا یہاں تک کے وہاں پر آپ علیہ الرحمۃ نے تین سال گزار دیئے۔

اس دوران آفریدی قوم کے کچھ سردار بنام حاجی سلطان محمد، حاجی میر اصغر خان اور انکے بھتیجے حاجی محمد یوسف خان جو آپ کے ارادتمند تھے، نے آپ کو خیبر ایجنسی باڑہ علاقہ کھجوری منڈیکس میں سکونت کے لئے کچھ جگہ (زمین) تحفے میں پیش کی جسے آپ علیہ الرحمۃ نے قبول فرمایا۔

وہاں پر آپ علیہ الرحمۃ نے چند رہائش گاہیں، خانقاہ اور مسجد تعمیر کی اور 1401 ہجری میں آپ نوشہرہ سے باڑہ خیبر ایجنسی منتقل ہوئے۔ اس بحرِ معرفت سے سیراب ہونے کے لیے کرہ ارض کے اطراف و اکناف سے لوگ جام معرفت نوش فرمانے کے لئے آنا شروع ہوگئے۔ مملکتِ خداداد پاکستان کے ہر علاقے، ہر قوم، ہر زبان و نسل کے لوگوں تک اس عظیم ہستی کا فیض پہنچا یہاں تک کہ پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک افغانستان اور ایران کے بہت سے لوگ آپ کی ہدایت کے تابع ہو کر مرید ہوگئے۔

عرب ممالک جیسے دوبئی، سعودیہ، قطر، عمان وغیرہ تو کیا کہ آپ کی عظیم نسبت کی روشنی مغربی ممالک تک بھی جا پہنچی۔ آج کینیڈا، فرانس، سنگاپور، ملائیشیا اور برطانیہ میں بھی آپ کے خلفائے کرام موجود ہیں اور خانقاہی نظام کے توسط سے دین اسلام کی تبلیغ اور اشاعتِ شریعت و طریقت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور دنیا میں شاید ہی کوئی ملک ہو جس میں آپ علیہ الرحمۃ کے خلفائے کرام و مریدین و متوسلین موجود نہ ہوں۔ باڑہ خیبر ایجنسی میں آپ نے تقریباً 28 سال کا عرصہ گزارا۔

پشاور باڑہ خیبر ایجنسی سے لاہور آمد:

جیسا کہ ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ حضرت سیّدی مبارک علیہ رحمۃ ایک متبحر عالم شریعت اور عظیم شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دلیر مرد مجاہد بھی تھے آیۃ کریمہ جاھد

الکفار والمنافقین واغلظ علیھم کی تفسیر کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے آپ کے ہتھیار آپ کی زبان اور آپ کا قلم بمقتضائے حال دشمنانِ دین کے مقابلے میں استعمال ہوئے۔ آپ کی حیات مقدسہ میں جہاں کفار کے ساتھ جہاد بالسیف کا موقع آیا تو آپ دشمن کے سامنے سینہ سپر ہوئے جیسا کہ افغانستان میں روسیوں کے خلاف ہتھیار اٹھایا، جہاں منافقین کے ساتھ جہاد باللّسان اور جہاد بالقلم کا موقع آیا تو آپ نے اپنی زبان اور قلم کو منافقین کے خلاف چلا کر ان کا قلع قمع کیا جس پر آپ علیہ الرحمۃ کے آڈیو بیانات اور سینکڑوں مکتوبات اور چند رسائل اور آپ کے خلفائے کرام کی تصنیفات و تالیفات (جو اکثر و بیشتر آپ ہی کے افادات میں سے ہیں) شاہد ہیں۔ اسی سلسلۂ جہاد کی ایک کڑی واقعہ باڑہ خیبر ایجنسی بھی ہے۔

جب ایک خارجی نام نہاد مفتی شاکر جو کہ کرم ایجنسی سے علاقہ بدر تھا اور عقیدۃً مماتی دیوبندی (پنج پیری) تھا کو باڑہ لایا گیا۔ اس کو لانے والوں میں حاجی نامدار (المعروف حاجی نمرود) جس کا تعلق غیر مقلدین کی جماعت المسلمین کے ساتھ تھا اور منگل باغ جس کا تعلق رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کے ساتھ تھا (اور جو بعد میں نام نہاد لشکرِ اسلام (خارجی تنظیم) کا امیر بھی بنا) کے نام سرِفہرست ہیں۔ یاد رہے کہ حاجی نامدار کو اس کی ذاتی دشمنی کی بنا پر قتل کیا گیا اور منگل باغ کے مراکز فوجی حکومت نے بموں سے اڑا کر ختم کر دیئے جس کے بعد منگل باغ روپوش ہو گیا اور تاحال اس کے زندہ یا مردہ ہونے کی کوئی قابلِ یقین اطلاع نہیں ہے۔

غرض یہ کہ جب نام نہاد مفتی شاکر کو یہاں لایا گیا تو اس کو گھر، مرکز، عورت، گاڑی اور نقدی وغیرہ کی تمام سہولیات دی گئیں اور علاقہ کے وہابی نجدی عقیدہ کے حاملین ملاؤں اور عوام نے اس کا بھرپور ساتھ دیا تو اس نے لشکرِ اسلام کے نام سے ایک مسلح تنظیم بنائی جو باقاعدگی کے ساتھ خیبر ایجنسی کے علاقہ باڑہ کھجوری میں اسلحہ کی نمائش کرتے ہوئے روڈ پر گشت کرتی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس تنظیم کے لوگوں نے علاقائی لوگوں کے معاملات میں دخل اندازی کرتے ہوئے اپنی رائے سے فیصلے کرنے کا کام شروع کر دیا۔ جس کو چاہتے، زبردستی گھر سے اٹھا کر مرکز میں پیش

کرتے، پھر اس کی تقدیر کا فیصلہ اہالیانِ مرکز کے ہاتھوں ہوتا تھا، چاہتے تو چھوڑ دیتے، چاہتے تو جرمانہ لگادیتے یا گولی مار کر قتل کر دیتے۔ اس دوران مفتی شاکر (ابتداء میں لاوڈا سپیکر کے ذریعے اور بعد میں) ایف ایم ریڈیو کے ذریعے اپنے مسلک کا پرچار بھی کرتا تھا یہاں تک کہ اہل سنت کے عوام و خواص کو برملا (علی الاعلان) مشرک وکافر کہنے لگا جیسا کہ ان کا وطیرہ ہے۔ لوگوں کو ہنساتے ہوئے سُنیوں کے معمولات اور بزرگانِ دین کا مذاق و تمسخر اڑانے لگا اتنی جرات و دلیری پائی کہ ایف ایم ریڈیو پر واضح الفاظ میں:

- کہتا تھا کہ یارسول اللہ کہنا زنا سے بدتر ہے
- اور جس مسجد میں یا محمد، یارسول اللہ لکھا ہو، وہ مسجدِ ضرار ہے، اس کو گرانا چاہیئے اور اس میں نماز نہیں ہوتی
- امامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی کہنے لگا
- یزید پلید کے نام کے ساتھ امیر المومنین اور رضی اللہ عنہ کے القاب کہتا تھا

اس کے علاوہ سینکڑوں قسم کی گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتا تھا تو حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم پر اس علاقے کا رہائشی اور اہل علم ہونے کی حیثیت سے اس کا جواب دینا لازمی ہے، لہٰذا آپ نے بھی ایف ایم نصب کرکے اس گمراہی کا مقابلہ شروع کیا اور عوام الناس کو اس فتنہ سے بچانے کیلئے جدوجہد شروع کی جس کی وجہ سے خارجی مفتی اور اس کے حواریئین حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی دشمنی پر اتر آئے یہاں تک کہ کئی بار ایف ایم ریڈیو کے ذریعے آپ پر مُسلح چڑھائی کا اعلان کیا اور بار بار علاقہ چھوڑنے کا کہا لیکن حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس دوران آپ علیہ الرحمۃ نے خیبر پختونخواہ کے مقتدر علماء اور مشاہیر مشائخ و سجادہ نشین حضرات کو دعوت دے کر بلایا اور ان سے کہہ دیا کے ان لوگوں کے ساتھ میری کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے بلکہ ناموس رسالت و عقیدہ اہل سنت کی خاطر لڑ رہا ہوں، آج ان لوگوں کا سامنا مجھ سے ہے، کل تمہارے ساتھ ہوگا، لہٰذا آپ لوگ متحد ہو کر ساتھ دیں گے تو یہ فتنہ کٹ سکتا ہے۔ اس

وقت انھوں نے حامی بھر لی لیکن بعد میں خاموش تماشائی بن کر حالات دیکھتے رہے۔ افرادی یا مالی تعاون تو دور کی بات ہے کسی نے کوئی اخباری بیان تک بھی نہیں دیا۔

علاقے کے حالات خراب ہوتے گئے کئی سنیوں کے گھروں کو نام نہاد لشکرِ اسلام نے مسمار کر دیا کسی کی گاڑی کو روک کر تنظیم کے لیے استعمال کیا تو کسی سے لاکھوں روپے کا بھتہ لیا جس کی وجہ سے سنی حضرات علاقہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ ان دنوں خیبر پختونخواہ میں مجلسِ عمل والوں کی حکومت تھی جس میں اکثریت کے ایم این اے اور ایم پی اے دیابنہ حضرات تھے اور یہی وجہ تھی کہ مفتی کی نام نہاد تنظیم لشکر اسلام کی بربریت پر مسلسل خاموشی اختیار کی جارہی تھی اور جب مفتی کی طرف سے بار بار آپ علیہ الرحمۃ کو علاقہ چھوڑنے اور بصورت دیگر مسلح چڑھائی کا اعلان کیا جارہا تھا تو آپ علیہ الرحمۃ کے معتقدینِ علاقہ آپ پر غیرت کرتے ہوئے مقابلے کیلئے تیار ہوئے جس سے حکومت وقت نے بڑی خونریزی کا خوف محسوس کیا تو جانبین کو خیبر ایجنسی سے نکلنے کا آرڈر جاری کیا۔

ایم این اے خلیل الرحمٰن، باڑہ امن جرگہ کے عمائدین مولانا احمد خان اور مولانا مستامین اور دیگر مَلک بار بار آپ علیہ الرحمۃ کے دربار پر حاضر ہو کر درخواست کر رہے تھے کہ سرکاری امر کا لحاظ کیا جائے مگر آپ علیہ الرحمۃ کے چاہنے والے (حق بجانب ہونے کی وجہ سے) اس امر کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے لیکن حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اگر یہ امر سرکار کی جانب سے ہے تو میں انکار نہیں کرتا کیونکہ اِس امر کے بجانہ لانے پر حکومتِ وقت سے لڑائی ہو گی جو کہ فساد ہو گا، جبکہ میں فقیر ہوں اور فقیروں کا کام اصلاح ہوتا ہے، فساد نہیں۔ لہٰذا آپ علیہ الرحمۃ نے باڑہ خیبر ایجنسی سے ہجرت کا ارادہ فرمالیا اور ایم این اے خلیل الرحمٰن، امن جرگہ کے عمائدین مولانا احمد خان، مولانا مستامین اور دیگر کے ہمراہ پبی اسٹیشن نوشہرہ اپنے گھر تشریف لائے جہاں آج بھی آپ کے فرزندِ اکبر و سجادہ نشین محمد سعید حیدری صاحب مبارک کی رہائش ہے۔

بعد میں وہاں سے پنجاب (لاہور) تشریف لائے جہاں پہلے سے آپ کا آستانہ بمقام داروغہ والا (لکھوڈیر) فقیر آباد شریف میں موجود تھا جہاں پر ان واقعات کے وقوع سے پہلے آپ

نے اپنی تدفین کے لئے اسی جگہ کے تعیّن کی وصیت فرمائی تھی۔

واضح رہے کہ بعد میں مولانا احمد خان کو نام نہاد لشکرِ اسلام والوں نے سر میں گولی ماری اور مولانا متامین کو سر عام لٹکا کر لوگوں کے سامنے گولیوں کا نشانہ بنایا۔

وفات حسرت آیات

آپ مبارک علیہ الرحمۃ کا وصال مبارک 15 رجب 1431ھ بمطابق 27 جون 2010 کو ہوا۔ آپ کی نمازِ جنازہ میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد جمع ہوگئے۔ فقیر آباد شریف (سابقہ لکھوڈیر) میں مسجد، اس کا صحن اور چھت، آستانہ کا سارا چھت، روڈ، باہر کا احاطہ، وضوخانہ، گو کہ تمام راستے کچھا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ ہر طرف انسانی سروں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا تھا۔ آپ کی نمازِ جنازہ آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد حمید جان صاحب نے پڑھائی اور آپ کے آخری دیدار کا عمل چھ گھنٹے سے بھی زائد تک جاری رہا۔

عرس مبارک:

ہر سال 15 رجب المرجب کو آپ علیہ الرحمۃ کا عرس بڑی عقیدت واحترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ پاکستان، افغانستان، ایران اور دیگر ممالک سے آپ علیہ الرحمۃ کے خلفاء و متعلقین شرکت کے لیے آپ کے دربار شریف پر جمع ہوتے ہیں۔ اس مبارک محفل میں قراء حضرات تلاوت کرتے ہیں، معروف نعت خوان نعت خوانی اور منقبت خوانی کرتے ہیں اور علمائے کرام بمقتضائے حال اپنے بیانات میں آپ علیہ الرحمۃ کی دینی خدمات، ملفوظات، کرامات اور علوم و معارف وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہیں اور لنگر تقسیم کیا جاتا ہے جس کا دورانیہ گھنٹوں تک جاری رہتا ہے۔

جانشینِ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ:

صاحبزادہ علّامہ محمد سعید حیدری صاحب دامت برکاتہم

آپ علیہ الرحمۃ کی وفات پر قبل از تدفین تمام صاحبزادگان اور جملہ خلفائے کرام نے آپ کے بڑے صاحبزادے علامہ محمد سعید حیدری صاحب دامت برکاتہم کے سر پر آپ علیہ الرحمۃ کا تاج (عمامہ شریف) سجایا اور بالاتفاق آپ کو سجادہ نشین بنایا گیا۔

یاد رہے کہ

- ✓ آپ (صاحبزادہ محمد سعید حیدری صاحب) حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے ہیں
- ✓ آپ کو حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے حج پر جاتے وقت بھی اپنا سجادہ نشین بنایا تھا۔
- ✓ آپ نے حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے پیر اوّل شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و صحبت کا شرف بھی پایا ہے۔
- ✓ آپ قیومِ وقت حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمۃ کے خصوصی مشیر رہے۔
- ✓ آپ کو توجہ کی اجازت (بمع طریقۂ توجہ سکھانے کے) حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمائی تھی۔
- ✓ آپ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مطلق بھی ہیں۔

آپ مبارکؒ کی کرامات

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء:

باباجی سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ (والدِ گرامی حضرت عبد الاکبر عرف لالا جی صاحب، مردان) حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے کبار خلفاء میں سے تھے۔ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی ارادت میں آنے سے پہلے باباجی صاحب، گنج فقیر رحمۃ اللہ علیہ (پشاور) کی ارادت میں تھے اور ان کی زیرِ عاطفت سلسلہ عالیہ قادریہ میں چلے کاٹ رہے تھے۔ ایک سو بیس سے زائد چلے کاٹے تھے جن میں سے اکثر چلے چار مہینوں کے تھے۔ غرض اپنی زندگی کے تیئیس سال پہاڑوں اور جنگلوں میں گزارے تھے۔ سخت ریاضتیں اور مجاہدات کیے تھے مگر جب ان کے شیخ گنج فقیر رحمۃ اللہ علیہ پردہ فرما گئے تو باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے سلوک کے کچھ مقامات رہتے ہیں، لہٰذا مجھے شیخ کی ضرورت ہے اور شیخ کی تلاش میں رہے۔ تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر گیا کہ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ پاکستان ہجرت کر کے تشریف لائے اور نوشہرہ میں اقامت پذیر ہوئے۔ باباجی صاحب کو آپ کے بھانجے حکیم نجم الدین صاحب نے خبر دی کہ افغانستان سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بہت باکمال بزرگ تشریف لائے ہیں جن کی توجہ سے حیاتِ قلبی ملتی ہے۔ توجہ دیتے ہیں تو مریدین پر جذب و وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ حکیم صاحب دیکھ کر آئے تھے۔ باباجی صاحب ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی میں نے مسجد میں قدم رکھا، سامنے حضرت مبارک علیہ الرحمۃ مصلے پر بیٹھے مسکرا رہے تھے۔ مجھے فرمانے لگے:

صاحبِ حق صاحب آگئے (جیسے مجھے پہلے سے جانتے ہوں)

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ باباجی صاحب جب میرے پاس آئے تو ان کے ساتھ کچھ مریدین بھی تھے (یاد رہے کہ گنج فقیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو سلسلہ قادریہ میں خلافت دی تھی)۔ جب انھوں نے مرید ہونے کا اظہار کیا تو میں نے کہا: صاحبِ حق صاحب، آپ مرید ہو

رہے ہو تو یہ آپ کے مریدین کیا کہیں گے کہ ہمارے شیخ پھر سے طالب ہو گئے؟ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ چلے کر کر کے انھوں نے نفس کو اتنا دبایا تھا کہ بغیر کسی توقف کے مجھے کہنے لگے: قربان! میں مریدین کا طالب نہیں، خدا کا طالب ہوں۔ میرے مریدین میں خدا طلبی ہو تو وہ بھی آپ سے مرید ہو جائیں۔ غرض بابا جی صاحب،، مبارک علیہ الرحمۃ سے مرید ہو گئے اور پہلی ہی صحبت میں آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے کل اسباق عنایت فرمائے اور خلافت سے نوازا۔ اس کے بعد بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی کے آخر وقت تک ایک جملہ دہراتے تھے جو زر کے پانی پر لکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ:

☆ ”میں نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں ایک سو بیس سے زائد چلے کاٹے تھے۔ ان ایک سو بیس سے زائد چلوں میں، میں نے جتنا کمال حاصل کیا تھا، حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے ایک ہی صحبت میں مجھے اس سے زیادہ کمال عطا فرمادیا“ ☆

(راقم الحروف کہتا ہے کہ) مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ کے قول:

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کے واقعی مصداق حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات تھی۔ اور آپ مبارک علیہ الرحمۃ حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے اس فرمان:

يك توجۂ اينها كارِ صد اربعين مى كند
(نقشبندی مشائخ کی ایک توجہ سو چلوں کا کام دیتی ہے)

کے یقینی مظہر تھے۔

زیارتِ رسول ﷺ سے مشرف فرمانا:

مجھے (راقم الحروف کو) بچپن سے رسول اکرم ﷺ کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ میری والدہ کے پاس پانچ سو دانے والی تسبیح تھی جس پر وہ ذکر واذکار، اوراد و وظائف پڑھا کرتی تھیں۔ رات کو سونے سے پہلے میں وہ تسبیح اٹھا کر دورد شریف پڑھتا رہتا، نیت یہی ہوتی تھی کہ رسول اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت ہو جائے۔

ایک رات درود شریف پڑھتے پڑھتے میں سو گیا۔ خواب دیکھتا ہوں کہ ہمارے محلے کی مسجد کے صحن کے ایک کونے میں ایک بہت ہی نورانی بزرگ تشریف رکھتے ہیں، میں نماز پڑھ کر بیٹھا ہی تھا کہ انھوں نے مجھے بلا لیا، میں ان کے پاس گیا اور دوزانوں ہو کر سامنے بیٹھ گیا۔ وہ بزرگ مجھے فرمانے لگے: بیٹا، تجھے حضرت رسول اکرم ﷺ کی زیارت کا بہت شوق ہے؟ میں نے عرض کیا: جی۔ انھوں نے فرمایا: ہر جمعرات کو مغرب اور عشاء کے درمیان آٹھ رکعت نماز پڑھا کرو، تیرا مقصد جلد ہی پورا ہو جائے گا۔ جب میں صبح اٹھا تو خواب مجھے یاد تھا۔ اس بزرگ کی صورت بھی اچھی طرح ذہن میں بیٹھ گئی تھی لیکن نہ تو میں نے ان کو پہلے کبھی دیکھا تھا، نہ انھوں نے اپنا کوئی تعارف کرایا۔ غرض میں ان کو نہ پہچان سکا۔

جمعرات کو مغرب اور عشاء کے درمیان آٹھ رکعات نوافل کو میں نے اپنا معمول بنا لیا۔ میرے اس معمول کو تین یا چار جمعرات ہی گزرے تھے کہ مجھے خواب میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور اس طرح سعادت کا یہ دروازہ مجھ پر کھل گیا۔ اس وقت میری عمر لگ بھگ بارہ تیرہ سال کی تھی۔ اس وقت میں سوچتا رہتا کہ رسول اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کروانے والے عظیم محسن، یہ بزرگ ہستی کون ہو گی۔

آخر کار کچھ عرصے کے بعد حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی ملاقات کے شرف کو پانے کی غرض سے خیبر ایجنسی باڑہ، علاقہ کھجوری، منڈ یکس، مرشد آباد جانا ہوا۔ جب دربار شریف

پہنچے تو عصر کی نماز پڑھی جاچکی تھی۔ ختمِ خواجگان شروع ہو چکا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ مسجد میں محراب کے پاس ایک کرسی پر خلفاء کے درمیان تشریف فرماتھے۔ جیسے ہی میری نظر آپ کے مبارک چہرے پر پڑی تو مجھے یاد آیا کہ خواب میں آنے والے بزرگ میرے محسن تو یہی مبارک ہستی تھی جس نے حلقہ ارادت میں لینے، بلکہ ملاقات سے بھی پہلے مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا تھا۔

خواب میں پھینکے گئے چھینٹوں کا حقیقت میں موجود ہونا:

حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی حیاتِ دنیوی کا واقعہ ہے، فقیر (راقم الحروف) کو نماز تہجد پڑھنے کی عادت تھی۔ اگر کبھی سوتے ہوئے نماز تہجد میں تاخیر ہو جاتی تو خواب میں آپ مبارک علیہ الرحمۃ کو اپنے پاس تشریف لاتے ہوئے دیکھتا۔ آپ فرماتے: اٹھو بیٹا، تہجد کا وقت ہے۔ میں فوراً اُٹھ جاتا۔ ان دنوں مجھے جسم میں درد کی تکلیف ہوتی تھی جس کی وجہ سے نمازِ تہجد کے لیے اٹھنا مشکل ہو جاتا۔ آپ علیہ الرحمۃ اپنے معمول کے مطابق مجھے خواب میں آکر جگادیتے، میں اٹھ جاتا۔

ایک رات میں کافی تکلیف میں تھا، تہجد کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ اپنے معمول کے مطابق خواب میں تشریف لائے اور مجھے جگادیا۔ مجھے چونکہ تکلیف زیادہ تھی، لہٰذا اٹھنے کی ہمت نہیں ہوئی اور آنکھ پھر سے لگ گئی۔ دوسری مرتبہ خواب دیکھتا ہوں کہ آپ علیہ الرحمۃ تشریف لاتے اور فرماتے ہیں: اٹھو، اُذان کا وقت ہو گیا۔ میری آنکھ کھلی تو اذانیں شروع تھیں۔ مجھے چونکہ تکلیف تھی، لہٰذا پھر بھی اٹھنے کی ہمت نہیں ہوئی اور پھر سے آنکھ لگ گئی۔ تیسری مرتبہ مبارک علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا کہ آپ میری طرف تشریف لارہے ہیں اور چلو میں پانی لیا ہوا ہے، مجھے فرمایا: اٹھو جماعت چھوٹ رہی ہے۔ یہ فرماتے ہوئے چلو سے پانی میری طرف پھینک دیا۔ میں اٹھا، دیکھا تو چھ سات منٹ جماعت کے لیے رہتے تھے مگر تعجب خیز معاملہ یہ دیکھا کہ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے خواب میں جو پانی چلو سے میرے چہرے کی طرف پھینکا تھا، آنکھ کھلنے پر اس پانی کی چھینٹوں کو میں نے اپنے سرہانے اور چہرے پر پایا۔

بیماری کی اصل وجہ کی نشاندہی فرمانا:

ایک دفعہ میرے (راقم الحروف کے) سر میں شدید درد پیدا ہو گیا، درد کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہو رہی تھی کہ نہ تو بخار تھا، نہ کوئی اور مرض جبکہ درد کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ میں سر کو دیوار کے ساتھ مارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بہت پریشانی تھی، دو تین دن سویا بھی نہ تھا۔ چاشت کا وقت تھا، تھوڑی دیر کے لیے میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ ہمارے گھر کی طرف تشریف لا رہے ہیں، میں سامنے گیا تو آپ نے عصا کے ساتھ دیوار میں موجود ایک سوراخ کی طرف اشارہ کیا جس میں سے لال رنگ کا کپڑا تھوڑا سا باہر کی طرف نکلا ہوا نظر آرہا تھا۔ اور پھر واپس مڑ کر چلے گئے۔ اسی وقت میری آنکھ کھلی تو فوراً باہر گیا، دیکھا تو اسی جگہ جہاں آپ نے خواب میں اشارہ کیا تھا اور اس سے لال رنگ کا کپڑا تھوڑا سا باہر کی طرف نکلا ہوا نظر آرہا ہے۔ میں نے اس کپڑے کو کھینچ کر نکال لیا۔ دیکھا کہ اس کپڑے میں کچھ گرہیں لگی ہوئی ہیں جس میں کانٹے چبھوائے گئے تھے۔ میں نے وہ کانٹے نکال کر گرہیں کھول دیں تو اسی وقت میرے سر کا درد صحیح ہو گیا۔

چوری کے مال کا تحفہ واپس کرنا:

ایک مرتبہ جب باڑہ خیبر ایجنسی میں حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی سکونت تھی، کراچی سے ایک سالک آیا، اس نے حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کو کچھ تحفہ دیا جو اس کی حیثیت سے کچھ زیادہ تھا، حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے اس وقت تو قبول کر لیا مگر جب اپنے حرم (گھر) تشریف لے گئے تو رات کو خلافِ معمول باہر تشریف لائے اور اس بندے کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے۔ اس کو تلاش کیا گیا، مسجد میں سویا ہوا تھا، حاضر کیا گیا۔ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے اس کا دیا ہوا تحفہ واپس کر دیا اور واپس گھر تشریف لے گئے۔ بعد میں حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب میں گھر گیا اور اپنے معمولات کے بعد استراحت کرنے لگا تو جیسے ہی آنکھ لگی

،خواب میں دیکھا کہ کسی جگہ چوری کر رہے ہیں اور میں ان کا ساتھ دے رہا ہوں۔ آنکھ کھلنے پر یہی تعبیر القا ہوئی کہ اس بندے کا دیا ہوا تحفہ حلال کمائی کا نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے فوراًواپس کر دیا۔

جب اس بندے سے کہا گیا کہ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ تو اس طرح فرما رہے ہیں، کیا واقعہ ہے؟ تو اس نے اقرار کیا کہ ہاں، یہ پیسے چوری کے تھے، میں ایک ساتھی کے ساتھ کراچی میں فروٹ کی ریڑھی میں شراکت رکھتا تھا، میرا دل تنگ ہو گیا، وہ ریڑھی میں نے بیچ دی اور ساتھی سے کہہ دیا کہ ریڑھی گم ہو گئی ہے۔ انہی پیسوں سے میں نے کراچی سے پشاور کا ٹکٹ بھی کیا اور جو پیسے بچ گئے، ان میں سے حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کو تحفہ پیش کیا۔

آپ مبارکؒ کی خدمت سے جنّت کی بشارت:

حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ وصال سے پہلے کچھ عرصہ شیخ زید ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج رہے۔ انہی دِنوں کی بات ہے کہ جس وارڈ میں حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ ایڈمٹ تھے، اسی وارڈ میں ایک نرس کی ڈیوٹی تھی۔ وہ ننگے سر، بے پردگی کی حالت میں اپنی ڈیوٹی کرتی تھی۔ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے حضرت احمد سعید (یار جان) صاحب نے اس نرس سے فرمایا کہ حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ ناراض ہوتے ہیں، آپ اگر اور زیادہ پردہ نہیں کر سکتیں تو کم از کم دوپٹہ تو سر پر رکھا کریں۔ صاحبزادہ صاحب کے کہنے پر اس نے برا مانا اور کہا کہ میں اپنی ڈیوٹی کر رہی ہوں، تم لوگوں کا میرے پردے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

یہ دن تو گزر گیا، دوسرے دن علی الصبح جب وہ نرس وارڈ میں آئی تو مکمل پردے کے ساتھ، یہاں تک کہ ہاتھ میں دستانے اور پاؤں میں جراب پہنے ہوئے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو کہنے لگی کہ رات کو جب میں سو گئی، خواب دیکھنے لگی کہ ایک جگہ بہت بڑی اسکرین لگی ہوئی ہے اور اسکے سامنے بہت سے لوگ جمع ہیں۔ اسکرین پر مختلف لوگوں کے نام آرہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کیا ہے تو کہا گیا کہ اس اسکرین پر ان لوگوں کے نام آرہے ہیں جو اِس بابا جی (حضرت سیّدی

مبارک علیہ الرحمۃ) کی خدمت کرنے پر جنت کے مستحق بنے ہیں۔ میں بھی اسکرین کی طرف دیکھنے لگی کہ خدمت تو میں نے بھی کی ہے مگر بہت سارے ناموں میں سے کہیں بھی میں نے اپنا نام نہیں دیکھا، بالآخر جب میں مایوس ہونے لگی تو سب سے آخر میں میرا نام بھی آیا جس پر میری آنکھیں کھل گئیں۔ آنکھ کھلتے ہی میں نے یہ قصد کیا کہ آئندہ زندگی اسلام کے پیارے قوانین کے تحت گزاروں گی اور آج سے مکمل پردے کی حالت میں اپنی ڈیوٹی کرتے ہوئے باباجی کی سچے دل سے خدمت کروں گی۔

آپ مبارکؒ کے تبرک سے طوطلاپن دُور ہونا:

میرا (راقم الحروف کا) ایک بھتیجا ہے، جب وہ چھوٹا تھا تو صحیح طرح بات نہیں کر سکتا تھا، زبان میں طوطلاپن تھا۔ ایک مرتبہ جمعرات کو میں گھر سے حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کے دربار پر حاضری دینے جا رہا تھا۔ میرے والد محترم نے مجھے فرمایا کہ اس بچے کے لیے مبارک علیہ الرحمۃ کا جھوٹا پانی لانا (کیونکہ انھوں نے حضرت عبد الاکبر لالا جی صاحب کے صاحبزادے محمد حبیب صاحب کے بارے میں سنا تھا کہ یہ بچپن میں صحیح طرح بات نہیں کر سکتا تھا تو مبارک علیہ الرحمۃ نے اس کو اپنا جھوٹا قہوہ پلایا تھا جس کی وجہ سے وہ صحیح ہو گیا تھا یہاں تک کہ خوش الحان نعت خوان ہے)

میں جب دربار شریف (باڑہ کھجوری) میں چلا گیا، حضرت سیّدی مبارک علیہ الرحمۃ کی صحبت کا شرف حاصل کیا مگر ہمت نہ ہو سکی کہ بچے کے لیے جھوٹا طلب کر سکوں، میں نے آپ کے خادم محمد فہیم صاحب سے عرض کیا کہ مبارک کا جھوٹا چاہیئے، پانی ہو یا قہوہ وغیرہ تو انھوں نے فرمایا: انتظار کرو، کوئی بھی چیز بچ گئی تو میں آپ کو دے دوں گا۔ رات گزر گئی، صبح ناشتے کے بعد میں نے واپسی کی اجازت لینی تھی، سوچتا رہا کہ کسی طریقے سے عرض کروں مگر ناکام رہا۔

اتنے میں مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جس نے جانا ہو، اس کو اجازت دیتا ہوں۔ میں

بھی اجازت لینے کے لیے قطار میں کھڑا ہوا، مصافحہ کر کے اجازت لی، ابھی میں مسجد سے نکلا نہیں تھا کہ مبارک علیہ الرحمۃ نے خادم سے پانی طلب کیا، انھوں نے پانی پیش کر دیا، آپ نے گلاس میں سے دو تین گھونٹ پانی نوش فرمایا اور باقی پانی میز پر رکھ دیا۔ خادم محمد فہیم صاحب مجھے دیکھ کر مسکرائے کہ کام ہو گیا۔ مبارک علیہ الرحمۃ اپنے حرم (گھر) تشریف لے گئے۔ میں نے وہ پانی بوتل میں ڈال دیا اور گھر لے آیا۔ وہ پانی اس بچے کو پلاتے رہے، چند ہی دنوں میں اس کا طوطلا پن دور ہو گیا۔

آپ مبارکؒ کے بیرونِ ملک خلفائے کرام

(از: دُرّۃ البیان)

آپ مبارکؒ کے مغربی ممالک میں خلفائے کرام:

بالجملہ حضرت اخُند زادہ مبارک (علیہ الرحمۃ) فضائل و کمالات کے جامع تھے۔ گویا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی کمال و فضلیت کی ایک کان تھی اور مجھ جیسا آدمی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمالات بیان کرنے قاصر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمالات میں سے وہ چند جو میں نے مشاہدہ کیے وہ بیان کیے ہیں جیسا کہ مقولہ ہے کہ جتنا زیادہ اُن کے حسین چہرے کو دیکھو گے اتنا زیادہ حسین پاؤ گے۔

حضرت مبارک کے مریدین کثرت کے ساتھ ہیں اور اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ خلفاء بھی کثیر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کا شمار ہزاروں میں ہے۔ عرض مترجم یہ ہے کہ مصنف نے جب یہ کتاب تصنیف کی، اس وقت آپ کے مرید ہزاروں میں تھے لیکن اب کی تعداد لاکھوں میں ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر خلفاء و مریدین افغانستان میں اور پاکستان میں ہیں اور ایران کے بعض علاقوں میں بھی ہیں اور بعض دُور کے ممالک میں ہیں۔ مثلاً اروپا نمساء۔ اس کا دار الحکومت اُتریش ہے اور المان اور فرانس، امریکہ، کینیڈا اور اس کے علاوہ بھی دیگر کثیر ممالک میں جیسے مالیزیا اور سنگاپور میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کی کافی تعداد موجود ہے۔

یہ مترجم عرض کرتا ہے کہ یہ اُس وقت کی بات جب مصنف مدظلہ نے ۱۴۱۳ھ میں اس کتاب میں کو تصنیف کیا۔ اب تو دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہو گا جہاں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء و مریدین نہ ہوں، مثلاً سعودیہ، دبئی، برطانیہ، ایران، عراق، آسٹریا، قطر، افغانستان۔ ان کے علاوہ کثیر ممالک میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و معتقدین موجود ہیں۔ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد ۱۴۱۲ھ یعنی آج سے تقریباً ۲۱ سال پہلے جب یہ کتاب لکھی گئی تو اس وقت پانچ ہزار سات سو

باون تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے اسمائے گرامی چار ضخیم جلدوں میں محفوظ ہیں جو غیر مطبوعہ ہیں لیکن اب جبکہ اس کتاب کا ترجمہ کیا جارہا ہے، اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد 50859 ہے۔

حضرت مبارک کے خلفاء میں سے ہر ایک خلیفہ صاحبِ وجد و حال ہے اور ہر ایک کے کثیر مریدین ہیں۔ میں نے پاکستان کے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں اس کا مشاہدہ کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خلفاء کا اگر ذکر کیا جائے تو اس کے لیے مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں ان کے چند خلفاء کا ذکر کیا جائے گا جو دُور کے ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔

۱۔ صوفی ابو بکر محمد سیفی (مدظلہ)، ان کا تعلق آسٹریا سے ہے

ان کا تعلق نمساء سے ہے جس کا دارالحکومت اُتریش ہے اور یہ غرادس (Graz) کی ریاست ہے۔ ان کی بستی کا نام "یودِن دُورف" (Yodindoorp) ہے جو کہ شتراسنکل (یعنی سڑک انجیل) کے کنارے پر یہودیوں کی ایک بستی ہے۔

ابو بکر محمد کا سابق نام بیرن ہارڈ (Berndard) تھا اور ان کے والد کا نام انتون (Anton) ہے۔ ابو بکر محمد پاکستان میں تجارت کی غرض سے آئے تھے۔ اسی دوران ان کی ملاقات حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خلیفہ سے ہوئی اور ان کی زبانی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سنی تو دل میں زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رُخِ انور دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوگئے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ۱۴۱۶ھ میں طریقہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت سے نوازے گئے۔

اس کے بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکر محمد کو طریقہ چشتیہ و قادریہ کی تلقین کی۔ اس میں بھی یہ مجاز ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ سہروردیہ کے اسباق دیئے۔ ابو بکر محمد اس طریقہ میں بھی اپنے پیر و مرشد سے بالآخر ماذون ہوئے اور انھوں نے سنتِ نبوی ﷺ کو اچھ

طریقے سے اپنالیا حتیٰ کہ عمامہ کو اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق لباس کو بھی اپنالیا اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ خود اُن کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

ابو بکر محمد کی زوجہ (بیوی) بھی اسی فضلیت سے بہرہ مند ہوئیں اور ان کے دونوں بیٹے ابراہیم اور یعقوب نے بھی اس نعمتِ عظمیٰ سے حصہ حاصل کیا۔اے اللہ! تو ان پر اپنی رحمت فرما اور ان کی مغفرت فرما۔یارب العالمین اور انھیں صراطِ مستقیم پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرما اور انھیں اپنے ملک میں دیگر لوگوں کی ہدایت کا سبب بنادے۔

۲۔صوفی ڈاکٹر محمد یحیٰ سیفی،ان کا سابق نام جانس بن یوحان تھا

حضرت مبارک کے خلفاء میں سے ایک ڈاکٹر محمد یحیٰ ہیں۔ان کا تعلق آسٹریا سے ہے اور یہ غرادس(Graz)اور ان کے والد کا نام یوحان تھا اور یہ ابو بکر محمد (ملّر) کے دوستوں میں سے تھے۔ابو بکر محمد (ملّر) نے انھیں سلوک اور معرفتِ الٰہی کی طرف رغبت دلائی اور کبھی کبھی ان پر توجہ بھی کیا کرتے تھے حتیٰ کہ جانس ان کی صحبت سے متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ حضرت مبارک (رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور طریقۂ نقشبندیہ میں بیعت ہوگئے اور چند دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں رہے اور پھر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک سال یا اس سے کچھ ماہ زیادہ مقیم رہے۔

اور اسی دوران طرقِ اربعہ یعنی طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ کی خلافتِ مطلقہ سے سرفراز ہوئے اور پھر شریعت و طریقت کی خدمت کے لیے اپنے وطن آسٹریا(Austria)واپس لوٹ گئے۔

۳۔صوفی محمد نعیم سیفی،ان کا سابق نام رایمونڈ بن شافیر تھا

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بیرونِ ملک کے خلفائے کرام میں سے محمد نعیم ہیں۔ان کا تعلق آسٹریا

سے ہے۔ ان کے شہر کا نام دیوتج فیستریس ہے جو کہ یُوحنّیس فیغقل کی طرف واقع ہے۔ ان کا سابق نام رایموںڈ (Raimund) اور ان کے والد کا نام رایمونڈ شافیر (Raimund Schaffer) تھا۔

محمد نعیم ۲۰۰۴ھ میں اسلام لائے اور پھر انھوں نے اسلامی کتب کا جرمنی زبان میں کیا گیا ترجمہ پڑھا اور وہ کتب حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے عظیم بزرگوں کی تصنیفات تھیں۔ ان کتب کے مطالعہ سے ان کا دل تصوف کی طرف مائل ہو گیا اور ہمیشہ انھیں اہل تصوف ہستیوں کی تلاش رہتی تھی۔ اسی ان کی ملاقات اپنے دوست ابو بکر محمد (ملّر) سے ہو گئی۔ ابو بکر محمد (ملّر) اس ملاقات سے پہلے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو چکے۔ ابو بکر محمد (ملّر) سے اہلِ تصوف کے بارے میں گفتگو ہوئی تو انھوں نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی اور تصوف میں ان کے بلند پایہ مقام کے متعلق بتایا اور تحدیثِ نعمت کے طور پر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل شدہ خلافت کے متعلق آگاہ کیا۔ محمد نعیم نے اپنی نیک نیّتی کی وجہ سے ان کی گفتگو کو قبول کیا اور اسی جگہ ان کے بیعت ہو گئے۔

ان کی محفل میں ہمیشہ ذوق و شوق سے حاضر ہوتے رہے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا شوق ہمیشہ ان کے دل میں رہتا تھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ اپنی والدہ کے ساتھ پاکستان آنے کا اتفاق ہوا اور وہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ تنہائی میں دیدار سے مشرف ہوئے۔ اس لیے کہ ان کی والدہ ابھی اسلام نہیں لائیں تھیں۔ چند دنوں کے بعد وہ اپنے وطن آسٹریا میں واپس چلے گئے تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور ان کی محافل کی یاد نے ان کے دل کو بے قرار کر دیا۔ اسی دوران ان کی بیوی مسلمان ہونے کی وجہ سے انھیں چھوڑ کر چلی گئی تھی اور انھوں نے ایک مسلمان عورت سے نکاح کر لیا تھا لیکن پھر بھی معرفتِ الٰہی کے ذوق نے انھیں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار پر دوسری مرتبہ پھر مجبور کر دیا۔

اس وقت محمد ابو بکر (ملّر) نے بھی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ دونوں نے رختِ سفر باندھا اور پاکستان پہنچ گئے اور ذوق و شوق کے ساتھ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار

سے مشرف ہوئے اور وصل و قربِ الٰہی کے مراتب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کی برکت سے پائے۔ ایک ماہ تک حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں رُکے اور پانچ شوال ۱۴۱۲ھ کو محمد نعیم طریقۂ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے اور ترویجِ شریعت، خدمتِ طریقت کے لیے اپنے وطن آسٹریا لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت (پر استقامت) عطا فرمائے۔

۴۔ صوفی محمد آدام سیفی، ان کا تعلق فرانس کے شہر میلوز سے ہے

جو ملک فرانس کی ولایت الزس (Alsace) کا ایک شہر ہے۔ ان کا فرانسیسی نام آدم اور ان کے والد کا نام چارلس (Charlis) تھا۔ یہ پاکستان میں غرضِ تجارت سے آئے اور ان کی ملاقات حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے اور ان سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی بلندیٔ شان علو مرتبۂ ولایت کے متعلق سنا تو ان کے دل میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تمنا پیدا ہوئی۔

پس حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کو پابندی سے اپنایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی شرائط پر عمل پیرا ہوئے۔ بالآخر طریقۂ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں خلافت سے نوازے گئے اور پھر چند لوگ ان کے معتقد مرید ہوئے جنھوں نے ان سے راہِ سلوک طے کی۔

۵۔ صوفی عبداللہ سیفی جن کا تعلق فرانس کے شہر اسخاذبوحا سے ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دُور ممالک کے خلفاء میں سے ایک عبداللہ بھی ہیں جن کا تعلق ملک فرانس کے شہر استخاذبوحا (Askhasbohha) سے ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ وہ ان کے پرانے نام سے واقف نہیں البتہ ان کے والد کا نام غیشخت (Ghiskat) تھا۔

فرانس میں عبداللہ کی ملاقات محمد آدم سے ہوئی محمد آدم نے انھیں معرفتِ الٰہی کی طرف دعوت دی اور انھیں طریقت کی طرف رغبت دلائی حتیٰ کہ عبداللہ محمد آدم کی صحبت سے متاثر ہوئے اور ان کے مرید ہو گئے۔ اسی دوران حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی غائبانہ تعریف سن کر ان کے دل میں

بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا یہاں تک کہ وہ پاکستان آئے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و محفل کو پابندی کے ساتھ اپنائے رکھا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں مرتبۂ خلافت کو پہنچے۔

٦۔ صوفی داؤد عبد اللہ سیفی، ان کا تعلق جرمنی سے ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیارِ غیر کے خلفاء میں سے داؤد عبد اللہ بھی ہیں جن کا تعلق ملک المان یعنی جرمنی کی ولایت لندو کے شہر شلوسبزک ستر اس سے ہے۔ ان کے والد کا نام نربرت (Nobrt) ہے اور یہ پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد کی کسی یونیورسٹی میں حصولِ تعلیم کے لیے آئے ہوئے تھے کہ اسی دوران انھوں نے انگریزی میں ترجمہ شدہ قرآن پاک پڑھا۔ قرآن پاک پڑھنے کی برکت سے ان کا دل نرم ہو گیا اور یہ مسلمان ہو گئے۔

مسلمان ہونے کے کچھ عرصہ بعد پشاور میں ان کی ملاقات حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ابو بکر محمد (ملّر) سے ہوئی جن کا تعلق فرانس سے تھا۔

اُن کے ساتھ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضری کا شرف حاصل ہوا اور داؤد عبد اللہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کو آدابِ طریقت ملحوظ رکھتے ہوئے اختیار کیے رکھا یہاں تک کہ طریقۂ نقشبندیہ میں مرتبۂ خلافت کو پہنچے، پھر اپنے وطن جرمنی چلے گئے۔

کچھ عرصہ بعد انھیں دوسری مرتبہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا اور پھر تیسری مرتبہ شرفِ ملاقات ملا۔ اسی دوران طریقہ عالیہ چشتیہ اور قادریہ میں خلافت سے نوازے گئے اور پھر اپنے وطن جرمنی واپس چلے گئے۔ چوتھی مرتبہ جب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئے تو خلافتِ مطلقہ فی طرقِ اربعہ سے نوازے گئے۔ ان کا سندِ خلافت نمبر ٥٣٦٧ ہے جو جلد نمبر ٤ پر درج ہے۔

اس کے بعد اپنے وطن جرمنی واپس جاکر شریعت و طریقت کی خدمت میں لگ گئے اور بہت سے لوگ ان سے بیعت ہوگئے۔ بعض کو تو انھوں نے راہِ سلوک طے کرواکر مرتبۂ خلافت تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں مزید کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۷۔ صوفی درویش محمد امین سیفی، ان کا تعلق جرمنی کے شہر کارلسروہا سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیارِ غیر کے خلفاء میں سے درویش محمد امین ہیں جن کا تعلق مُلک جرمنی (Germany) کے شہر کارلسروہا (Karlsruhe) سے ہے۔ بروا سترس (Brauar Strass) کے کنارے واقع ہے۔ ان کا سابق نام کریستوپ (Kristup) اور ان کے والد کا نام گرہرد (Gerhurd) تھا۔

انھوں نے داؤد عبد اللہ کی صحبت میں حاضری دی۔ داؤد عبد اللہ صاحب حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے جرمنی میں خلیفہ ہیں۔ درویش محمد امین ان سے متاثر ہو کر ان کے بیعت ہوگئے حتیٰ کہ پاکستان میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور کچھ مدت اسباق طریقت اور رعایتِ آداب کے حصول کے لیے اقامت پذیر رہے یہاں تک کہ طریقہ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے۔

۸۔ صوفی محمد فواد سیفی ولد موسیٰ کاظم، ان کا تعلق ترکی سے ہے

دیارِ غیر کے خلفاء میں سے محمد فواد ولد موسیٰ کاظم ہیں۔ ان کا تعلق ملک ترکی (استنبول) کی ولایت انتلیا کے شہر قور قوت کے محلہ بلند کے قصبہ یشل ییلا سے ہے۔

محمد فواد جرمنی میں مؤسسہ یعنی تعمیر کا کام کیا کرتے تھے۔ اپنی نیک اعتقادی کی وجہ سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے جرمنی کے ایک خلیفہ داؤد عبد اللہ سے انھوں نے ملاقات کی اور پھر ان کی

محفل میں حاضر ہوتے رہے اور ان کی محبت سے متاثر ہوئے اور ان کا دل داؤد عبد اللہ کی طرف مائل ہو گیا۔ ان سے طریقہ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے اور دوام کے ساتھ ان کی محبت کو اپنائے رکھا۔ اسی دوران ان کے دل میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا شوق پیدا ہوا۔

پھر اپنے پیر و مرشد داؤد عبد اللہ صاحب کے ہمراہ پاکستان کا سفر کیا حتیٰ کہ ذوق و شوق اور جذب و وجد کے ساتھ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور ایک ماہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ عالیہ میں مقیم رہے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ان کے انوارِ معرفت سے فیض حاصل کرتے رہے حتیٰ کہ سولہ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کو انھیں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں سندِ خلافت عطا ہوئی۔ ان کا سندِ خلافت نمبر ۴۲۶۸ ہے جو کہ جلد نمبر ۴ میں درج ہے۔ اِذنِ خلافت کے بعد محمد فواد صاحب شریعت و معرفت کی نشر و اشاعت کے لیے جرمنی واپس چلے گئے اور اس کتاب کے لکھے جانے تک جرمنی میں مقیم ہیں۔

۹۔ صوفی سالم عبد اللہ سیفی کا تعلق ملک امریکہ کی ولایت کیلیفورنیا کے شہر باسٹن سے ہے

دُور کے ممالک میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے سالم عبد اللہ صاحب ہیں جن کا تعلق ملک امریکہ (America) کی ولایت کیلیفورنیا (California) کے شہر بوسٹن (Boston) سے ہے۔ ان کا سابق نام سالم بولیر (Salem Buchler) تھا اور ان کے والد کا نام فرنگ (Farang) ہے۔

سالم عبد اللہ اطراف لاہور میں تجارت کیا کرتے تھے کہ اسی دوران ان کی ملاقات حضرت مبارک قدس سرہ کے کسی خلیفہ سے ہوئی۔ انھوں نے سالم عبد اللہ کو معرفتِ الٰہی کی طرف دعوت دی اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت، احیائے سنت، علوم رتبت و معرفتِ الٰہی کے متعلق بتایا۔

اپنی نیک اعتقادی اور خوش قسمتی کی وجہ سے سالم عبد اللہ صاحب کے دل میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا شوق پیدا ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان دیکھ کر آپ کے دستِ حق پرست پر چھ شوال المکرّم ۱۴۰۸ھ کو بیعت ہو گئے اور خلوصِ نیت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں حاضر ہوتے رہے اور وظائفِ طریقت ادا کرتے رہے حتیٰ کہ تین شوال المکرّم ۱۴۱۱ھ کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت کو پہنچے اور ان کا سندِ ارشاد نمبر ۳۶۸۱ ہے جو کہ جلد نمبر ۳ پر درج ہے۔ بیعت کے وقت سالم عبد اللہ صاحب کی عمر تین ماہ کم چالیس سال تھی اور انھیں تھوڑی تھوڑی فارسی اور عربی زبان بھی آتی تھی۔

۱۰۔ صوفی عبد الرحیم سیفی کا تعلق امریکہ کی ریاست مینی زوتا سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے عبد الرحیم صاحب بھی ہیں جن کا تعلق ملک امریکہ (America) کی ریاست مینی زوتا (Minnesota) کے شہر منی افلیس (Minne Apolis) سے ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے لطائف واذکار میں عامل ہیں۔ اس کتاب (دُرّۃُ البیان فی سیرۃ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہ المنان) کی تحریر کے وقت وہ مرتبۂ خلافت تک نہیں پہنچے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت انھیں اس بلند مرتبہ تک پہنچائے۔ آمین

عبد الرحیم کا سابق نام کیس (Keith) اور ان کے والد کا نام اندی (Andy) تھا

۱۱۔ صوفی محمد یوسف سیفی کا تعلق کینیڈا کی ریاست انتاریو سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بیرونِ ممالک کے خلفاء میں سے محمد یوسف صاحب ہیں جن کا تعلق یورپ کے ایک ملک کینیڈا (Canada) کی ریاست انتاریو (AntaerYou) کے شہر وینت ورت (Wirntworth) کی بستی ہمکتن سے ہے۔ ان کے سابق نام سے واقفیت نہیں ہو سکی البتہ ان کے والد کا نام ولیئم (Wiliam) ہے۔ یہ ایک کمپنی میں ملازم تھے اور کمپنی پشاور میں کام کر

رہی تھی۔

محمد یوسف تصوف سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اس لیے انھوں نے مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کی مثنوی شریف کو پڑھا تھا جو کہ انگریزی میں ترجمہ شدہ تھی یہاں تک کہ انھوں نے اپنے بیٹے کا نام بھی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اعتقاد کی وجہ سے جلال الدین رکھا تھا اور امام ابو حامد غزالی کی انگریزی میں ترجمہ شدہ کتاب احیاء العلوم کا بھی مطالعہ کیا۔ ان دونوں کتابوں کا شمار صوفیائے کرام کی عمدہ ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ قدوۃ الاولیاء امام الاصفیاء حضرت اخندزادہ مبارک سیف الرحمٰن قدس سرہ المنان کی شہرت سنی تو ذوق و شوق اور محبت کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور بیعت ہوگئے اور کثیر عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت س مستفیض ہوتے وہے حتیٰ کہ مرتبۂ خلافت تک پہنچے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے طریقۂ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے۔ ان کی سندِ خلافت کا نمبر ۱۳۴۵ ہے جو کہ جلد نمبر ۲ میں درج ہے۔ اسی دوران شرائعِ اسلامیہ کے عالم بن گئے اور سنتِ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عامل بن گئے۔ اسی دوران کچھ عرصہ اطرافِ پشاور میں رہے اور کچھ عرصہ لاہور میں رہے اور پھر اپنے وطن کینیڈا چلے گئے۔

کچھ عرصہ بعد اپنے بیٹے جلال الدین اور اپنی بیٹی کے ساتھ ہجرت کرکے پاکستان آگئے اس لیے کہ ان کی بیوی اسلام سے مرتد ہوگئی تھی۔ انھوں نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ سے جن کو اہلِ سیادت کے ساتھ کمال محبت کہ وجہ سے سید نائب کہا جاتا تھا کر دی۔ پھر وہ اپنے بیٹے جلال الدین کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کے لیے چلے گئے اور وہیں مقیم ہوگئے۔

۱۲۔ صوفی جلال الدین سیفی امینی کا تعلق مملکت مالیزیا کے دارالحکومت کولا لمپور سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بیرونِ ملک کے خلفاء میں سے جلال الدین (امینی) ہیں جن کا تعلق مملکت مالیزیا کے دارالحکومت کولا لمپور (Colalampoor) کے شہر سلاغور (Cilaghoor) سے ہے۔

ان کے والد کا نام احمد اور دادا کا نام یوسف (کاظم) ہے۔ جلال الدین (امینی) کے آباد و اجداد مسلمان تھے اور وہ جامعہ اسلامیہ پشاور میں متعلم تھا۔ اسی دوران حضرت اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سنی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو گئے اور آدابِ رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت س دائمی طور پر فیض حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ لطیفۂ قالبی پر پہنچے اور طریقۂ نقشبندیہ میں ماذون ہو گئے۔

۱۳۔ صوفی رُسِلی سیفی کا تعلق مالیزیا کی ریاست جہور کے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بیرانِ ملک کے مریدین میں سے ایک رُسِلی ولد حسن ہیں۔ ان کا تعلق مالیزیا(Malisy) کی ولایت جہور کے شہر سگامت(Sigamat) سے ہے۔ یہ مرتبۂ خلافت تک نہیں پہنچے۔ رسلی، جلال الدین (امینی) کے ہمراہ جامعہ پشاور میں متعلم تھے اور ان کے ساتھ ہی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہو گئے اور لطیفۂ اخفیٰ تک پہنچے اور اسی میں عامل ہیں۔

۱۴۔ صوفی حکمت اللہ سنگاپوری سیفی ہیں، ان کا تعلق سنگاپور سے ہے

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور مرید حکمت اللہ سنگاپوری ہیں۔ یہ بھی جامعہ اسلامیہ پشاور میں تھے۔ پس حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور طریقہ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے اور مرتبۂ خلافت تک نہیں پہنچ سکے۔

آپ مبارکؒ کے ہندوستان (انڈیا) میں خلفائے کرام:

ا۔صوفی محمد نورالاسلام سیفی ولد مکن لال بہاری ہیں

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان کے خلفائے کرام میں سے صوفی محمد نورالاسلام ولد مکن لال بہاری ہیں۔انھوں نے ظالم ہندوؤں ظلم سے تنگ آکر ہندستان سے پاکستان ہجرت کی اور لاہور کے قرب میں واقع شہر شیخوپورہ میں سکونت اختیار کرلی۔ان کے قریب راوی ریان میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام میں سے ایک خلیفہ میاں محمد حنفی السیفی (اطال اللہ حیاتہ) موجود تھے۔نورالاسلام صاحب میاں محمد حنفی السیفی صاحب کی صحبت میں حاضر ہوئے اور ان سے متاثر ہوکر ان کی بیعت ہوگئے حتیٰ کہ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے رجب المرجب کے اوائل میں ۱۴۱۱ھ میں مرتبۂ خلافت کو پہنچے۔ان کا سندِ ارشاد نمبر ۳۴۶۹ ہے جو کہ جلد نمبر ۳ غیر مطبوعہ میں درج ہے۔

۲۔صوفی چوہدری اشتیاق احمد سیفی ولد فقیر چند مالوترا

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان کے خلفائے کرام میں سے چوہدری اشتیاق احمد ولد فقیر چند مالوترا ہیں۔ان کا تعلق ہندوستان کے دارالحکومت دہلی کے ایک کنارے ”چودھ پار کریا“ کے علاقے اجمل خان چوک قرول باغ سے ہے۔چوہدری اشتیاق احمد بھی ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے اور گوجرانوالہ کے قریب شہر کامونکی میں علاقہ غلہ منڈی اختر بتی میں رہائش پذیر ہوگئے۔

چوہدری اشتیاق صاحب تصوف اور معرفت کو دوست رکھنے والے تھے۔اہل تصوف ہستیوں کی جستجو میں رہتے تھے۔اس وقت حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت و تصوف میں بلند وبالا

مقام کی شہرت سنی تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور رعایتِ آداب کے ساتھ صحبت میں حاضری دیتے رہے۔ اسباقِ طریقت میں مواظبت اختیار کی یہاں تک کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سنہ ۱۴۰۷ھ نبوی میں طریقہ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے۔ ان کا سندِ ارشاد نمبر ۱۱۶۵ ہے جو کہ جلد نمبر ۳ غیر مطبوعہ میں درج ہے۔

آپ مبارکؒ کے ملکِ ایران میں خلفائے کرام:

ا۔مُلّا عبدالغفور بہمنی ولد وبدالکریم بہمن ہیں

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ملک ایران کے خلفائے کرام میں سے ایک مُلّا عبدالغفور بہمنی ولد وبدالکریم بہمن ہیں جن کا تعلق ایران کی ولایت خراسان کے شہر بجنورد سے ہے جو کہ سید جمال الدین اسد آبادی سڑک پر واقع ہے۔ مُلّا عبدالغفور جرجان کے علاقے میں کسی دینی مدرسہ میں زیرِ تعلیم تھے۔ جرجان صحراءِ ترکمن کے کنارے واقع ہے۔ ان کی طبیعت ابتداء ہی سے صوفیائے کرام سے سلوک سیکھنے اور مشائخ صوفیاء سے بیعت کرنے کی طرف مائل تھی۔ اس وقت انھوں نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی معارفِ الٰہی میں عُلوِشان کی شہرت سنی تو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ الحاج مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب کے پاس حاضر ہوئے۔ مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب افغان مہاجرین سے تھے اور مولانا ابو بکر تایبادی کے مدرسہ میں جو کہ تایباد میں واقع ہے، فرائضِ تدریس سرانجام دے رہے تھے۔

ملا عبدالغفور صاحب نے الحاج مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور انکی صحبت اور درس سے کچھ عرصہ استفادہ کرتے رہے لیکن اسی دوراب ان کی تشنگی کو تسکین حاصل نہ ہوئی اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات کرنے کا شوق بہت بڑھ گیا۔ بالآخر وہ پاکستان آئے اور ذوق وشوق کے ساتھ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور حضرت مبارک پیرارچی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سیفیہ میں دوسال تک مقیم رہے اور صبح وشام آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کو اختیار کیے رکھا حتیٰ کہ طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ میں خلافت سے مشرف ہوئے۔

ان کا طریقہ نقشبندیہ کا سندِ ارشاد نمبر ۲۰۶۳ ہے اور طریقہ چشتیہ کا سند ارشاد نمبر ۲۶۱۹

ہے اور طریقہ قادریہ کا سند ارشاد نمبر ۲۶۸۲ ہے اور سہروردیہ کا سند ارشاد نمبر ۲۶۸۳ ہے جو کہ جلد نمبر ۳ غیر مطبوعہ میں درج ہے۔

ملا عبد الغفور صاحب استعدادِ سالم رکھنے والے تھے اور سنتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عامل تھے۔ اس کے بعد وہ اپنے وطن ایران شریعت و طریقت کی خدمت کے لیے واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس عظیم مقصد میں کامیابی عطا فرمائے جس کا انھوں نے ارادہ کر رکھا تھا۔ آمین

۲۔ مولوی عبد الحکیم ولد حاجی ساری

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ملک ایران کے خلفائے کرام میں سے ایک مولوی عبد الحکیم ولد حاجی ساری ہیں جن کا تعلق ایران کی ولایت مشہد کے شہر بجنورد کے قریہ "کرکولی" سے ہے۔ مولوی عبد الحکیم صاحب مولانا ابو بکر تایبادی کے مدرسہ میں طالب علم تھے۔ اسی دوران حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولوی عبد الحمید ہراتی صاحب کے ساتھ ان کی نشست ہوئی تو مولوی عبد الحمید ہراتی صاحب نے انھیں راہِ طریقت اختیار کرنے کی طرف ترغیب دلائی تو مولوی عبد الحکیم صاحب مولوی عبد الحمید صاحب ہراتی کی صحبت سے متاثر ہو کر ان کے بیعت ہو گئے اور طویل عرصہ ان کی خدمت میں رہے اور تعلیم بھی حاصل کرتے رہے حتیٰ کہ مولوی عبد الحکیم صاحب پر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کی چاہت غالب آئی تو وہ پاکستان آئے اور ذوق و شوق اور محبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات و دیدار سے مشرف ہوئے۔

یہ اوائل محرم الحرام ۱۴۱۱ھ کی بات ہے۔ انھوں نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ عرصہ اقامت اختیار کی اور طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں حضرت مبارک پیر ارچی رحمۃ اللہ علیہ سے سندِ ارشاد حاصل کی۔ ان کا طریقہ نقشبندیہ کا سندِ ارشاد نمبر ۳۱۴۳ ہے اور طریقہ چشتیہ کا سندِ ارشاد نمبر ۳۰۷۲ ہے اور طریقہ قادریہ کا سندِ ارشاد نمبر ۳۱۰۳ ہے اور طریقہ سہروردیہ کا سندِ ارشاد نمبر ۳۱۴۸ ہے۔ اس کے بعد مولوی عبد الحکیم صاحب اپنے وطن شریعت و طریقت کی

خدمت کے لیے واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسان و کرم کے ساتھ انھیں تقویت عطا فرمائے۔ (آمین)

۳۔ مُلّا عبد الجلیل ولد بردی محمد آخوند، ان کا تعلق ایران سے ہے

حضرت مبارک پیرارچی و خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملکِ ایران کے خلفائے کرام میں سے مُلّا عبد الجلیل ولد بردی محمد آخوند ہیں، ان کا تعلق ملک ایران کی ولایت گرگان مازندان اور شہر آق قلعہ اور بستی طعنہ سے ہے۔

ملا عبد الجلیل اپنے والد بردی محمد آخوند سے فنون وغیرہ کے اسباق پڑھتے تھے کہ ان کا دل مولوی عبد الحمید ہراتی صاحب جو کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، کی صحبت کی طرف مائل ہوا تو ان کے پاس تایباد پہنچے۔ ان سے بیعت کی اور حصولِ تعلیم و حصولِ فیض کے لیے ان کے پاس اقامت اختیار کرلی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا ارادہ۔ اسی دوران ملا عبد الغفور بھمنی بجنوردی صاحب بھی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ ملاقات کا اردہ کیا اور سفر میں دونوں شریک ہوگئے اور پاکستان پہنچے اور حضرت اِمام الاولیاء، سیّد الاصفیاء، قطبِ زمان، مجدِدِ دوران، حضرت اخندزادہ مبارک سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ ملا عبد الجلیل صاحب نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سیفیہ میں ایک سال اور چندماہ اقامت اختیار کیے رکھی اور پھر اپنے وطن ایران واپس چلے گئے لیکن اپنے وطن میں بھی انھیں سکون و قرار نہ آیا اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی یاد نے انھیں دوبارہ پاکستان آنے پر مجبور کر دیا۔

دوبارہ پاکستان آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اقامت پذیر رہے یہاں تک کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ اور قادریہ میں خلافت عطا فرمائی۔ انھیں ۱۴۱۱ھ میں طریقہ نقشبندیہ میں جو سندِ ارشاد عطا کی گئی ان کا نمبر ۳۴۰۰ ہے اور ۱۴۱۱ھ میں طریقہ چشتیہ و قادریہ میں جو ارشادِ خط عطا کی گئی اس کا

سندِ ارشاد نمبر ۴۰۸۵ ہے جو کہ کتاب الخلفاء کی جلد نمبر ۳ غیر مطبوعہ میں درج ہے۔ (مصنف کہتے ہیں کہ اس بات پر میں آگاہ نہیں ہوا کہ انھیں طریقہ سہر وردیہ میں سندِ ارشاد سے نوازا گیا یا نہیں) اس کے بعد ملا عبدالجلیل خدمتِ دین کے لیے اپنے وطن واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ انھیں خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی دوستی کا شرف عطا فرمائے اور ان سے راضی ہو۔ آمین

۴۔ آخند نور محمد ولد خدا یبُردی، ان کا تعلق ایران سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ملک ایران کے خلفائے کرام میں سے آخند نور محمد ولد خدا یبُردی ہیں، ان کا تعلق ملک ایران کی ولایت جُرجان مازندران منطقہ ترکمن صحراء شہر آق قلعہ اور بستی طعنہ سے ہے۔

اخند نور محمد صاحب اپنے علاقہ کے مدارس میں سے ایک مدرسہ میں تدریس کی مصروفیت سے وابستہ تھے کہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی معرفتِ الٰہی میں بلند مقام کی شہرت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خلیفہ سے سنی تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات و صحبت کے مشتاق ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولوی عبدالحمید ہراتی صاحب کے پاس تایباد آئے اور ان کے بیعت ہو گئے اور پھر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات کے لیے پاکستان آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سیفیہ میں کچھ مدت رہے حتیٰ کہ مرتبۂ خلافت کو پہنچے اور طریقہ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے اور اپنے وطن ایران واپس چلے گئے۔

پھر معرفتِ الٰہی کی پیاس نے مجبور کیا تو دوسری مرتبہ پاکستان آئے اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ عرصہ مقیم رہے اور خلیفۂ مطلق در طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ و سہر وردیہ کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ ان کا سندِ ارشاد نمبر ۳۸۵۹ کے ساتھ درج ہے جو کہ غیر مطبوعہ جلد نمبر ۳ میں درج ہے۔

اس کے بعد وہ نشرِ معرفتِ الٰہی و خدمتِ طریقت کے لیے اپنے وطن واپس چلے گئے۔

۵۔ مُعلم محمد ولد صغر، ان کا تعلق ایران سے ہے

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام میں در ایران میں سے مُعلم محمد ولد صغر ہیں، ان کا تعلق ملک ایران کی ولایت جرجان مازندران کے شہر آق قلعہ کی بستی صحنہ سے ہے۔

معلم محمد ایران کے کسی متکب میں معلم تھے اور صاحبِ دیانت اور نیک انسان تھے۔ ان کی ملاقات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خلیفہ سے ہوئی۔ ان کا دل بیعت کی طرف مائل ہوا۔ پس مولوی عبد الحمید ہراتی صاحب کے پاس آئے اور طریقہ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے۔ کچھ عرصہ گزرا تھا کہ معلم محمد صاحب حضرت امامِ خراسان، مجدد دوران رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا اشتیاق پیدا ہوا اور انھوں نے ارداہ کیا تو سفر کے معاملات میں اخند نور محمد صاحب نے ان کی مدد کی۔ پس وہ پاکستان پہنچے اور ذوق وشوق سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ طریقہ نقشبندیہ میں خلیفہ ہوئے اور پھر خدمتِ طریقت وشریعت کے لیے وطن واپس چلے گئے۔ ان کا سندِ ارشاد نمبر ۳۰۷۰ ہے جو کہ جلد نمبر ۳ میں درج ہے۔

ایران میں مقیم دیگر خلفائے کرام کے اسمائے گرامی:

٦۔حاجی نور آخند ولد طایلی

٧۔حاجی گلدی ولد حاجی قلی

٨۔محمد قاری آخند ولد دیوان صوفی

٩۔قاری ملا عُسر ولد صدیق

١٠۔شیخی آخند ولد قربان دوردی

١١۔ملا عبد الرشید ولد ملا انا محمد

١٢۔ملا حاجی جورہ ولد حاجی قلی

١٣۔قاری عبد اللہ ولد امان دوردی

١٤۔مولوی بردی محمد ولد قورت

١٥۔ملا صغر محمد ولد آق اویلی حاجی

١٦۔ملا یوسف آق اویلی حاجی

١٧۔صوفی محمد ولد اِترک حاجی

ان تمام کا تعلق ملک ایران کی ولایت (استان) مازندان علاقہ تُکمن صحراء شہر گنبد کاؤس سے ہے۔اور بعض کا تعلق شہر بندر تُرکمن کے مختلف علاقوں سے ہے۔یہ تمام مولوی عبد الحمید ہراتی صاحب کے واسطہ سے مرتبۂ خلافت کو پہنچے۔یہ تمام ہستیاں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے طریقۂ نقشبندیہ میں ستائیس جمادی الاولیٰ ١٤١١ھ کو خلافت سے نوازے گئے۔

مگر ملا عبد الرشید، مولوی بردی محمد، ملا صغر، ملا یوسف اور صوفی محمد آخند کو گیارہ ذوالحج ١٤١١ھ کو سندِ ارشاد سے نوازا گیا۔

ایران میں مقیم چند دیگر خلفائے کرام کے اسمائے گرامی:

۱۸۔ مُلّا امان ولد عاشور قلی

۱۹۔ ملا عبد السّتار ولد طواق قیلیچ

۲۰۔ ملا محمد امین ولد حاجی خالد

۲۱۔ ملا بہمن ولد ملا گلدی

۲۲۔ ملا شمس الدین ولد عبد الرحمٰن

۲۳۔ ملا بہمن ولد کاکا

ان سب کا تعلق ملک ایران کے تُرکمن صحراء کے علاقوں سے ہے جو کہ استان مازندراں میں ہیں اور شہر آق قلعہ سے ہے اور ان میں سے بعض کا تعلق ہندو ترکمن کے مختلف علاقوں سے ہے۔ تحقیق یہ سب مذکورہ بالا حضرات مولوی نور محمد طعنہ صاحب کے وسیلہ سے طریقہ نقشبندیہ میں حضرت قطب دوراں، مجد دزمان، حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہٗ المنان کی طرف سے مرتبۂ خلافت سے مشرف ہوئے مگر ملا امان محمد ولد عاشور قلی و ملا عبد السّتار ولد طواق قیلیچ (ان دونوں) کو حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ۱۷ شوال المکرّم ۱۴۱۱ھ کو طریقۂ عالیہ چشتیہ میں بھی اجازت عطا فرمائی گئی۔

۲۴۔ ملا جمشید ولد قیاس، ان کا تعلق ایران سے ہے

حضرت مجد د دوران علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے ملک ایران کے خلفائے کرام میں سے ملا جمشید ولد قیاس بھی ہیں، ان کا تعلق ایران کی ولایت استان مازندران کے علاقہ ترکمن صحراء کے شہر بندر ترکمن کے محلہ شاہ پسند سے ہے۔ پس یہ مولوی عبد الغفور صاحب کے واسطہ سے مرتبۂ خلافت تک پہنچے۔ انھیں حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سات جمادی الاوّل ۱۴۱۲ھ کو خلافت سے نوازا گیا۔

ایران میں مقیم دیگر خلفائے کرام کے اسمائے گرامی:

۲۵۔ محمد نواز آخند

۲۶۔عبدالجلیل آخند

۲۷۔ عید محمد آخند

۲۸۔ محمد نیازی

۲۹۔عبدالرحیم مختومی

۳۰۔ آخند محمد قورچای

۳۱۔ملاامین ولد محمد علی

۳۲۔عبدالحکیم ولد رجب

۳۳۔ملاالیاس

۳۴۔ملاراز محمد ولد ملاقلے

۳۵۔محمود ولد نظر

ان تمامی کا تعلق ایران کی ولایت استان مازندران کے شہر گنبد کاؤس سے ہے۔،کچھ کا تعلق محلہ قورچای سے ہے اور کچھ کا تعلق بستی قلندر آباد سے ہے اور بعض کا تعلق محلہ سارلی مختوم سے ہے۔

یہ تمام لوگ "ملارحمٰن نظر" کے وسلیہ سے طریقۂ نقشبندیہ میں مرتبۂ خلافت سے ہمکنار ہوئے اور مصنف مدظلہ لکھتے ہیں کہ ملارحمٰن نظر صاحب میرے والد بزرگوار قدس سرہٗ کے وسلیہ سے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔

ان تمام خلفائے کرام کا سندِ ارشاد نمبر غیر مطبوعہ مخطوطہ کی جلد اوّل میں محفوظ ہے لیکن اختصار کی وجہ سے چند مشہور خلفائے کرام کا سندِ ارشاد نمبر ذکر کیا گیا اور دیگر کا سندِ ارشاد نمبر ذکر نہیں کیا گیا۔

۳۲۔مُلّار حمٰن نظر،ان کا تعلق افغانستان سے ہے

مُلّار حمٰن نظر صاحب کا تعلق افغانستان کی ولایت جوزجان کے شہر آقچہ کی بستی جنگل آرق سے ہے۔انھوں نے طریقہ نقشبندیہ اور چشتیہ میں حضرت مبارک قدس سرہٗ المنان سے سندِ ارشادِ خلافت میرے والد بزرگوار قدس سرہٗ کے واسطہ سے حاصل کی۔طریقہ نقشبندیہ میں ان کا سندِ ارشاد نمبر ۱۵۸۶ ہے جو کہ جلد نمبر ۲ میں درج ہے اور طریقہ چشتیہ میں سند ارشادِ خلافت نمبر ۲۱۳۹ ہے اور جلد نمبر ۲ ہے۔

ملار حمٰن نظر صاحب چند سال میرے والد بزرگوار کے پاس مقیم رہے۔اسی دوران اسباق، مراقبات واذکارِ طریقت میں اپنے آپ کو منفرد کیا اور وظائفِ طریقت کی ادائیگی میں انتہائی کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ ۱۴۱۰ھ میں طریقت و معرفتِ الٰہی کی نشر و خدمت کے لیے ایران چلے گئے۔وہاں جاکر شہر گنبد کاؤس کے علاقہ تُرکمن صحراء میں اقامت پذیر ہوئے اور خدمتِ طریقت میں مشغول ہوگئے۔بہت سے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے حتیٰ کہ ان میں سے بعض کو آپ نے مرتبۂ خلافت تک پہنچایا۔مصنف لکھتے ہیں کہ اس وقت جب میں ان کا ذکر اپنی تصنیف میں کررہاہوں تووہ علاقوں میں مرجع عوام خواص ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے لطفِ خفی سے انھیں تقویت عطا فرمائے۔آمین

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ایران کے جن خلفائے کرام کا ذکر کیا گیا ہے،یہ تمامی ترکمن اقوام سے اور اہل سنت وجماعت سے ہیں۔اللہ رب العزت اس علاقہ میں ان کی تعداد میں اضافہ فرمائے۔

مصنف مدظلہ لکھتے ہیں کہ جب ایران کے خلفائے کرام کے بیان کے اختتام پر والد بزرگوار کا ذکر کیا ہے تو مجھ پر واجب ہے کہ ان کے کچھ احوال بھی ذکر کروں۔حضرت مبارک کے پاکستان اور افغانستان کے خلفائے کرام بے شمار ہیں اس لیے طوالت سے بچنے کے لیے چند ایک کا ذکر کیا ہے۔

معاصرین مشائخ عظام اور علمائے کرام کے تاثرات

مأخوذ از سہ ماہی مجلّہ (انوارِ رضا ملک محبوب الرسول قادری) 2008ء کا تیسرا شمارہ

حضرت پیر معظم اخندزادہ سیف الرحمان ماتریدی

مفکر اسلام علامہ ریاض حسین شاہ صاحب (ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان):

تعریف کا ہر لفظ اللہ کے لیے اور سلام اس ہستی پر جو بسیط کائنات کا سر درودں ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے کہ اس خاکدانِ ارضی میں بامقصد زندگی بسر کی اور محبتوں کا چراغاں کیا وہ اس لائق ہوتے ہیں کہ عقیدتیں ان کے نام کی جائیں دورِ حاضر میں افغانستان میں جہاں بارود دھوئیں نے فضاؤں کو سیاہ اور مسموم کیا ہے ایک خبر اچھی بھی ابھری کہ اسلاف کے نقشِ قدم پر موبر موکام کرنے والے عظیم صوفی بزرگ المحترم پیر سیف الرحمان ماتریدی حنفی پاکستان منتقل ہوئے۔ آپ کی آمد آمد کے ساتھ لگا جیسے چمنستان میں بہار آگئی ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ٹوٹے ہوئے رشتے جوڑنے کی سعی فرمائی۔ ایک طویل عرصہ زہد و ریاضت، ذکر و فکر اور سعی و عمل میں گزارا۔ آپ کی زندگی کا عق سنتِ رسول ﷺ کی پیروی ہے۔

متلاشیانِ حقیقت کے لیے آپ راز رہنے کی بجائے آشکار ہو گئے۔ ہزاروں لوگ آپ کی صحبت میں آ کر تائب عن الذنوب ہوئے۔ آپ کی زندگی کا طرۂ دینی حمیت اور غیرت ہے۔ باطل جھوٹ اور کذب کی طرف آپ تھوڑی دیر کے لیے بھی خواہ کتنی ہی اُس میں مصلحت ہو، دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھاتے بلکہ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ بے حمیت ہاتھوں کو وہ کاٹ دیں۔ تصوف کو تجریدی علم کے دائرے سے نکال کر عملی اسپرٹ بنانے میں آپ کا ایک خاص کردار ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آج انسانوں کی اصل ضرورت اللہ کی محبت اور معرفت ہے اور بِلا جھجک کہوں گا کہ پیر صاحب کے پاس

یہ دولت فراواں ہے۔

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن کے عظیم صاحبزادوں کے علاوہ اُن کے خلفاء میں حضرت میاں محمد حنفی سیفی اور ڈاکٹر محمد سرفراز بڑے حکمت والے لوگ ہیں۔ اگر احتیاط کے ساتھ دینی کام جاری رہا تو امت اس دینی تحریک سے مستفید ہو سکتی ہے۔ حضرت پیر معظم سے میری چار ملاقاتیں ہوئیں۔ باڑہ میں آپ نے شفقت سے نوازا اور اپنے جملہ مریدین کو جماعت اہلسنت کا لشکر قرار دیا۔ سنی کانفرنس ملتان میں شرکت فرمائی تو محبت اور عقیدت دونوں کو ملاپ بخشا۔ ڈاکٹر محمد سرفراز سیفی کے گھر چکلالہ میں شرفِ زیارت حاصل ہوا تو راہِ خدا میں وارفتگی کا عجب منظر دیکھا۔ عیادت کے لیے لاہور اُن کے دولت خانہ پر حاضری ہوئی سوز و گداز اور دردمندی کے سمندر میں ڈوبا پایا۔ آپ کے صاحبزادگان میں جناب حمید جان سیفی اور حیدری صاحب اور آپ کے چھوٹے صاحبزادے مہمانوں کی خدمت میں کمربستہ دیکھے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ خود مراعات درد پاسبان ٹھہرے۔

حضرت پیر صاحب کے بارے میں لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ آپ جنگل کی سیاہ رات میں جیسے روشنی کا ایک نقطہ ہوں اور آپ نے بہت سے لوگوں کی پیٹھ سے فسق و فجور کے بوجھ ہلکے کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں صحت و سلامتی سے نوازے۔

تائید:

حضرت علامہ سید تراب الحق شاہ قادری (امیر جماعت اہلسنت، صوبہ سندھ):

محترم المقام پیر طریقت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کے سلسلے میں ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان، حضرت علامہ مولانا سید شاہ ریاض حسین شاہ صاحب کے تحریر کردہ خیلالات کی تائید اور اس سے اتفاق کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ پیر صاحب قبلہ کو مسلک اہلسنت کی خدمت، تبلیغ اور ترویج کے لیے صحت وعافیت اور طویل عمر عطا فرمائے، موصوف سے اور ان کے خلفاء ومریدین سے مسلک اہلسنت کو اسی طرح فائدہ پہنچتا رہے۔

مفتی محمد سرفراز نعیمی ازہری شہید (ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان):

امتِ مسلمہ کے بڑھتے ہوئے بگاڑ کو دور کرنے کی اصل ذمہ داری العلماء ورثۃ الانبیاء اور ان کے ساتھ ساتھ رشد وہدات کے علمبردار اربابِ روحانیت بھی اس میں شامل ہونے چاہئیں۔ ایسی ہی ایک شخصیت حضرت قبلہ پیر اخندزادہ سیف الرحمان کی ہے۔ جن کا مولد اگرچہ افغانستان ہے لیکن سرچشمۂ فیوض وبرکات پاکستان فروزاں نظر آتا ہے۔ جہاں کہیں موقع ملتا ہے خانقاہ سے نکل کر رسمِ شبیری ادا کرتے ہوئے اسلام کی درخشاں اور تابناک تاریخ کی جلوہ نمائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

جانشین ضیاء الامت حضرت پیر امین الحسنات شاہ صاحب:

اخندزادہ حضرت پیر سیف الرحمان نقشبندی ماتریدی حنفی ان رجالِ عظیم میں سے ہیں جنہیں قدرت زوال پذیر معاشروں کی احیاء کے لیے منتخب فرماتی ہے۔ دور قحط الرجال سے گزرتے ہوئے ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانوں کی طرح بکھرے اہل سنت والجماعت کے لیے آپ کی شخصیت عظیم سہارا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی (سرگودھا):

حضرت پیر سیف الرحمان صاحب مدظلہ جو علم و عمل کے زیور سے آراستہ ہیں اور شریعت و طریقت کے انوار سے منور ہیں اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ ولسلام اس زینت اور نورانیت سے مزین فرمارہے ہیں اور خیرِ امت کا طرۂ امتیاز اور سرمایہ فخر و ناز ہے اس کو اپنا فرضِ منصبی، ایمانی اور روحانی مقصد و مدعا سمجھتے ہوئے سرانجام دے رہے ہیں۔

محمد رضا ثاقب مصطفائی (جامعۃ المصطفیٰ گوجرانوالہ):

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے کے مصداق ارضِ وطن کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے حضرت سیف الرحمان مبارک کے ہزاروں مریدین جو سنت و سیرت کے متبع نظر آتے ہیں، اس سے ایک خاموش انقلاب کی صورت گری اہلِ سنت کے لیے انتہائی خوش آئند ہے۔

علامہ غلام رسول فیصل آبادی:

حضرت اخندزادہ مبارک ان مقدس ہستیوں میں سے ہیں جن کا وجودِ مسعود امت کے لیے رحمت اور غنیمت ہے۔ عملی میدان ہو یا روحانی عقائد کا میدان ہو یا اعمال کا، الغرض جس فضیلت والے میدان میں دیکھیں آپ شہسوار ہی نظر آتے ہیں۔ اتباع سنت کی تکمیل میں آپ کی ساری زندگی بیت گئی۔ آپ کی علمی تحقیق اتنی مستحکم ہے کہ مخالف کو سکوت کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ بہت سے مسائل میں آپ کو دیکھا کہ کتابوں کے انبار لگا دیتے ہیں۔ آپ کی فقاہت بھی کرامت سے کم نہیں۔

مناظر ابنِ مناظر حضرت علامہ عبدلتواب صدیقی:

قبلہ اخندزادہ پیر سیف الرحمان پیر ارچی خراسانی حنفی مبارک عالم دین اور باعمل ہیں نہ صرف خود باعمل ہیں بلکہ ہزارروں عقیدت مندوں کو آپ نے صراطِ مستقیم پہ چلایا، باشرع بنایا، دین کی محبت ان کے دلوں میں ڈالی، شریعتِ مطہرہ کا پابند بنایا جو یقیناً قلوبِ انسانی میں انقلاب ہے۔

صاحبزادہ حافظ حامد رضا (وزیرِ ٹرانسپورٹ):

شیخ المشائخ، پیرِ طریقت، رہبر شریعت، حضرت قبلہ پیر سیف الرحمان کا شمار ان مردانِ خدا میں ہوتا ہے جن پر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان صادق آتا ہے؛ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ ہم کن لوگوں سے مجلس رکھا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے دیکھنے سے تمہیں اللہ یاد آجائے، جس کے قول و بیان میں تمہارے عمل میں اضافہ ہو جائے، جس کا عمل تمہارے اندر دنیا کی بجائے آخرت کی فکر دوبالا کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ملتِ اسلامیہ پر تادیر سلامت رکھے۔

صاحبزادہ محمد فضل الرحمان اوکاڑوی (جامعہ اشرف المدارس):

شمس المشائخ علامہ پیر اخندزادہ سیف الرحمان نقشبندی مجددی ایک بلند پایہ شیخِ کامل اور ان کی ذات کا احاطہ الفاظ سے تو ممکن نہیں، بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک بڑی شخصیت ہیں۔ نہ صرف پیرِ طریقت ہیں بلکہ ایک بہت بڑے عالمِ دین ہیں۔ آپ کی تعلیمات میں مسلک اہلِ حق اہل سنت والجماعت کے عقائد کی پختگی نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اور آپ کے مریدین سچے عاشقِ رسول (ﷺ) نظر آتے ہیں۔

علامہ غلام شبیر نقشبندی (جامعہ صفۃ المدینہ گجرات):

حضرت اخندزادہ سیف الرحمان دامت برکاتہم العالیہ جامع شریعت و طریقت ہیں۔ ایک طرف شریعت کے باریک ترین مسائل پر گہری نظر ہے اور دوسری طرف طریقت کے بلند ترین مقامات زیب نظر آتے ہیں۔ آپ کا پیغام بڑی تیزی سے شرق و غرب میں پھیل رہا ہے، گویا یہ دریا اب سمندر بن چکا ہے جو گوہر ہائے نایاب لٹا رہا ہے۔

استاذ الاساتذہ جامع معقول و منقول مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ پیر صاحب (اخندزادہ سیف الرحمٰن ارچی رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں جو

باتیں منسوب کی گئیں ہیں وہ تمامی لغو اور بے بنیاد ہیں۔ آپ مسلک اہل سنت وجماعت حنفی ماتریدی ہیں۔ حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بالواسطہ اپنا شیخ اور پیر مانتے ہیں۔ ہر شام ختمِ خواجگان میں سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ختم برائے ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ قبلہ پیر صاحب شریعتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ترقی اور ترویج کے لیے شبانہ روز کوشاں ہیں۔ علاوہ ازیں جو کچھ رسائل و جرائد قبلہ پیر صاحب کے بارے میں مجھ سے منسوب کی گئی تحریریں (ہیں وہ) بے بنیاد ہیں۔ میں ایسی ہستی کا دلی طور پر احترام کرتا ہوں۔

صاحبزادہ محمد حسین آزاد (ایڈیٹر مجلہ العلماء لاہور، منہاج القرآن علماء کونسل):

پیرِ طریقت حضرت اخوندزادہ سیف الرحمان مبارک نقشبندی مجددی مدظلہ العالی سلسلہ نقشبندیہ کی عظیم روحانی شخصیت ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ موصوف نہ صرف پیر طریقت ہیں بلکہ عالم باعمل اور پیکر زہد وورع ہیں۔ آپ ایک ہی وقت میں مدرس، خطیب، صوفی، عالم، اور شیخ کامل کی صفات کے حامل ہیں اور شریعتِ مطہرہ میں نہ صرف خود کامل عامل ہیں، عمل کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ موصوف کے آستانہ عالیہ پر عظیم مدرسہ اور قرآن وحدیث کی تدریس کا اہتمام ہے۔ بلاشبہ علمی اقدار اور ادب واحترام کو خانقاہی انتظام میں زندہ رکھنے میں جو عظیم روایت حضرت موصوف نے قائم کی ہے، یہ اپنی مثال آپ ہے۔

جگر گوشۂ غزالیٔ زماں علامہ سید مظہر سعید کاظمی:

(امیر جماعت اہلسنت پاکستان، مہتمم جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان)

گزشتہ دنوں سیفی حلقہ کے چند معزز احباب میرے پاس آئے اور ہجرت اخندزادہ پیر سیف الرحمان ارچی خراسانی کے بارے میں میری تحریری رائے لینے کی خواہش کا اظہار کیا اور حضرت پیر سیف الرحمان صاحب سے میری صرف ایک ملاقات ہوئی ہے اور وہ بھی ہجوم میں، انٹرنیشنل سنی کانفرنس ملتان منعقدہ اپریل 2000ء کے موقع پر۔ اس لیے میری معلومات ان کے بارے میں بہت

محدود ہیں۔ میں نے اس مختصر ملاقات میں حضرت پیر سیف الرحمان صاحب کو نہات متین، خلیق اور باوقار پایا۔ وہ بڑی خندہ پیشانی، گرم جوشی اور محبت سے مجھ سے ملے۔ انھوں نے اس موقع پر جماعت اہل سنت کے ساتھ بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور اپنے تمام مریدین کو جماعتِ اہلِ سنت کا لشکر قرار دیا۔ آپ کا حلقۂ ارادت وسیع ہے اور آپ کے تمام مریدین ماشاء اللہ متشرع اور دینی امور پر سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص، دیانت وامانت اور ذوق و شوق کے ساتھ دین و مذہب اور مسلک و ملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

اللّٰہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

مفتی محمد العلیم قادری (دارالعلوم قادریہ سبحانیہ):

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون

عرصۂ دراز سے شریعت و طریقت کے درمیان خلقِ خدا کو فیضیاب فرمانے والے دینِ متین اور مسلک اہل سنت وجماعت کا علم لہرانے والے (میری مراد بابا سیف الرحمٰن نقشبندی مجددی پیر ارچی خراسانی دامت برکاتہم العالیہ ہیں) کی حیاتِ طیبہ میں چند حروف لکھنے کے لیے حضرت علامہ خلیفۂ مخلص السید احمد علی شاہ نقشبندی جو پیر خراساں حضرت السید علی ترمذی عرف پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں تو اس جانب پیر خراساں کے خلیفہ شجاع و خلیفہ اعظم وکتب کثیرہ کے مؤلف بھی ہیں۔ بنفسِ نفیس چند خدام کے ساتھ ہمارے آستانہ عالیہ قادریہ دارالعلوم سبحانیہ میں قدم رنجا فرما ہوئے اور بابا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی حیاتِ طیبہ پر لکھنے کا حکم فرمایا۔

در حقیقت یہ تو وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کی تشہیر کو خود خداوند قدوس نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ جبریل امین علیہ السلام زمینوں اور آسمانوں میں ان نفوسِ قدسیہ کی محبت و تشہیر کی ندا بلند کرتا ہے۔ جی ہاں! یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں کہ جنہیں اللہ جل جلالہ نے زمین کے وارث بنایا ہے۔ زمین ان

کی ملک ہے۔ قیومِ زماں بابا سیف الرحمٰن مجددی دامت برکاتہم العالیہ جو منصبِ تقویٰ، منصبِ محبت، منصبِ تصرف پر باذن اللہ فائز ہیں۔

قیومِ زماں کی ذاتِ بابرکات جس کے علمی وقار اور روحانی فیوض وبرکات سے اہلسنت مستیز و مستفیض ہورہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اتباعِ سنت آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ عبادت و ریاضت، تلاوت و تسبیح، تعلیم و تعلم، رشد و ہدایت، ایثار و کرم، تبلیغ و اشاعتِ اسلام، احیائے دین، انقلابِ ایمانی پیدا کرنا، مخلوقِ خدا کو خالقِ حقیقی سے ملانا آپ کا کام ہے۔

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

آپ نے سیفِ الٰہی سے مفسدات کا قلع قمع کر ڈالا۔ آپ کی اصلاحی مساعی اور روحانی قوت سے ہزاروں گم کردۂ راہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئے۔

میں نے حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت کی۔ ایک مرتبہ کراچی میں پیر طریقت سید احمد علی شاہ صاحب کے آسانہ عالیہ میں۔ اس دور میں سید صاحب عالمِ شباب میں تھے، بلکہ حضرت کا ظاہری و باطنی شباب، شباب پر تھا۔ شاہ صاحب نے دعوت دی کہ میرے مرشدِ کریم تشریف لائے ہیں۔ میں حاضر ہوا، دیدار ہوا، قدم بوسی کی، چہرۂ مبارک پر جن انوار کی بارشیں تھیں وہ صاحبانِ حال جانتے ہیں پر قال کو دخل نہیں۔

پھر حضرت علامہ مولانا فضل اللہ نقشبندی شیخ الحدیث دار العلوم محمدیہ سیفیہ لنڈی شاہ منہ مردان کے ساتھ حضرت صاحب کی باڑہ پشاور میں آستانہ عالیہ میں زیارت کی۔ حضرت قبلہ نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ حضرت قبلہ میرے خاندان کے بزرگوں، مفتی اعظم سرحد مفتی شائستہ گل القادری رحمۃ اللہ علیہ، عبد الحنان قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور ہمارے جدِ امجد کی علمی وروحانی خدمات کا نہایت محبت وعقیدت سے تذکرہ فرماتے ہیں۔ دادا حضور رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتاب کا مطالعہ بھی فرماتے ہیں بلکہ ایک دفعہ دادا جان کی مشہور کتاب المقاصد السنیۃ فی

تردید الخرافات الوھابیہ چھپوا کر مسلمانوں میں مفت تقسیم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ پیارے محبوب ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

علامہ محمد اقبال اظہری (مہتمم مدرسہ محمدیہ اظہر العلوم شجاع آباد):

(صدر جمیعت العلماء پاکستان، پنجاب)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی مایہ ناز عظیم المرتبت روحانی شخصیت حضرت پیر اخندزادہ محمد سیف الرحمٰن نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ خاتم النبیین، سید المرسلین، حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کی امت میں صحابہ کرام اور اہلبیتِ عظام کے بعد اولیاءِ کرام اور صالحین کاملین کا سلسلہ جاری فرمایا ہے جو تا قیامت دینِ اسلام کی سربلندی اور شریعتِ مصطفےٰ ﷺ کی حفاظت کے لیے جد وجہد فرماتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے امراز
چراغِ مصطفوی سے شرار بولہبی

اس نازک، پر فتن اور لادینیت کے دور میں ان وفاپرور اور ایثار پیشہ نفوسِ قدسیہ، اہلِ محبت، اہلِ حق، اہلِ استقامت اور دیدہ ور اہلِ اخلاص میں قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، فخر الکاملین، فخر المشائخ، آفتابِ طریقت، حضرت پیر محمد سیف الرحمٰن نقشبندی مدظلہ کا نامِ نامی اسمِ گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔

قندیلِ نورانی، حضرت امامِ ربانی شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور اعلیٰ

حضرت مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قادری علیہ الرحمۃ کی طرح حضرت قبلہ سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ بھی افغانستان سے ہجرت فرما کر سرزمینِ پاکستان میں تشریف لائے۔ حضرت پیر صاحب مجسم عشق ومحبت، سوز وساز کا پیکر، ذوق ومستی کا قلزم، وجدان وکیف کا مواج سمندر اور پیکر خاکی میں عشق کا نور ہیں۔ بے شمار لوگ آپ کے فیوضِ باطنی سے سیراب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کے طفیل اپنے روحانی اور نورانی خزانوں کی جو خاص نوازشات آپ کو عطا فرمائی ہیں، وہ ان سے جھولیاں بھر بھر کر مخلوقِ خدا کو دے رہے ہیں۔ آپ تقویٰ شعار مرشد ہیں۔ محض کشف وکرامات والے نہیں بلکہ صاحبِ کردار پیر ہیں۔ وضع قطع میں بردباری ہے۔ آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے والے شریعت وطریقت کے پروانے اور سنتِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پابند ہو جاتے ہیں۔ سیرت وصورت میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اسوۂ رسول ﷺ کا عملی نمونہ نظر آتے ہیں۔

آپ نے اور آپ کے مریدین ومتوسلین نے خصوصاً صوبہ سرحد میں لادینیت اور بدعقیدگی کے خلاف عملی جہاد فرمایا اور عوام الناس کے دلوں کو عشقِ رسول ﷺ سے منور فرمایا۔ مسلک حق اہلسنت وجماعت کے فروغ کے لیے انتھک محنت فرمائی۔ آپ کی مریدین اعتقادِ صحیح اور عملِ صالح کے پیکر بن جاتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت صاحب قبلہ مدظلہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر علماء اور صلحاء میں شامل ہیں۔ آپ کے تمام خلفاء اسلام کے مبلغ اور شریعت مصطفٰے ﷺ کے سچے خادم ہیں لیکن حضرت سے خاص طور پر فیض حاصل کرنے والے باعمل، باکردار، ملنسار اور پرہیزگار اور کامل شخصیت، رہبر شریعت حضرت قبلہ میاں محمد حنفی سیفی نقشبندی قادری مدظلہ کی ذات نے فقیر کو بیحد متاثر کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیلِ نبی پاک ﷺ تمام مسلمانوں کو نظام مصطفٰے ﷺ کے نفاذ اور مقامِ مصطفٰے ﷺ کے تحفظ کے لیے منظم اور متحد ہو کر جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ یہی میری جماعت "جمیعت علماء پاکستان" کا نصب العین اور میرے قائد امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کا مشن ہے۔

وہ چراغ اپنا جلا رہا ہے

حافظ محمد فاروق خان سعیدی (امیر جماعت اہلسنت پاکستان، ضلع ملتان):

(خطیب جامعہ اسلامیہ انوار العلوم، نیو ملتان)

یہ ایک ناقابلِ تردید و انکار حقیقت ہے کہ رسول اکرم تاجدارِ دو عالم ﷺ اس دنیا میں معلم اخلاق بن کر تشریف لائے اور اعلان فرمایا: **انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق** "مجھے اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے" آپ ﷺ نے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی اس طرح تربیت فرمائی کہ ایک ایک صحابی کو اخلاقِ حسنہ کا نمونہ بنا دیا۔ قرآنِ مجید میں سرورِ کونین کی بعثت کا ایک مقصد تزکیہ قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا یتلوعلیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب و الحکمۃ

یعنی "اللہ وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول معبوث فرمایا جو ان کو آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ فرماتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

اسی تزکیۂ نفس اور اصلاحِ قلب کا نام "تصوف" ہے۔ اسلام میں بار بار قلب کی صفائی، پاکیزگی اور تزکیۂ نفس پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ جو کہ خواجہ خواجگان محمد بہاؤالدین نقشبند کی طرف منسوب ہے، کو عرب و عجم میں شہرتِ دوام اور قبولِ عام کا درجہ حاصل ہوا۔ برصغیر کے علاوہ افغانستان میں اس سلسلہ نے بہت مقبولیت حاصل کی۔ حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نے افغانستان میں دینِ حق کی لازوال خدمات انجام دیں۔ افغانستان سے پاکستان کی سرزمین پر تشریف لانے والے عظیم روحانی پیشوا پیر سیف الرحمٰن ماتریدی حنفی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے روحِ رواں حضرت مجدد الف ثانی کی معنوی اولاد ہیں۔ پاکستان میں سلسلہ سیفیہ نقشبندیہ آپ ہی کے نام نامی سے منسوب ہے۔ آپ نے ہزاروں گم گشتگان کو بادیۂ ضلالت سے نکال کر جادۂ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ آپ کی زندگی سنتِ رسول ﷺ کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔

ہزاروں لوگ آپ کی صحبت میں آکر گناہوں سے تائب ہوئے۔ راقم کو جماعت اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام ملتان میں انٹرنیشنل سنی کانفرنس پر آپ کی زیارت اور دست بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کا سراپا اتباعِ سنت کا مظہر اور پر وقار چہرہ جلال وجمال کا حسین نمونہ ہے۔ حضرت کی شخصیت میں مقناطیسی کشش ہے۔ جو ایک بار دیکھتا ہے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ آپ نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو ہیں۔ "قلندرانی ادائیں، سکندرانہ جلال" کے مصداق ہیں حضرت کے خلفاء میں حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ کا اسمِ گرامی سرِفہرست ہے۔ آپ بھی خلق ومروت کی تصویرِ کامل اور علماء پر بے حد شفقت وعنایت فرمانے والی ہستی ہیں۔ جماعتِ اہل سنت سے آپ کا پرجوش، مخلصانہ تعاون وسرپرستی ہر اعتبار سے لائقِ تحسین وآفریں ہے۔ حضرت میاں محمد حنفی سیفی کے خلفاء میں بالخصوص سرزمین ملتان پر ڈاکٹر محمد عمران سیفی اور سردار محمد انور ڈوگر اپنے شیخ کی تعلیم وتربیت کا حسین نمونہ ہیں۔ سلسلۂ سیفیہ روز بروز ارتقاء پذیر ہے۔ یہ سب حضرت اخندزادہ صاحب کی روحانیت کا فیض ہے۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

الحاج صوفی محمد بشیر (چیئرمین اسلامک فاؤنڈیشن، مانچسٹر):

خواجۂ خواجگان اخوندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک دامت برکاتہم العالیہ شریعتِ مطہرہ میں امامِ اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد امام ابو منصور ماتریدی کے تابع اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے ساتھ اتفاق رکھنے والے طریقت اپنے شیخ خواجہ محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے چاروں سلاسل میں سند خلافت حاصل کرنے والے اور امامِ ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کے نائب ہیں۔ حضرت خواجہ رشد وہدایت کے چراغ ہیں۔ آپ کا شمار علمائے

راسخین میں ہوتا ہے۔ آپ مجمعۃ البحرین یعنی دونوں علوم کا مجموعہ ہیں۔ آپ کی ذاتِ بابرکات علم ظاہر اور علمِ باطن کا جامع نسخہ ہے۔ احیاءِ سنت کے لیے آپ کی کاوشیں قابلِ صد احترام ہیں۔ آپ کی ایک نظر سے حیاتِ قلبی وروحی حاصل ہوتی ہے۔ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں میں ہے، الحمد للہ سب کے سب سنتِ رسول اللہ ﷺ کے پابند ہیں۔

ایک شیخِ کامل اور ولئ کامل

صاحبزادہ محمد فضل الرحمٰن اوکاڑوی (مہتمم جامعہ اشرف المدارس، اوکاڑہ):

(پرنسپل جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس)

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، شمس المشائخ، حضرت علامہ پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ ایک بلند پایہ شیخِ کامل اور ولی کامل ہیں۔ ان کی ذات کا الفاظ میں مکمل احاطہ کرنا تو ممکن نہیں ہے بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آپ موجودہ دور میں ایک بہت بڑی شخصیت ہیں۔ نہ صرف پیرِ طریقت ہیں بلکہ ایک بہت بڑے عالمِ دین ہیں۔ اور آپ کی تعلیمات میں مسلکِ حق اہل سنت وجماعت کے عقائد پر پختگی نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اور آپ کے مریدین سچے عاشقِ رسول ﷺ نظر آتے ہیں۔ بے ادبوں اور گستاخوں سے قطع تعلق رکھتے ہیں اور اپنوں سے انتہائی پیار ومحبت سے پیش آتے ہیں۔ میرے نزدیک ان کی ایک زندہ کرامت یہ ہے کہ ایک دفعہ میں (راقم)، پیر محمد افضل قادری، الحاج امجد علی چشتی اور صاحبزادہ غلام صدیق نقشبندی کے ہمراہ ان سے ملنے کے لیے گئے، وہ انتہائی بخت سے ملے اور ہماری خوب خدمت کی۔ جب واپس آنے لگے تو حضرت پیر صاحب نے تین جبے منگوائے اور میرے ساتھیوں کو ایک ایک جبہ عنایت فرمایا، میرے دل میں ملول ہوا اور میں نے سوچا نہ جانے مجھے کیوں محروم رکھا گیا کہ اچانک حضرت نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب آپ کیوں مغموم ہوتے ہیں، آپ کو دراصل اپنا ذاتی جبہ دینا چاہتا ہوں، یہ کہا اور اپنا جبہ اتار کر مجھے پہنا دیا۔ میں خوش ہو گیا۔

والد گرامی قبلہ (شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی قادری رحمۃ اللہ علیہ) سے بھی آپ گہری محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور والد گرامی مرحوم بھی ان کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے۔ والد گرامی مرحوم کے سالانہ عرس مبارک میں آپ کے بھی صاحبزادے اور خلفاء کثیر مریدین کے ہمراہ ہر سال شرکت فرماتے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ تادیر مسلمانوں پر قائم رکھے اور زیادہ سے زیادہ لوگ آپ سے مستفید ہوتے رہیں۔

مجمع البحرین ،علومِ ظاہری و باطنی کے عظیم سپوت الشیخ مبارک سرکار دامت برکاتہم العالیہ

محمد مظہر فرید شاہ (نائب مہتمم جامعہ فریدیہ، ساہیوال):

خدا رسیدہ ہونے کے لیے دو تحریکات درکار ہوتی ہیں۔ (1) تحریکِ ظاہری (2) تحریکِ باطنی۔ تحریکِ ظاہری کی اصلاح علمِ فقہ سے ہوتی ہے اور تحریکِ باطنی کی اصلاح علمِ تصوف سے ہوتی ہے۔ کسی ایک علم سے بھی بے نیاز ہو کر کامل استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ جس طرح پانی مطلوب ہو تو دو گیسوں (آکسیجن اور ہائیڈروجن) کی مخصوص مقدار ضروری ہے ورنہ ایک کی موجودگی سے پانی دستیاب نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح جب انسان کی کامل اصلاح مقصود ہو تو دو علوم (علمِ فقہ اور علمِ تصوف) کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ پاکستان میں مختلف خانقاہوں اور متعدد درسگاہوں نفوسِ انسانیہ کی اصلاح کا کام جاری ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا۔

صوفی باصفا ولی کامل پیرِ طریقت، رہبر شریعت، علم و عمل کے حسین پیکر حضرت علامہ مولانا الشیخ اخندزادہ سیف الرحمٰن المعروف مبارک سرکار مدظلہ آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف لاہور کی تحریکِ تزکیۂ نفوس نہایت ہی منظم اور تصوف کی دنیا میں خوبصورت اضافہ ہے۔ شیخِ طریقت کی پیرانہ سالی

مستزاد یہ ہے کہ جہد مسلسل اور سالکین کی باقاعدہ تربیت کے باعث آپ آستانہ عالیہ سے باہر دوروں کو زیادہ جاری نہ رکھ سکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ آپ کے اسمِ گرامی س تو متعارف ہیں مگر زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے۔ ایسے لوگ آپ کی نظرِ التفات سے میدانِ عمل میں اترنے والے روشن ستاروں کی زندگیوں سے آپ کی ولولہ انگیز قیادت وسیادت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

حضرت شیخ کامل کی تصفیہ قلوب اور ترکیۂ نفوس کی اس مقدس تحریک کو مدارس عربیہ کے قیام اور علوم وفنونِ اسلامیہ کی ترویج سے مزید فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی بارگاہ میں بہ صد عجز ونیاز دعا ہے کہ یہ تحریک شیخِ طریقت کی ولولہ انگیز قیادت میں علومِ ظاہری وباطنی کا حسین امتزاج پیش کرے۔ آمین

حضرت اخندزادہ پیر ارچی کی شخصیت،ایک مشاہدہ

علامہ صاحبزادہ حفیظ اللہ شاہ مہروی (جامعہ مہرویہ حفیظ العلوم):

امامِ ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ اور ان کی امانتوں کے امین اور ان کے مشن وافکار کے سچے علمبردار، سرخیلِ نقشبندیت، وارثِ مسندِ مجیدیت، مخدوم الاولیاء، سلطان السالکین، حضرت قبلہ پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب خراسانی مدظلہ العالی سے راقم الحروف کی پہلی ملاقات اور شرفِ زیارت، مرکزِ انوار وتجلیات ربانی، حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرسِ مقدس پر دورانِ خطاب ہوئی۔ حضرت میری تقریر کے دوران اس نشست پر بطور مہمانِ خصوصی تشریف لائے تو مریدین عقیدت مندوں اور شرکاء عرس نے اور اسٹیج پر موجود کابرین علماء اہلسنت وعمائدین ملک وملت بشمول مشائخِ طریقت نے جس انداز سے آپ کو خوش آمدید

کہااور شرکاءِ محفل جس طرح ان کا استقبال کیا، وہ اپنی مثال آپ تھا۔ فضاء نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت اور ذکر اللہ سے گونج اٹھی۔ آپ کے سر پر منفرد قسم اور نوعیت کی دستار، نورانی چہرہ اور چمکیلے جبہ شریف نے پوری محفل کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر لیا اور یوں محسوس ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اس کے چند دن بعد سید ظفر علی شاہ صاحب ممبر قومی اسمبلی مرحوم کی دعوت پر میلاد کانفرنس سے خطاب کرنے پشاور جانا ہوا تو اگلے روز آپ کے آستانہ عالیہ پر صوفی محمد اقبال صاحب کے ہمراہ محض زیارت کی نیت سے حاضر ہوا تو حضرت نے کمال محبت و شفقت کا اظہار فرمایا اور جو خوبیاں اور وصف مقبولانِ بارگاہِ خداوندی میں ہونا چاہیئے، آپ کو ان اوصاف سے متصف پایا اور پھر ملتان میں انٹر نیشنل سنی کانفرنس میں جب آپ مریدین اور خلفاء کے جھرمٹ میں اسٹیج پر ے شریف لائے تو پورا اسٹیڈیئم آپ کی طرف متوجہ ہو گیا اور آپ کرسی پر رونق افروز ہوئے تو ایک عجیب سماں بندھ گیا۔ اہلسنت کے اکثر پیران عظام میں مذہبی غیرت بہت کم دیکھنے میں آتی ہے ،وہ محض پیری مریدی کو فروغ دینے میں مصروف عمل نظر آتے ہیں اور علماء سے خود اور اپنے حلقۂ ارادت کو دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ الحمد للہ حضرت موصوف جہاں روحانیت کے علمبردار اور شریعت مطہرہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا سمجھتے ہیں، وہاں مسلکِ حق اہل سنت وجماعت کے بول بالا اور پرچار کے ساتھ ناموسِ رسالت کے لیے مر مٹنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اور دشمنانِ دربارِ رسالت کی سرکوبی کے لیے خلفاء و مریدین سمیت ہر وقت سر پر کفن باندھے رکھتے ہیں اور اپنی عزت و عظمت اور جاہ و جلال کو رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس پر قربان کرنا سعادت مندی گردانتے ہیں۔ گویا جو کام انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپے گئے اور پھر وہ اولیائے کرام کو منتقل ہوئے، آپ صدقِ دل اور اخلاص کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ اوامر کی پاسداری اور نواہی سے باز رہنے کی بھرپور اور مؤثر طریقہ سے تلقین فرما رہے ہیں۔ آپ کے مریدین کے سر پر دستار اور سنتِ رسول ﷺ سے سجا ہوا چہرہ تبلیغ اسلام کی روشن دلیل ہے۔ اگرچہ اس سے چند سال قبل 10 محرم الحرام

کے موقع پر کندیان شہر میں ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ کی محفل میں کرسیٔ صدارت پر موجود آپ کے محبوب ترین خلیفہ جو آپ کی طرح مذہب اور دین کا درد رکھنے والے اور علم و علماء کے دلدادہ، زینتِ بزمِ عاشقاں، رونقِ محفلِ سالکاں، حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ سے ملاقات ہوئی اور میری تقریر جو ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے تھی، کے دوران جس طرح حبِ اہلِ بیت میں ڈوب کر آنکھوں سے آنسو بہا رہے تھے، اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ ان کے سر پر کسی قلندرِ وقت کا سایہ اور دل پر کسی عظیم روحانی شخصیت کا قبضہ ہے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ ہستی حضرت سیف الرحمٰن صاحب اخندزادہ کی ہے جو ایک اللہ کی ضرب سے دلوں کی کیفیت کو بدل دیتے ہیں اور روحانی انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔

یہی صورت تین سال قبل کراچی گلشنِ حدید کی جامع مسجد میں مفتی فریق صاحب کے جلسہ میں خطاب کیا گیا تو صوفی محمد وکیل سے ملاقات ہوئی اور انھوں نے اگلے روز مجھے اپنے آستانے پر ماہانہ محفلِ ذکر اللہ میں خطاب کی دعوت دی اور یہ منظر میرے لیے نیا تھا کہ میری تقریر کے دوران جس مرید پر نظر کرتے اس کا دل خود بخود وجد آفریں ہو جاتا۔ خیال آیا کہ یہ جس ہستی کے مرید اور فیض یافتہ ہیں ان کا مقام کیا ہو گا اور پھر گزشتہ سال حضرت میاں محمد حنفی سیفی کو حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک کی دو نشستوں میں علمائے کرام سے محبت و الفت کرتے دیکھا، وہ اپنی مثال آپ تھا۔ ان کی عجز و انکساری، ملنساری، شریعت کی پاسداری، ان کے فقر اور ولایت کی مظہر تھی۔ ان کی زندگی کا مرکز، محور اور مطمع نظر ناموسِ رسالت کا تحفظ اور روحانی انقلاب اور معاشرہ کو بے حیائی، عریانی، فحاشی اور بدعقیدگی کی لعنت سے اور طوفان سے پاک کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے گزشتہ سالوں میں مرشد کے حکم پر صرف ملتان میں نہیں بلکہ پاکستان بھر میں مرتدینِ دربارِ رسالت اور گستاخانِ بارگاہِ ولایت کے خلاف علمِ جہاد بلند کرتے ہوئے ہنگامی طور پر یا رسول اللہ (ﷺ) کانفرنس کا انعقاد کیا اور حکومتی ایوانوں کو ہلایا اور بتایا کہ یہ ملک رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کا ہے۔ مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت جید علماء، خطباء اور اکابرین و عمائدینِ ملک

کے پاس خود اور اپنے خلفاء کے وفود بھیج کر احساسِ ذمہ داری دلائی۔ میرے انتہائی محترم دوست صوفی محمد انور ڈوگر سیفی اور ڈاکٹر محمد عمران سیفی کو ملتان کے علماء و مشائخ سے ملاقات کے لیے تجویز کیا۔ ان لوگوں نے جس لگن، درد اور جذبہ کے ساتھ ملتان یا رسول اللہ (ﷺ) کانفرنس کے لیے جو طوفانی دورے کیے اور جس خلوص کا مظاہرہ کیا، وہ یقیناً قبلہ میاں صاحب کی تربیت کا اثر ہے۔ قبلہ سردار صوفی محمد انور ڈوگر ایک اہم دنیاوی معروف ترین عہدہ رکھنے کے باوجود دن رات ذکرِ رسول ﷺ کی محافل میں حاضری کو روحانی غذا سمجھتے ہیں۔ ان کے گھر گزشتہ برس ایک نجی محفل میں میاں صاحب قبلہ کی روحانی میٹھی باتوں کی لذت آج تک محسوس کر رہا ہوں مگر یہ سب کچھ شیخِ کامل کی نگاہوں کا مرہونِ منت ہے۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سردار کا عالم کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان چند سطور کو میرے لیے اور قارئین کے لیے نجات کا ذریعہ اور بخشش کا سبب بنائے۔ آمین

اسلاف کے زمانے کا عظیم بزرگ

استاذ القراء قاری المقری قاری محمد اعظم نورانی:

سلسلہ عالیہ سیفیہ کے موسس اعلیٰ، شیخ طریقت، حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب ارچی خراسانی نقشبندی مجددی کی علمی و روحانی شخصیت سے میں ذاتی طور پر بہت متاثر ہوں۔ آج کل شیوخِ طریقت میں وہ صفات کم ہی نظر آتی ہیں جو حضرت موصوف میں پائی جاتی ہیں۔ حضرت کی تربیت کی وجہ سے لاکھوں حاملینِ اسلام نے اپنا آپ نظامِ مصطفیٰ (ﷺ) کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ مجھے متعدد بار آپ کے خلفاء کی مجلس میں قرآن پڑھنے کا شرف حاصل ہے۔ جس طرح قرآن سے یہ لوگ محبت فرماتے ہیں، یقین جانیئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ قرآن کو باتجوید پڑھنے پڑھانے کا رواج بھی اسی سلسلہ میں زور و شور سے دیکھا گیا ہے۔ ولایت کی ابتدائی کڑی قرآن کی تلاوتِ باتجوید ہے جن کا ان کے ہاں خوب اہتمام ہے۔

حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالیٰ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ انھوں نے افغانستان سے پاکستان منتقل ہو کر دین و مسلکِ حقہ کا جو کام صوبہ سرحد، اس کے ملحقہ علاقے اور پھر سپورے پاکستان میں جس جانفشانی، لگن اور جدوجہد کے ساتھ کیا ہے، وہ بذاتِ خود ایک ضخیم مقالہ کا متقاضی ہے۔ افغانستان اور صوبہ سرحد کی حدود میں توپ و تفنگ، بم و بارود کے دھوؤں اور دہشت گردی کی خونریزی اور ظالمانہ طرزِ عمل کی مسموم فضاؤں میں جس طرح عشقِ رسول ﷺ کا سبق جوانمردی اور استقلال سے دیا، وہ اللہ جل شانہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر ان کے غیر متزلزل ایمان کا بین ثبوت ہے۔ آج الحمدللہ ان کے مریدین باصفا، خلفاء و تلامذہ ملک پاکستان کے کونے کونے میں ان کا یہ پیغام بطریقِ احسن پہنچا رہے ہیں۔ دارالعلوم قائم ہو رہے ہیں اور خانقاہی نظام اسلافِ کرام کے نمونہ پر ترقی پذیر ہو رہا ہے، حزب اللہ کی فوج تیار ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ پیر اخندزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے تاکہ مسلکِ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت قدس سرہ کو ان سے مزید تقویت پہنچے۔ راقم آخر میں محبی و محترمی ملک محبوب الرسول قادری زید عنایۃ کو حضرت پیر صاحب قبلہ کی حیات اور کارناموں پر "انوارِ رضا" کی خصوصی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

ظلمت کدے میں ایک ہالہ نور کا

حضرت علامہ غفران محمود سیالوی (ناظم تعلیم وتربیت، جماعت اہلسنت راولپنڈی):

یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم

(النساء، آیت ۵۹)

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور صاحبانِ امر کی"

مفسرین کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ کسی نے کہا کہ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد حاکمِ وقت ہے۔ (ابنِ وہب ابنِ جریر وغیرہ) کسی نے کہا اُولِی الْاَمْرِ سے مراد اصحابِ فقہ ہیں (ابنِ عباس مجاہد، عطا بن سالک وغیرہ) کسی نے کہا اُولِی الْاَمْرِ سے مراد صوفیاء ہیں (اہلِ تصوف)

علمائے محققین نے تینوں اقوال کو یوں تطبیق دی کہ اللہ نے اپنے ساتھ اطیعوا کا لفظ لگایا اور رسول ﷺ کے ساتھ بھی اطیعوا کا لفظ لگایا لیکن اُولِی الْاَمْرِ کے ساتھ اطیعوا کا لفظ نہیں لگایا جبکہ اُولِی الْاَمْرِ کی اطاعت بھی واجب ہے، چنانچہ علماء فرماتے ہیں کہ:

اُولِی الْاَمْرِ کا عطف الرسول پر ڈالا اور اُولِی الْاَمْرِ کو رسول اللہ ﷺ کے تابع کر دیا۔ اب چاہے حاکم ہو یا اصحابِ فقہ ہوں یا صوفیاء ہوں، اطاعت و تابعداری اسی کی ضروری واجب ہے جو رسول اللہ ﷺ کا سچا تابعِ فرمان ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ولایت نام ہے قربِ خداوندی کا اور خدا کا قرب شریعتِ مصطفیٰ ﷺ پر عمل پیرا ہونے سے ملتا ہے۔ چنانچہ خود اولیاء کا بھی یہی فرمان ہے۔ جس طرح حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الطرق الی اللہ تعالیٰ بانفاس الخلائق و کلھا مسدودۃ علی الخلق الا من کتفٰی علی اثر الرسول

یعنی اللہ کا قرب پانے کے لیے بے شمار راستے ہیں مگر تمام راستے مخلوقِ خدا پر بند ہیں، صرف اتباعِ

رسول ﷺ وہ واحد راستہ ہے جو اس پر مستقیم المزاج ہو گیا وہ خدا کا قرب پا گیا۔

نہ عالموں سے نہ علمِ فلسفی سے ملتا ہے
خدا کا پتہ خدا کے نبی ﷺ سے ملتا ہے
ان کو چھوڑ کر جو جنت جا سکو تو جاؤ
وہ رستہ بھی ان کی گلی سے ملتا ہے

اور حدیثِ قدسی میں بھی منشائے خدا اور فرمانِ مصطفیٰ ﷺ یہی ہے:

من عادٰی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب ولا یزال عبدی یتقرّب الی بالنوافل حتّی احببتہ‘

(بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب التواضع، جلد2، ص963)

یعنی جو میرے کسی بھی ولی سے عداوت رکھے (معلوم ہوا تمام سلاسلِ طریقت کے بزرگوں کا احترام کرنا چاہیئے) میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرے بندے نے میرا قرب حاصل نہیں کیا کسی ایسی چیز سے جو مجھے سب سے زیادہ پیاری ہو میرے مقرر کردہ فرائض سے اور ہمیشہ میرا بندہ نفلی عبادات سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے۔ حدیثِ بخاری طویل ہے، آمدم بر سر مطلب کہ ولی فرائض وواجبات، سنن کا دائمی پابند ہوتا ہے بلکہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ ایک شخص نے ولایت و صدیقیت کا دعویٰ کیا ہے، اس کی زیارت کو چلتے ہیں۔ جب آپ اپنے مریدوں سمیت شخصِ مذکور کی طرف گئے تو اتفاق سے وہ بندہ مسجد کی طرف جا رہا تھا، اس نے مسجد کی طرف ہی منہ کیے دانستہ یا غیر دانستہ تھوک دیا تو حضرت خواجہ صاحب بغیر سلام و کلام کیے واپس پلٹے اور فرمایا: جو شخص شریعت مصطفیٰ ﷺ کے مستحبات سے لاعلم ہے وہ کیسے ولی ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا ولایت نام ہے اتباعِ مصطفیٰ

ﷺ کا لیکن عام طور پر جب ہم اولیائے کرام کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں زیادہ تر ان کے خوارق عادات اور کرامات پر زور دیتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم اولیائے کرام کے زہد و عبادت کو بیان کرتے ہیں تو اس سے ترکِ علائق دنیوی مراد لیتے ہیں۔

بلاشبہ اولیائے کرام صاحبانِ کرامت ہوتے ہیں مگر ان میں سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ صاحبِ علم و عمل ہوتے ہیں۔ تقویٰ و طہارت کی سعادت انھیں حاصل ہوتی ہے۔ احکامِ شرعی انھیں جان سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے نزدیک شریعت کی حدود سے تجاوز کرنا کفر ہوتا ہے اور محبتِ خدا اور محبتِ رسول ﷺ میں مرمٹنا (فنا ہو جانا) عین اسلام۔ چنانچہ یہی وہ کرامت ہے جس نے ان کی ذات کو بابرکت بنادیا اور ان میں بلا کی جاذبیت اور غضب کی دلکشی و کشش پیدا کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود۔

جس طرف نگاہ کرتے ہیں تصفیہ قلب کا سامان کرتے ہیں کیونکہ وہ بصرہ الذی یبصر بہ کا مصداق ہوتے ہیں۔ نہاں خانۂ دل سے اٹھنے والی ہوک کو سن لیتے ہیں کیونکہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ کا مظہر ہوتے ہیں۔

جب ہاتھ بڑھائیں تو فاصلوں کی رکابیں کھینچ لیتے ہیں کیونکہ وہ ویدہ التی یبطش بھا کا مظہر ہوتے ہیں۔ پاؤں اٹھائیں تو فاصلے مٹ جاتے ہیں کیونکہ وہ رجلہ التی یمشی بھا کا پیکر ہوتے ہیں۔ دستِ سوال دراز کردیں تو خزانے ہوتے ہیں کیونکہ وہ ولئن سئلنی لاعطینہ کے حقدار ہوتے ہیں کیونکہ اولیاء نے کبھی دنیا کو دین پر ترجیح نہیں دی، نہ دنیا سے ترکِ تعلق کیا ہے۔ ایک طرف کا ہو کے رہ جانا آسان لیکن دونوں طرف رہ کر ایک کے لیے اک ہونا بڑا مشکل ہے اور یہ مقامِ محبوبیت ہے۔ رجال لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ وہ تجارت میں لگے ہوئے بھی لیکن ان کے دل یادِ الٰہی سے معمور ہوتے ہیں۔ جو بزرگانِ دین کثرت سے عبادت و ریاضت کرتے ہیں، ہر وقت خدا کا ذکر کرتے ہیں اور خلائق کو ذاکر بناتے ہیں، یہی وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنھیں اللہ کی محبت میں فنا ہو کر

بقا ملی مگر جن لوگوں نے اولیائے کرام کو سطحی نگاہ سے دیکھا، وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ دنیا سے ترکِ تعلق ولایت کی پہلی شرط ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں نے گویا رہبانیت کو اختیار کرلیا ہے جس سے ان کی تمام ریاضات وعبادت بے نتیجہ رہتی ہے۔

جو لوگ اولیائے کرام کی حیاتِ مبارکہ میں ان کے خوارق عادات وکرامات کو تلاش کرتے ہیں اور انہی کو اولیائے کرام کی ولایت کی دلیل سمجھتے ہیں وہ سخت دھوکے میں ہیں۔ ان کی نگاہوں سے اولیائے کرام کی سیرت کے وہ پہلو اوجھل ہو جاتے ہیں جن کے باعث اسلام پھیلانے میں انھیں اکثر نامساعد حالات میں کامیابی ہوئی ہے۔ حقیقت میں یہی اولیائے کرام کی سب سے بڑی کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے۔

اس تناظر میں اگر سابقہ خراسان سے اگر کوئی واقف ہے تو وہ جانتا ہے کہ وہاں کفرو ارتداد کے سرغنوں نے کس طرح کس طرح اپنی بدوعقیدگی کے جال بچھا رکھے ہیں اور قرآن و سنت کا نام لے کر سادہ لوح مسلمانوں کو تعظیمِ رسالت وولایت اور تعلیماتِ تصوف سے دُور رکھا ہوا تھا۔ سلامِ عقیدت شہنشاہِ خراساں، قبلہ پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن علیہ الرحمۃ الرحمٰن کو جنھوں نے اس ظلمت کدے کو نورِ ولایت سے منور فرمایا۔ حقیقی معنوں میں قرآن و سنت کا نور بکھیرا۔ آپ نے بیک وقت کئی محاذ پر جہاد جاری فرمایا۔

کبھی خوارج وروافض کی بیخ کنی فرماتے نظر آتے ہیں، کبھی قرآن و سنت کا نور بکھیرتے نظر آتے ہیں، کبھی تقریر و تحریر سے بدعقیدگی کے تابوت پر آخری کیل ٹھوکتے نظر آتے ہیں اور کبھی پتھر دلوں کے سنگستان کو خشیتِ الٰہی اور حدیثِ الٰہی میں پگھلاتے نظر آتے ہیں اور متلاشیانِ خدا کو ذکرِ الٰہیاور محبتِ رسول ﷺ کے جام تطہیر آنکھوں سے پلاتے نظر آتے ہیں۔ چند تصاویر دیکھنے کو ملیں، کہیں آپ درسِ قرآن دے رہے ہیں، کہیں فقہ کے مسائل سمجھا رہے ہیں اور تشنگانِ دین کے جھرمٹ میں ایسے معلم و مربی کو دیکھ کر حضور اکرم ﷺ کی طرف صحابہ کا دینِ متین کے فہم کے لیے لپکنا یاد آتا ہے۔ مرشد ہوتا ہی وہی ہے جسے دیکھ کر اور جس کے مریدوں کو دیکھ کر دَورِ

مصطفیٰ ﷺ یاد آئے۔ جس کی اداؤں سے سیرتِ مصطفیٰ ﷺ دکھائی دے، جو چلے تو سنتِ رسول ﷺ کا حسن نظروں کے سامنے ہو، جو بولے تو سخنِ رسول ﷺ یاد آئے بلکہ جس کا چہرہ دیکھو تو خدا یاد آئے۔ اسی لیے کریم آقا ﷺ نے فرمایا:

من ذکرکم باللہ رؤیتہٗ   انھیں دیکھنے سے خدا یاد آئے

من ذکرکم بالآخرۃ عملہٗ   جن کا عمل دیکھ کر قیامت یاد آئے

من زادفی علمکم قولہٗ   جن کے لب حرکت کریں تو تمہارے علم میں اضافہ ہو

دنیاوالو! یہی وہ سچے لوگ ہیں جو حضور ﷺ کے سچے وارث ہیں، جو بھٹکے ہوؤں کو راہِ مستقیم پر لا رہے ہیں، جو راہِ سنت سے ہٹنے والوں کو حامیٔ سنت بنا رہے ہیں، جو بے نمازی ہے وہ نمازی بن گیا، جو ننگے سر تھا عمامہ اس کے سر سجا دیا، ذکرِ الٰہی کی لذت سے سے آشنا کر دیا۔ یہی وہ عظیم لوگ ہیں جن کو ہم اللہ والا کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت حضرت قبلہ پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کی زندگی میں برکتیں دیں اور تادیر ان سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آباد خدا رکھے ساقی تِرا میخانہ

حضرت علامہ مولانا پروفیسر حبیب اللہ چشتی (لیکچرار ایف جی کالج، اسلام آباد):

میں آج تک پیرِ طریقت شہباز شریعت امام معرفت اخندزادہ پیر سیف الرحمان ماتریدی حنفی مدظلہ العالی کی زیارت کی سعادت سے محروم ہوں اور سچی بات یہ ہے کہ تصوف کے اس عظیم قائد وسپہ سالار کے متعلق میری معلومات بھی تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن بعض حقائق اتنے واضح اور عیاں ہوتے ہیں کہ جن کے اثرات پر دلائل کا مطالبہ کرنا اپنا وقت برباد کرنے کا دوسرا نام گردانا جاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت یہ عرض کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا ہوں کہ باوجود شرفِ زیارت کی محرومی اور معلومات کے فقدان کے میرے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز آٹھ رہی ہے کہ عصرِ حاضر میں حضرت کا وجودِ مسعود طالبان راہِ حقیقت کے لیے ایسے ہی ہے جیسے "بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی" اور یہ دعویٰ محض کسی جذباتی کیفیت کا اظہار نہیں بلکہ میں نے یہ رائے بڑے گہرے تجزیے اور حالات کا بغور مشاہدہ کرنے کے بعد قائم کی ہے۔

مجھے ایک مرتبہ حضرت کے مریدین کی ایک محفل میں حاضری کا موقع ملا، وہاں ذکر وفکر اور یادِ الٰہی کی جو کیفیات میں نے دیکھیں، یقین فرمایئے انھوں نے میرے دل پر دُوررس اثرات مرتب کیے۔ میں بہت سے ایسے لوگوں سے واقف ہوں جو پہلے عجیب وغریب زندگی بسر کرتے تھے لیکن جونہی وہ حضرت پیر سیف الرحمان صاحب مدظلہ العالی کے سلسلہ میں بیعت ہوئے ان کے چہروں پر سنتِ رسول ﷺ کا حسن وجمال رقص کرنے لگا۔ عمامہ شریف ان کے سروں کی زینت بن گیا۔ ان کی چال میں بندۂ مومن کا وقار اور تمکنت جھلکنے لگی اور اللہ تعالیٰ کی یاد ان کی زبان سے ہوتی ہوئی دل میں اتری اور پھر نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔

اللہ اللہ کرتے کرتے ھُو نظر آیا مجھے
ھُو میں جب میں گم ہوا پھر تُو نظر آیا مجھے

کا منظر حضرت کے مریدین میں بڑی شدت سے دیکھا جاسکتا ہے۔ قال اور حال میں ایک فرق یہ بھی ہوتا ہے کہ قال کا ماہر صرف لفظوں کے موتی رولتا ہے، عقلی موشگافیاں سلجھانے میں زندگی تمام کر دیتا ہے۔ اس کے متعلقین لفظوں کو سلجھانے کو کا فن جانتے ہوں گے، عقل کی تشفی کا مداوا بھی ان کے پاس ہو گا لیکن ان کی آنکھیں ندامت کے آنسوؤں سے محروم اور دل ذکر کی لذتوں سے خالی رہتے ہیں۔ حضرت پیر صاحب مخلوقِ خدا کو صرف قال تک ہی نہیں لے جاتے بلکہ آپ کا اصل میدان تو ہے ہی حال۔ میرا ایک عزیز جو حضرت کے مریدین میں سے، مجھے بتا رہا تھا کہ جب کوئی بھی بندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو تو بیشک آپ اس بندے کو کچھ بھی نہ فرمائیں لیکن انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف پھر جاتا ہے۔ زبان کو ذکرِ الٰہی کی حلاوتیں نصیب ہو جاتی ہیں اور جبینِ بے تاب سجدوں کے لیے مچلنے لگتی ہیں۔

اللہ کے محبوب بندے وہی تو ہوتے ہیں جن کی زیارت سے بندوں کو اللہ یاد آ جائے۔

جب میں اس پہلو سے حضرت کی شخصیت کو دیکھتا ہوں تو میرا دل پکار پکار کے صدا لگاتا ہے کہ آپ صرف ولیٔ کامل ہی نہیں بلکہ آپ کی خدمت میں حاضری دینے والے بھی ولایت و معرفت کے نجانے کتنے جہاں پی جاتے ہیں۔

جس طرح بہار کی ہوا اپنا تعارف کروانے میں کسی کی محتاج نہیں ہوتی، پھول کبھی پکار کے صدا نہیں لگاتا کہ لوگو مجھ میں خوشبو ہے، چاند کبھی ہو کے نہیں نکالتا کہ مجھ میں چاندنی ہے بلکہ ہر زیرک انسان ہواؤں کو بہار کے نقیب سمجھتا ہے، کرنوں سے چاند کی عظمتوں کا فی اندازہ لگالیتا ہے۔ اسی طرح حضرت کے بے شمار مریدین، سنتِ نبوی ﷺ سے مزین ان کے چہرے، یادِ الٰہی سے تر زبانیں اس چیز کا بین ثبوت ہے کہ ان کے شیخ اور مربی و مرشد قربِ الٰہی کی بے پناہ منزلیں طے کر چکے ہیں اور ان کے شیخِ طریقت کی کیفیت میں ہے کہ ان کے لیے:

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

آپ کی زندگی کا حاصل ذکرِ الٰہی کی جوت جگانا ہے اور قسّام ازل نے آپ سے یہ کام اتنی شدت سے لیا ہے کہ جس کا اندازہ لگانا مجھ جیسے ناقص انسان کے بس سے باہر ہے۔ ابھی چند دن پہلے آپ کے ایک مرید کے گھر بچی پیدا ہوئی، وہ میاں بیوی دونوں آپ کے مریدین میں شمار ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ یقین فرمائیں مجھے ایک دوست نے اس بچی کے رونے کی ریکارڈنگ سنائی ہے، وہ بچی جب روتی ہے تو "اللہ اللہ" کی آواز بالکل صاف سنائی دیتی ہے۔

ذکر کی یہ سب بہاریں حضرت پیر صاحب کے خونِ جگر سے پروان چڑھ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمرِ خضری عطا فرمائے اور ذکر کا یہ میخانہ سدا آباد رہے۔ آباد خدا رکھے ساقی تیرا میخانہ

محمد معروف محمدی سیفی (اسلام آباد):

اس بندہ ناچیز نے حضور پیرِ طریقت حضرت سیف الرحمن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی مرتبہ فروری 2000ء میں باڑہ شریف میں دیکھا تھا اور آپ کو دیکھتے ہی مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور یاد آ گیا اور میرے دل و دماغ نے تسلیم کر لیا کہ اگر اس دور میں کسی نے سچا وارثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ڈھونڈنا ہو تو وہ آپ مبارک کی ذات ہے۔ میں نے شرفِ بیعت حضور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی دامت برکاتہم العالیہ سے اکتوبر میں 1999ء کو حاصل کیا اور مرشد مبارک نے مئی 2003ء میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ارشاد خط عطا فرمایا۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ کی ذات اقدس سے لے کر آپ کے تمام صاحبزادگان اور آگے پوتے یعنی جتنی بھی اولاد ہے سب کے سب عالم دین اور سنت کے پیکر اور طریقت و شریعت کے ترجمان ہیں۔

صاحبِ نگاہِ کیمیا اثر

علامہ غلام بشیر نقشبندی (جامعہ صفۃ المدینہ، گجرات):

فلکِ نیلی بام مدتوں محو مخرام رہتا ہے تب کہیں ایسی نابغہ روز گار شخصیات منصۂ شہود پر آتی ہیں جو نہ صرف وقت کی آواز پہ چلنے والی وقت کی آواز دینے والی ہوتی ہیں جو حالات کے سیلاب کے آگے تنکے کی طرح بہہ نہیں جاتیں بلکہ مضبوط چٹان بن کر حالات کا رخ موڑ دیتی ہیں۔ ایسی سہ گانہ روز گار ہستیوں میں سے ایک ہستی یادگارِ اسلاف جامع الشریعۃ والطریقۃ حضرت سیف الرحمن صاحب مد ظلہ العالی ہیں جن کی نگاہ کیمیا اثر نے لاکھوں لوگوں کی زندگی بدل کرر کھ دی ہے اور جن کی صحبت فیض اثر لاکھوں گم کردہ راہ لوگوں کے لیے خضرِ راہ کا کام دے رہی ہے۔

ماضی قریب میں چند جاہل لوگوں نے تصوف و طریقت کو بازیچہ اطفال سمجھ لیا اور بیگانوں کے ساتھ ساتھ بعض اپنوں نے بھی اس راہ کو بدنام کیا لیکن حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ جامع شریعت و طریقت ہیں۔ ایک طرف شریعت کے باریک ترین مسائل پر گہری نظر ہے اور دوسری طرف طریقت کے بلند ترین مقامات زیب نظر ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشدہ

اسی لیے بہت سارے علماء نے حضرت صاحب سے استفادہ کیا گویا آپ بیک وقت مرجع العلماء اور صدر نشین بزم صوفیاء ہیں۔

آپ کا پیغام بڑی تیزی سے شرق و غرب میں پھیل رہا ہے۔ گویا یہ دریا اب سمندر بن چکا ہے جو گوہر ہائے نایاب لٹا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ شریعت و طریقت کی اس جامع شخصیت کا فیض ہمیشہ جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

امید کی کرن...حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن

پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف سیالوی:

امتِ مسلمہ کے لیے انتہائی ابتلا اور آزمائش کا دور ہے، مادیت پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحانات اسلام کے روحانی نظام اور اقتدار کے لیے بڑا خطرہ ہیں۔ حضرات صوفیائے کرام اسلام کی روحانی اقدار کی ہمیشہ حفاظت کرتے رہے۔ آج کے دور میں تصوف کو اسلام کے متوازی نظامِ فکر قرار دیا جارہا ہے۔ امتِ مسلمہ کو روحانیت سے دور کرنے کیلیے ایک مذموم سازش ہے۔ لمحہ موجود میں پاکستان کے لیے شیخ طریقت پیر اخندزادہ سیف الرحمان کا وجود امید کی ایک کرن ہے "خانقاہ" جو روحانی تربیت کا مؤثر ترین ادارہ ہے بد قسمتی سے اخلاص وولایت کے اس ترجمان ادارہ میں مادیت پرستی اور ریاکاری گھس آئی ہے۔ اس کے منہاجِ تربیت کے احیاء کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

ہر چند کہ حضرت صاحب سے شرفِ ملاقات وزیارت نہیں رہا لیکن آپ کے فیضیافتگان سے مختلف مواقع پر ملاقات ہوئی تو ایسے لگا کہ حضرت پیر صاحب اپنے ارادت مندوں پر خوب توجہ دیتے ہیں۔ انھیں توجہاتِ قلبی کے نتیجہ میں مجددی فیض اور نور ان کی پیشانیوں پر چمک رہا ہے، سنتِ رسول ﷺ اپنانے کا یہ ولولہ روحانیت میں درجہ کمال پر پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ ان عظیم روحانی ہستیوں سے اسلامیان پاکستان کو فکر و عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین

جداگانہ رنگ کے حامل سیفی حلقے

صاحب زادہ محمد ساجد چشتی (آستانہ چشتیہ حضرت علامہ صائم چشتی، فیصل آباد):

عمدۃ الصالحین قدوۃ السالکین حضرت اخندزادہ سیف الرحمان پیر ارچی مبارک مدظلہ العالی وہ عظیم روحانی شخصیت ہیں جو بیک وقت متبحر عالم دین بھی ہیں اور عظیم فقیہ بھی، مجاہد اسلام بھی ہیں اور غازی بھی، روحانی طبیب بھی ہیں اور بہترین خطیب بھی، آپ گلشنِ روحانیت کی بہار بھی اولیائے

عصر کے سردار بھی، علم و فضل کا بحر ناپید کنار بھی ہیں اور روحانیت کے شہسوار بھی، آپ شیخ طریقت بھی ہیں اور صاحب علم و حکمت بھی۔

منبع فیض و کرامت، مرکز صدیقیت، شہنشاہ خراسان، تاجدارِ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک مدظلہ العالی وہ عظیم مبلغ اسلام ہیں جو فیض نظر سے اسلام نافذ کرتے ہیں۔

عاشقِ سرکارؐ ہیں، رحمٰن کی تلوار ہیں
رہنمائے اولیاء ہیں، صاحبِ کردار ہیں

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شریعت کی پابندی پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ مجاہد ملت حضرت مبارک صاحب مدظلہ العالی کے مریدین شریعت مطہرہ پر کامل طور پر کاربند نظر آتے ہیں۔ فی الحقیقت اس پرفتن دور میں یہ تجدیدِ دین بھی ہے اور روحانی انقلاب بھی۔

میں نے حضرت سیف الرحمن پیر ارچی مبارک مدظلہ العالی کی زیارت کا شرف اپنے نہایت ہی محترم و مکرم دوست حضرت وکیل سرکار مدظلہ العالی کے توسط سے آپ کے پیر و مرشد و اکامل و مکمل و اکمل حضرت اخندزادہ سیف الرحمن مبارک صاحب مدظلہ العالی کے محبوب خلیفہ حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ العالی کی معیت میں حاصل کیا۔ آپ کی زیارت میری زندگی کا یادگار لمحہ تھا۔ میں اس عظیم شخصیت کو دیکھنا چاہتا تھا، اس ولی کی زیارت کرنا چاہتا تھا جن کے فیض نظر سے دنیادار دین کی طرف آرہے ہیں، میں اس عظیم شخصیت کا دیدار کرنا چاہتا تھا جو اللہ کے بندوں کی ظاہری اور باطنی اصلاح کرکے انھیں کامل طور پر اللہ کا بندہ بنارہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے ہزاروں مریدین صبغت اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ آپ کی توجہ سے باطنی غلاظتیں دور ہو رہی ہیں اور قلوب ذکرِ الٰہی کے نور سے منور ہو رہے ہیں، عقائد کی اصلاح ہو رہی ہے،، ذکر کی دعوت دی جارہی ہے۔ آپ دن رات ذکر و تبلیغ میں مصروف تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے ہزاروں خلفاء پوری دنیا میں دین کی تبلیغ و دعوت اور ذکر و نعت

کی محافل کا اہتمام کرتے نظر آنے لگے۔ میں نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ کی محافل کا رنگ جداگانہ دیکھا۔ حضرت مبارک صاحب مدظلہ العالی جو نظر کا فیض تقسیم فرمارہے ہیں۔ وہ سلسلہ در سلسلہ کئی پشتوں تک پھیل چکا ہے۔ عہدِ حاضر میں نوجوانوں کی بڑی تعداد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کی طرف مائل ہورہی ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ روحانیت کا فیضِ عام۔ گزشتہ ادوار میں روحانیت کا حصول بہت مشکل تھا اور جسے یہ گراں مایہ دولت عطا کی جاتی تھی، اسے بہت سخت ریاضت اور مشقت سے گزرنا پڑتا تھا لیکن عہدِ حاضر کی ضرورت کے عین مطابق حضرت مبارک صاحب مدظلہ العالی نے یہ فیض عام فرمادیا۔ آپ کی سخاوت کمال ہے، آپ کا فیض بحرِ بے کراں کی طرح رواں ہے اور جو بھی خلوصِ دل سے طلب گارِ فیض ہوتا ہے، اسے نواز دیا جاتا ہے۔ لوگوں کی ظاہری اصلاح کے ساتھ ساتھ باطنی اصلاح بھی ہورہی ہے۔

اہل سنت کا وہ تعلیمیافتہ طبقہ جسے اپنے عقیدہ پر شک گزرنے لگا تھا کہ خبر نہیں کہ روحانیت کی کچھ حقیقت بھی ہے یا نہیں انھوں نے جب اخندزادہ مبارک صاحب کی شخصیت کو دیکھا، آپ کے روحانی کمالات کا واضح اظہار دیکھا اور روحانیت کے اثرات سے قلوب کا زندہ ہونا دیکھا تو ان کو ماننا پڑا کہ اہل سنت ہی سچا مذہب و مسلک ہے۔ حضرت مبارک صاحب مدظلہ العالی کے کمالات کا احاطہ محالات میں سے ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو جو عروج آپ کی ذات سے حاصل ہوا اس کی نظیر نہیں ملتی بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ نے سلسلہ مجددیہ کو حیاتِ تازہ عطا فرمائی ہے۔ آپ کی نگاہ پر اثر نے اسرار باطنی کو ظاہر فرمادیا ہے۔ آپ بے مثال و باکمال ہیں۔ آپ کی شخصیت اسوۂ رسول ﷺ کا کامل نمونہ ہے۔

ورع و تقویٰ، تسلیم و رضا، علم و عمل آپ کے خصائص میں سے ہیں۔ جلال و جمال کے اس پیکرِ دلنشیں نے لاکھوں لوگوں کے دلوں کو اسم ذات سے منور کردیا ہے اور یہ سلسلہ آپ کے خلفاء متوسلین کے ذریعے جاری وساری ہے اور میری معلومات کے مطابق دنیا کے ہر گوشہ میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے وابستگان موجود ہیں۔

حضرت اخندزادہ مبارک صاحب مدظلہ العالی کی دعوت ذکر و عمل کے کو دیکھتے ہوئے بڑے بڑے آستانوں کے سجادگان و مجاورین آپ سے شدید حسد کرنے لگے ہیں اور بجائے اس کے کہ اپنی اصلاح کریں اور اپنے اسلاف کے سلسلے کو روحانیت کی ترویج کریں، مخالفانہ پروپیگنڈہ کرنے لگے ہیں اور ان کی ہمنوائی آستانوں پر لنگر انداز مولویوں نے شروع کر رکھی ہے۔ میری تمام مشائخ اور علماء سے گزارش ہے کہ انھیں چاہیئے کہ وہ اس نادر روزگار شخصیت کے قدموں میں حاضر ہو کر روحانیت کے کمالات حاصل کریں تاکہ جس مسند پر وہ بیٹھے ہیں ان کا حق ادا کر سکیں۔

آپ کے بعض ارشادات و اقوال اور خوابوں کے حوالے سے لوگوں کو متنفر کرنے والے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ کوئی بات کرنے سے پہلے تصدیق کر لیا کریں اور اس عظیم روحانی شخصیت کی نفرت دل میں رکھنے کے بجائے محبت رکھیں کیونکہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جس نے میرے ولی کو اذیت دی، اس سے میرا اعلانِ جنگ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس عظیم روحانی شخصیت کے کمالات و فیوضات سے مشرف فرمائے اور ان کے پیغامِ عشق کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین و آلہ الطیبین الطاہرین

عصر حاضر کی عظیم روحانی شخصیت

پروفیسر محمد جعفر قمر چشتی سیالوی (شعبہ عربی، گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد)

حضور نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ جس طرح آپ سے پہلے نبی نبی کے نائب ہوتے تھے اسی طرح آپ ﷺ کے بعد آپ کے امتی آپ کے نائب ہو کر اسی فیض کو پھیلاتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ یہ نبی نہیں ہوتے مگر کام کرتے ہیں جیسے انبیاء بنی اسرائیل ہیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ خود نبی علاا کرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

یعنی میری امت کے علماء کرام بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ کے فیضِ نبوت کا ایک بہت بڑا سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چلا جس کو سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح سرکار ﷺ کے فیضِ بے مثال کا دوسرا سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے چلا جس کو سلسلہ نقشبندیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگرچہ ان تمام سلاسل کے بزرگان پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں مگر خاص طور پر برصغیر پاک و ہند اور افغانستان کے علاقوں میں ان بزرگانِ دین کی خصوصی توجہ ہوئی۔ حضور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم ترین بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بہت سے بزرگوں نے دنیا میں فیض نبوت پھیلانے میں اپنا کردار ادا فرمایا مگر ان میں جو مقام عمدۃ الصالحین، قدوۃ السالکین حضرت اخندزادہ سیف الرحمان پیر ارچی مبارک مدظلہ العالی کو حاصل ہوا وہ عصر حاضر میں کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ آپ وہ روحانی شخصیت ہیں جو بیک وقت متبحر عالم دین اور فقیہ بھی ہیں، مجاہد و نمازی بھی ہیں، روحانی طبیب بھی ہیں اور عظیم خطیب بھی ہیں۔ آپ وہ مبلغ اسلام ہیں فیض نظر سے اسلام اور فیض نبوت کو قلوب تک پہنچا رہے ہیں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خصوصیت پابند شریعت ہے جو مجاہدِ ملت حضرت مبارک صاحب کے سلسلہ میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ آپ اس پر فتن دور میں مجددی کردار ادا کرتے ہوئے روحانی انقلاب برپا کر رہے ہیں۔ اس دور میں جہاں بھی جائیں سلسلہ عالیہ سیفیہ کا فیض نظر آتا ہے۔ جو نوجوان بد کردار تھے، وہ صاحب کردار بن گئے، جو بد نظر تھے صاحب نظر بن گئے، جو اولیائے شیطان تھے وہ اولیائے رحمان بن گئے۔

حضرت سیف الرحمان پیر ارچی مدظلہ العالی اس دور کے وہ غوث ہیں جن کے ہزاروں خلفاء پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں ان کے محبوب خلیفہ حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ العالی نے خصوصاً پنجاب میں تبلیغ اسلام اور اصلاح معاشرہ کے لیے بہت کردار ادا فرمایا ہے۔ آپ سرکار کے خلفاء ہی نہیں، آپ کے فیض بحر بیکراں ہر مرید بلکہ ہر ملاقات کرنے والے کے دل میں موجزن ہو

جاتا ہے۔ تقویٰ وطہارت، تسلیم ورضا، علم وفضل اور سنت پر عمل آپ اور آپ کے سلسلے کی خصوصیات میں سے ہے۔

دینی غیرت آپ کی وہ خصوصیت ہے جس میں آپ بہت سے جس میں آپ بہت سے سجادہ نشین حضرات سے بازی لے گئے ہیں۔ باجوڑ میں منیر شاکر گستاخِ رسول کے خلاف آپ اور آپ کے مریدین نے علمی اور باقاعدہ جہاد کیا۔ آپ نے نام نہاد لشکر اسلام کے خلاف باقاعدہ فوجی کارروائی کرتے ہوئے جہاد فرمایا اور اب لاہور تشریف لے آئے ہیں مگر ابھی تک اس نام نہاد جہادی تنظیم کے خلاف جہاد جاری ہے جو امریکہ کو یہ جواز فراہم کر رہی ہے کہ پاکستان دہشت گردی کا مرکز ہے اور اس کے خلاف اتحادی فوجیں حملہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ پاک فوج آس لشکر اسلام نامی جہادی تنظیم کو خلاف قانون قرار دے کر اس کے خلاف کارروائی کر رہی ہے۔

حضرت سرکار سیف الرحمان وہ عظیم روحانی شخصیت ہیں جو ایک نظر سے ہزاروں افراد کی تقدیر بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل اور زندگی میں برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرجع الخواص و اخص الخواص

سید محمد منور شاہ نقشبندی (جامعہ علیمیہ اسلامیہ کراچی) :

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت انسان کو عالم کون ومکاں میں خلیفہ فی الارض کی حیثیت سے پیدا فرمایا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہم نے انسان (بنی آدم علیہ السلام) کو کرامت وشرف عطا فرمایا۔ اس شرافت و کرامت کی جس انسان نے ناقدری کی تو اپنی حیثیت کو اشرف المخلوقات کے زمرے سے نکال کر جانوروں کی حیثیت سے بھی کم اور گھٹیا کر دیا جس پر فرمان الٰہی شاہد ہے۔

اولئك كالانعام بل هم اضل وقوله اولئك هم شر البريه

اور جنھوں نے اس نعمت خداوندی کی پاسداری اور شکر ادا کرتے ہوئے زندگی گزاری تو بارگاہ الٰہی میں ان بشارتوں اور سعادتوں سے مسعود ہو گئے

اولئك هم خير البرية وقوله : ان اکرمکم عند الله اتقاکم

وقوله: رضی الله عنهم و رضوا عنه وقوله: ولمن خاف مقام ربه جنتان

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انعامات کسی خاص طبقے یا ذات پات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جس شخص کی زندگی ایک ایک لمحہ اطاعتِ محبوبِ رب العالمین ﷺ میں گزرتا ہے وہی ان انعامات کا مستحق و سزاوار ہے۔

کقوله تعالیٰ من یطع الله و رسوله فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا

معلوم ہوا کہ جس کی زندگی شریعت کے اصولوں میں ڈھلی ہوئی ہو، وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں کہ وکونو مع الصادقین: صادقین و صدیقین اور عباد اللہ و عباد الرحمٰن کی سب سے بڑی کرامت ان کا شریعت پر استقامت ہے جیسا کہ فرمایا:

الاستقامة خیر من الف کرامة یا الاستقامة فوق الکرامة

کسی کی شخصیت یا بزرگی ان کے دعووں یا اشتہار سے معلوم نہیں ہوتی بلکہ اس کے اعمال و اطوار سے پتہ چلتا ہے جیسا کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ نے کفار و مشرکینِ مکہ کے سامنے اپنی چالیس سالہ زندگی کو بطور نمونہ پیش کر چیلنج کیا کہ میری زندگی تمہارے سامنے ہے اور میں نے تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ گزارا۔ کیا اس میں، میں نے کوئی جھوٹ وغیرہ یا ایسا کوئی عمل کیا ہو جس میں میری شخصیت پر انگلی اٹھنے کا موقع ملے۔ آپ ﷺ کے حقیقی جانشین وورثاء جو آسمانِ ہدایت کے تابندہ و درخشاں تاروں کی مانند ہیں، آئے اور کوچ کر گئے اور اپنے فیوض وبرکات سے مستفیض خلفاء کو خلقِ خدا کی ہدایت کے لیے چھوڑ گئے جن کی زندگی ہر دَور کے لوگوں کے لیے مثالی اور نمونہ ہے۔ انہی

شخصیات میں سے دورِ حاضر کی ایک جامع الصفات شخصیت کہ جن کی شریعت پر استقامت ہی ان کی اور ان کے اجلہ خلفاء کی سب سے بڑی کرامت ہے، اور جن کی تمام صفات میں سے کسی بھی صفت کو اپنا یا غیر چیلنج نہیں کر سکتا، کیونکہ انھوں نے شریعت و طریقت کے لبِ لباب و نچوڑ، حقیقت میں وہ عالی مقام حاصل فرمایا کہ دور حاضر میں اہلِ بصیرت میں سے کوئی شخص ان کا مدِ مقابل بننے کی تو کیا، ان کے بارے میں دل میں بھی مخالفت کا تصور نہیں کر سکتا کیونکہ مشہور مقولہ "قدرِ زر زر گر شناسد، قدرِ جوہر جوہری"۔

رہی بات احمقوں کی یا حق کے مخالفین کی تو انکے بارے میں یہی کافی ہے کہ الناس اعداءلما جھلوا تو جو شخص ان کی عالی شان سے ناواقف ہے تو وہ کیا خیر خواہی کرے گا بلکہ وہ تو دشمن ہو کر اللہ و رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کے لیے تیاری کر تا رہتا ہے۔ کقولہ تعالیٰ: من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب

میری مراد اس عظیم شخصیت سے، دورِ حاضر مدارِ ولایت، مرجع الخواص، واخص الخواص، سرچشمۂ ہدایت و عرفان، موردِ تشنگانِ علوم، حقیقتِ عصر، محقق، مدقق دہر، حضرت پیر خواجہ سیف الرحمٰن مبارک کی ذاتِ بابرکات ہے کہ ان کی شان ان کے سلسلے کے ایک ایک فرد سے معلوم ہوتی ہے اور آپ سے دور حاضر کے اشخاص ملنے کو تڑپ رہے ہیں۔ اہلِ بصیرت تو غلامی کا طوق بطیب خاطر قبول کر کے سعادت سمجھتے ہیں اور بعض تو تمنا و آرزو رکھتے ہیں مگر بعض خارجی اسباب کی وجہ سے اس عظیم نعمت سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خلقِ خدا کی ہدایت کے لیے حیاتِ خضری اور صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کے طفیل مجھ ناچیز پر خصوصی فیضان کی بارش ہوتی رہے۔

زمانہ قدر کر ان کجکلاھانِ محبت کی

ڈاکٹر خادم حسین خورشید (خطیب جامع مرکزی مسجد ڈونگا باغ، سیالکوٹ)

زمانہ قدر کر ان کجکلاھانِ محبت کی
کہ پیدا اس نمونے کے جواں ہر دم نہیں ہوں گے

بظاہر تو تمام انسان ایک جیسے ہوتے ہیں جسم و جسد اور قد و خد ایک ہی طرح معلوم ہوتے ہیں لیکن اپنے قرب و جوار کے ماحول سے بھی ناواقف ہوتے ہیں یعنی زمین پر رہتے ہوئے بھی زمین سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اور کچھ وہ بھی ہوتے ہیں جو زمین پر بیٹھ کر لوحِ محفوظ کی تحریر پڑھتے ہیں۔ کچھ اپنا آپ باجود لاکھ کوشش و محنت کے نہیں بدل سکتے اور کچھ ایسے کہ نگاہ اٹھائیں تو ہزاروں انسانوں کے دل اپنے قبضہ میں لے لیں اور اشارہ کریں تو لاکھوں کی دنیا بدل ڈالیں۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ان بندگانِ خدا کی عظمت و جلال کا یہ عالم ہوتا ہے کہ زمانہ برف کی طرح پگھل کر ان کے سامنے پانی ہو جاتا ہے اور مکاں کی وسعتیں ہمہ دم ان کے سامنے سمٹتی نظر آتی ہیں۔ بقول اقبال:

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

ان کی روحیں سیاحِ لامکاں رہتی ہیں، ان کا حال لاہوتی فضاؤں میں محوِ پرواز رہتا ہے، پھر یہ صاحبِ نظر قرب کے جلوے صرف دیکھتے ہی نہیں بلکہ دکھانے پر بھی قدرت رکھتے ہیں۔ یہ تنہا ہو کر بھی انجمن آراء ہوتے ہیں، یعنی زمانے کے انسانوں کے دکھ درد کو اپنا سمجھتے ہیں۔ خودی اور استغناء کی حد

بریں ہر وقت ان کے لیے دروازہ کھلا رکھتی ہیں۔ان کی آنکھیں صرف منور ہی نہیں ہوتیں بلکہ منور کر بھی دیتی ہیں۔یہ خدائی جلوؤں کی کھلی کتاب سے تلاوت کا شوق ہر دم پورا کرتے ہیں۔نور کی غذا ان کی بھوک ختم کر دیتی ہے۔یہ قناعت کے پہاڑ ہوتے ہیں، دنیاوی حرص کی بھوک وپیاس ان کو ستا نہیں سکتی۔خودی واستغناء ان کے اخلاقِ حسن کا ایک ادنیٰ سا پر تو ہوتا ہے۔اس لیے کہ اِس جہاں میں رہ بھی ان کا تعلق اُس جہاں س ہوتا ہے۔یہ انسانوں میں ہو کر بھی اور بندوں میں رہ کر بھی خدا کے زیادہ قریب ہوتے ہیں کیونکہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ رضائے الٰہی میں گزرتا ہے۔ان کی نگاہوں میں دنیا کا کاروبار نہیں بلکہ جلوۂ یار ہوتا ہے۔ان کی توجہ آسائش وراحت کے سامان پر نہیں بلکہ رحمٰن پر ہوتی ہیں۔پھر یہ لوگ کہیں بھی بیٹھ جائیں انھیں بتانا نہیں پڑتا، اشتہار نہیں دینا پڑتا کہ فلاں جگہ کوئی ولیٔ کامل آچکا ہے کیونکہ جب اشتہار آئے گا تو ولایت نہ رہے گی، پھر دکانداری ہو گی کیونکہ پھول کو اشتہار دینے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کی خوشبو اپنا پتہ خود دیتی ہے۔

یہ ولایت بھی ایک ایسا باب ہے جس میں تمام اولیاء پھولوں کی طرح ہیں۔رنگاور خوشبو مختلف، گلاب، چمبیلی، نرگس وغیرہ۔جیسے پھول ماحول کو معطر کرتا ہے اسی طرح ولیٔ کامل بھی انسان کے وجود کو منور کر دیتا ہے۔پھول کی خوشبو لوگوں کو بدبو سے بچاتی ہے اسی طرح ولیٔ کامل اپنی روحانیت اور صحبت کے فیض سے ہزاروں لوگوں کو کفر کی بدبو سے اور جہالت، حسد، شرک وبدعت ،بدعملی اور دنیا پرستی کی بدبو سے نجات دیتا ہے۔

خالقِ کائنات کی معرفت کا درس دیتا ہے۔باغِ ولایت کا یہ پھول کبھی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صورت میں بغداد میں کھلتا ہے تو دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا بنتا ہے اور کبھی برِ صغیر (پاک و ہند) میں یہ پھول خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں کھلے تو نوے لاکھ لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی یہ پھول امامِ اہلسنت، مجدِ دِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان (فاضلِ بریلوی) رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں کِھلا تو لاکھوں فرزندانِ توحید کے دلوں میں عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کر گیا۔یہ پھول کبھی تاجدارِ گولڑہ کا نام پاتا ہے تو کبھی محدثِ اعظم پاکستان کا اور کبھی

غزالیٔ زماں کی صورت میں بد عقیدہ لوگوں کے زہر میں بجھے کانٹوں سے عاشقانِ مصطفیٰ کو محفوظ کرتے نظر آتے ہیں۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں ولی صرف وہ ہوتا ہے جو اپنا دامن بچا کے کسی کونے میں بیٹھا رہے۔ صرف دامن بچانے والا ولی نہیں ہوتا بلکہ لاکھوں لوگوں کو اپنے دامن میں چھپانے والا بھی عارفِ کامل ہوتا ہے۔

آج کے اس پر فتن دور میں ایک خوشبو پھر افغانستان سے اٹھی جو تقریباً ساڑھے نو سو سال اسی دھرتی سے اٹھنے والی خوشبو کی صدائے بازگشت تھی۔ یہ خوشبو افغانستان سے ابھری تو پشاور کے بلند و بالا پہاڑوں کا انتخاب کیا، سنگلاخ چٹانوں میں بدعقیدگی کی گندگی کو صاف کرنے میں مصروف ہو گئی اور منیر شاکر جیسے غلیظ فکر اور سرحد کے نام نہاد توحید پرستوں کو خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ کی مے پلانے کی کوشش کی لیکن پتھر دل انسان اور دنیا پرست حکمران حق کی آواز کو قبول کرنے سے قاصر رہے۔ بھلا امریکہ و یورپ کے میخانوں سے سیراب ہونے والے کیا جانیں کہ نگاہوں سے پلائے جانے والے جام میں کیا اثر ہوتا ہے۔

طیبہ سے منگائی جاتی ہے، سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے پیالوں سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے

وہاں سے بالآخر اس ولایت کے پھول کو ہجرت کرنی پڑی۔ حُسنِ اتفاق دیکھئے کہ جس دھرتی میں غزنی کے سید علی بن عثمان الہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جلوہ فرما ہوئے تھے۔ اسی دھرتی میں عارفِ کامل فروکش ہو گئے۔ لاہور کے علاقہ لکھوڈیر میں ڈیرہ لگایا اور اس کو فقیر آباد میں بدل دیا لیکن اس کی مہک تھی کہ پورے ملک میں پھیلتی چلی گئی۔ لوگ جوق در جوق آنے لگے، انسانوں کے دل کھنچنے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے انسانوں کا سمندر نظر آنے لگا۔ احباب ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے یہ کون ہے؟ کیا ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کس لیے آیا ہے؟ تو اسی گلشن کا ایک پھول راوی ریان کا درویش پیر میاں محمد حنفی سیفی بولا کہ یہ داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ملک سے آیا ہے، اس کو سینچنے میں عظیم صوفی شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ اور قطبِ دوراں حضرت مولانا محمد ہاشم

سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہم کردار ادا کیا ہے اور دنیا اسے آفتابِ ولایت، فخر شریعت و طریقت، حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن پیر ارچی و خراسانی کے نام سے جانتی ہے۔

اہلِ سنت کی پہچان، پیر سیف الرحمٰن

مفتی عبد العلیم قادری چشتی (قادریہ سبحانیہ، شاہ فیصل کالونی کراچی):

عصرِ حاضر میں سلسلہ نقشبندیہ مبارک کے بادشاہِ وقت حضرت پیر خراساں، حضرت علامہ بابا سیف الرحمٰن اخندزادہ دامت برکاتہم العالیہ کمال تقویٰ کمال محبت اور کمال تصرف کے مناصب پر فائز ہیں۔ حضرت کی ذات میں اپنے مشائخ کے بیان کردہ عالمِ وارث کے اوصافِ جمیلہ کو موجود تے ہیں یعنی مشائخ نے مرشدِ کامل کی جو شرائط بیان فرمائی ہیں کہ:

1)مرشدِ کامل کا مفسر ہونا ضروری ہے۔

2)مرشد اکمل کا محدث ہونا لازمی ہے۔

3)مرشد اکمل کا سلسلہ ٔ بیعت رسول اللہ ﷺ تک جائے، بیعت متصل ہو۔

4)وہ علمِ عدد کو جانتا ہو

یہ تمام شرائط بیک وقت بابا سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ میں موجود ہیں۔ حضرت کی ذات اہل سنت والجماعت کی پہچان ہے۔ پورے پاکستان میں حضرت کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ حضرت سے میری پہلی ملاقات حضرت سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی دامت برکاتہم العالیہ کے آستانہ عالیہ پر کراچی میں اس وقت ہوئی تھی جب کہ حضرت کا علم شباب تھا۔ ان کے چہرۂ مبارکہ پر انوار کی جو بارشیں تھیں۔ وہ الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں مگر ظاہری آنکھوں سے میں نے دیکھا اور باطنی آنکھوں سے محسوس کیا۔ اُسی ملاقات نے مجھے حضرت کا گرویدہ بنایا اور پھر علماء اہل سنت کی معیت میں باڑا پشاور حضرت کے آستانہ عالیہ میں دعاؤں کے حصول کے لیے حاضری دی۔ وہ کیف، وہ منظر بھی عجیب تھا کہ حضرت کرسی پر تشریف فرما تھے اور چاروں طرف دیوانوں کا جمِ غفیر تھا۔ حضرت صاحب دھیرے دھیرے دھیرے توجہ فرماتے تھے۔ جن دیوانوں پر حضرت کی توجہ پڑتی، وہ بے اختیار حالتِ وجد میں تڑپ جاتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ جل

جلالہ پیارے محبوب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کی عمر میں برکت عطا فرما کر حضرت کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور حضرت کے خلیفۂ اعظم سید احمد علی شاہ نقشبندی مجددی سیفی کی خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہِ اقدس میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

لاکھوں افراد کا مرجع

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی (ممبر قومی اسمبلی):

تاریخِ اسلام میں بہت سی ایسی مقتدر شخصیات پیدا ہوئیں ہیں جنہوں نے ترویج و اشاعتِ دین کے لیے فریضہ سرانجام دیا ہے اور انہی ہستیوں کی کاوشوں کے نتیجے میں آج اسلام کی شمع اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگوں کے قلوب میں موجود ہیں۔ حضراتِ خلفائے راشدین سے لے کر آج تک علماء و صوفیاء نے جہاں دینِ متین کی شمع کو روشن فرمایا، وہیں تصوف، حقیقت اور معرفت میں بھی بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔ کہیں علمی پیاس بجھانے کے لیے آئمہ مجتہدین سیدنا امام ابو حنیفہ، سیدنا امام مالک، سیدنا امام شافعی، سیدنا امام حنبل اور سیدنا امام جعفر صادق (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جیسی علمی شخصیات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور انھوں نے قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کے درس سے فیضیاب ہو کر آگے تشنگانِ علم کو بھی سیراب کیا اور جن کی فقاہت کی بالادستی مسلمہ ہے اور قیامت تک مسلمان ان سے استفادہ کرتے رہیں گے۔ اسی طرح ولایت کی دنیا میں حضور سیدنا غوث پاک، سیدنا معین الدین چشتی اجمیری، حضور داتا گنج بخش، امامِ ربانی مجدد الف ثانی، حضرت باقی باللہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے لوگوں کے قلوب کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع سے روشن فرمایا۔ الحمدللہ اہل سنت کے صوفیاء، علماء، محققین، مجتہدین نے جو خدمات سرانجام دیں، وہ بے مثل اور بے مثال ہیں۔ بعینہ دورِ حاضر میں حضرت پیر طریقت علامہ مولانا صوفی باصفا حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک نے دین متین، دینِ فقہ کی خدمات بطریقِ احسن انجام دی

ہیں جس سے لاکھوں مسلمانوں نے استفادہ کیا۔

ایک فیض رساں شخصیت

حضرت استاذ العلماء علامہ سید شاہ حسین گردیزی (کراچی):

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں رجال کی کمی نہیں۔ ہمیشہ اصحابِ مجاہدہ اور مراقبہ کی ایک جماعت موجود رہی جو اپنے عزم و عمل کی قدرت سے سالکین کی ہمت پر چاند کی طرح نور افشانی کرتی رہی اور انھیں پستی سے بلندی کی طرف لے جاتی رہی، اس طرح افادے اور استفادے کا سلسلہ عروج پر رہا لیکن چند شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جو قرنوں اور صدیوں کے بعد پیدا ہوتی ہیں اور آب و گل کی اس دنیا کو اپنے قلوب کی نورانی کہکشاؤں سے ایسا پُر بہار اور بارونق بناتی ہیں کہ اس میں ان کے "اجسامِ مثالیہ" دیر تک جگمگاتے رہتے ہیں اور سالکین "ظلماتِ نفس" کے سفر میں ان کے نور کی روشنی میں آگے بڑھتے ہیں اور باطن فیہ الرحمۃ کی سرمدی دولت سے مالامال ہوتے ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کا وجودِ مسعود ہمارے لیے اس دور میں اللہ جل جلالہ کی ایک بڑی نعمت و رحمت ہے۔ آپ افغانستان سے ہجرت کر کے پاکستان میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ آپ کی ذات ستودہ صفات سے پاکستان میں ایک روحانی انقلاب برپا ہوا۔ تصوف کے نظام میں روایتی لوگوں کی آمیزش اور "میراثِ پدری" کے تصور نے جمود پیدا کر دیا تھا جس سے صوفیائے کرام کے عظیم الشان مزارات تو قائم ہو گئے، مریدین کی کثرت بھی ہو گئی، اعراس میں "ہجومِ مومنین" بھی ہونے لگا لیکن اس میں "روحِ بلالی" اور "تلقینِ غزالی" نام کی کوئی چیز نہ رہی۔ جس طرح "بے روح نماز" ہمارے ہاں موجود ہے، اسی طرح "بے روح تصوف" ہر جگہ اپنے مناظر پیش کر رہا ہے۔ اس وقت جو مشائخ کرام منظر پر ہیں، ان کی اکثریت شریعت کے ظاہر سے بھی آراستہ نہیں ہے۔ اگر "ترک شیرازی" کہیں ہے بھی تو وہ تصوف کے "خالِ

میندوش" سے عاری اور خالی ہے۔ لوگوں نے ظاہری رسوم کو تصوف سمجھ رکھا تھا۔ حضرت اخندزادہ دامت برکاتہم العالیہ کا قدم مبارک اس سرزمین پر پڑا تو "کشتِ تصوف" شاداب و آباد ہوگئی۔ آپ نے مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے اصولوں کے مطابق تصوف کا احیاء کیا۔ اس میں عقیدہ اہل سنت وجماعت کی پختگی اور مضبوطی پر کاربندی، اعمالِ صالحہ میں افضلیت کی ترجیح، ہر آن سنتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام کو پیش نظر رکھنا اور اپنے ظاہری عادات و اطوار میں اسلامیت کو غالب اور بالا رکھنا لازمی وضروری قرار دیا ہے۔

اور پھر سلاسلِ صوفیہ کے طریقہ کے مطابق سالک میں اسباق کے ذریعے روحانی قوتوں کا اجاگر کرنا اور ایک خاص ترتیب سے اس کی تربیت کرنا اور ہر ہر سالک پر خصوصی اور انفرادی توجہ دینا اور اس کے سلوک کو کامل کرنا اور تصوف کا نمونہ بنانا ان کے طریقہ کار میں شامل ہے۔

آپ نے جس طرح تصوف کا احیاء کیا ہے اس سے قدیم صوفیائے کرام کا خانقاہی نظام تابندہ ہو کر سامنے آگیا ہے۔ رواجی اور روایتی تصوف دم توڑ رہا ہے اور حقیقی تصوف کے خدوخال نمایاں ہوگئے ہیں۔ آپ کی مجلس مبارک میں چند ساعتیں جلیس ہو کر وہ کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے جو کہیں اور مدتوں میں بھی حاصل نہ ہوسکے۔ آپ کی معمولی سی توجہ بھی سالک کے دل ودماغ کو جنید و بایزید کے دور میں پہنچا دیتی ہے۔ اس کے ظاہر و باطن میں صوفیانہ صفات ابھرنے لگتی ہیں۔ میں نے اپنی حیاتِ مستعار میں اتنی سریع الفیض شخصیت نہیں دیکھی۔

پاکستان میں آپ کے سلسلہ کو بڑی پذیرائی ملی ہے۔ لوگ جوق درجوق آپ کے سلسلۂ مریدی میں داخل ہو کر تصوف سے لذت آشنا ہو رہے ہیں اور روایتی و رواجی صوفی آپ کی مخالفت میں لگے ہوئے ہیں لیکن ایسا تو ہر دور میں ہوا۔ کیا حضرت جنید بغدادی اور حضرت بایزید بسطامی کی مخالفت نہیں ہوئی؟ زرِ خالص پر لوگ بدگمانی کرتے رہتے ہیں اور وہ لوگ خوش نصیب ہوتے ہیں جو حضرت اخندزادہ دامت برکاتہم العالیہ کی ذاتِ گرامی سے شب وروز استفادہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی کے ساتھ آپ کی عمر دراز فرمائے اور سالکین پر تادیر آپ کا سایہ سلامت رکھے۔

ایک عظیم مصلح

علامہ مولانا شیخ الحدیث والتفسیر عبد الرزاق بتھرالوی:

(خطیب جامع مسجد غوثیہ، اسلام آباد، مہتمم جامعہ جماعتیہ مہر العلوم راولپنڈی)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے بندوں کی رہنمائی کے لیے صوفیاء و علماء کو توفیق بخشی کہ وہ بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہِ راست پر لانے کی حتی الوسع سعئ بلیغ فرمارہے ہیں۔ ان ہستیوں میں حضرت پیر سیف الرحمٰن افغانی صاحب بھی ہیں جو اپنی طرف سے لوگوں کو صحیح العقیدہ بنانے کی طرف اکثر اوقات صرف کر رہے ہیں اور ان کے خلیفۂ مجاز حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز صاحب بھی ہیں جو اپنے پیر و مرشد کی طرح سے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ علماء و مشائخ کی مساعی قبول فرمائے اور ان میں مزید ہمت و توفیق عطا فرمائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے اپنے کام کو جاری رکھیں۔ اگرچہ راقم کی ملاقات دونوں حضرات سے نہیں۔ نام سنے ہوئے ہیں کام کے متعلق احباب کے ذریعے علم حاصل ہے تاہم اکابر علماء کی تحریرات کو دیکھ کر سمجھا کہ اپنے بڑے بڑے علمائے کرام کی تحریرات کے سامنے مجھ ہیچ مد کی تحریر کی چنداں ضرورت نہیں تھی البتہ آنے والے احباب کے اصرار پر یہ چند سطور تحریر کر دیں۔

اللہ تعالیٰ علماء و مشائخ کو متفق و متحد رکھے، اختلاف سے بچائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین (علیہم السلام)

حامئ سنت، ماحئ بدعت

حضرت علامہ مولانا پروفیسر افضل جوہر صاحب (مہتمم جامع حنفیہ مہریہ، راولپنڈی):

(پرنسپل ایف جی کالج، اسلام آباد)

حضرت شیخِ طریقت، حامئ سنت، ماحئ بدعت، قبلہ پیر سیف الرحمٰن صاحب قدس سرہ العزیز کے

روحانی سلسلۂ فیض کو گذشتہ اٹھارہ سال سے دیکھنے کا موقع میسر آیا۔ میاں صاحب کے ہاں راوی ریان میں حاضری کا موقع بھی ملا۔ بندۂ عاصی نے جو تین خوبیاں ان کے متوسلین میں دیکھیں وہ بہت کم مراکز میں اب نظر آتی ہیں۔

پہلی یہ کہ عملاً متصوفین کا انداز اور طریقہ اختیار کرتے ہیں، لباس، اندازِ گفتگو اور معمولاتِ زندگی میں سادگی کے ساتھ اسلاف کی پیروی اس دور میں اللہ کا بڑا انعام ہے۔ گویا تصوف کی روح کو عملاً قائم رکھا ہے۔ دوسری اہم خصوصیت مشائخ اور نبی اکرم ﷺ کی ذات کے ساتھ ایسی بے ساختہ محبت جس پر سخت ترین مخالفین کو بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ اہل اللہ کی روش پر قائم ہیں۔ میں یقین سے کہا کرتا ہوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں تصنع اور ریاکاری کرنا آتا ہی نہیں۔ ایک مرتبہ راولپنڈی میں یارسول اللہ (ﷺ) ریلی کے موقع پر ان حضرات کے نعروں اور جذبات کو دیکھ کر مجھے رشک ہی آیا نہیں بلکہ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ایسا منظر تھا جو سادگی، بے ساختگی اور محبتِ رسول ﷺ میں وارفتگی کے انمٹ نقوش میرے قلب و ذہن پر قائم کر گیا۔ فیضانِ سیفیہ کے مقسم محترمی کرنل صاحب سے شرفِ نیاز و ملاقات بھی قلب کے جاری ہونے اور ایک ایسی قلبی کیفیت کا ذریعہ ثابت ہوئی جو سرمایۂ زیست ہے۔ تیسری اہم خصوصیت کیفیتِ ذکر سے نوعِ انسانی کے قلوب کو جلا بخشنا ہے اگرچہ فقیر کو تقسیم و تفویض ذکر کی صرف دو محافل میں شرکت کا موقع ملا۔

مرد درویش کی بارگاہ میں حاضری

جانشین ضیاء الامت حضرت پیر محمد امین الحسنات شاہ:

اخندزادہ حضرت سیف الرحمن صاحب نقشبندی حنفی ماتریدی زید مجدہ ان رجالِ عظیم میں سے ہیں جنہیں قدرت زوال پذیر معاشروں کے احیاء کے لیے منتخب فرماتی ہے۔ دورِ قحط الرجال سے گزرتے

ہوئے ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانوں کی طرح بکھرے اہل سنت والجماعت کے لیے آپ کی شخصیت عظیم ترین سہارا ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں افق مغرب سے تشکیک واضطراب اور بدعقیدگی کے اُمڈتے ہوئے طوفان نے ہمارے ماحول کو مکدر کرنا شروع کیا تو قدرت نے حضرت اخندزادہ جیسی جلیل القدر ہستی کو علوم و معرفت کا امین بنا کر اصلاحِ احوال کے لیے مقرر فرمایا۔ جتنی مدت آپ آزاد قبائل میں قیام فرما رہے، آپ کی خانقاہ مرجع خلائق رہی۔ جب وہاں حالات ناساز گار ہوئے تو داروغہ والا (لاہور) کے قرب بستی فقیر آباد میں سکونت اختیار فرمائی اور اس علاقہ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر سے نیا رنگ وروپ عطا فرمایا۔

حضرت قبلہ پیر صاحب کی شفقت و محبت اہل سنت والجماعت کے تمام حلقوں کے لیے عام ہے لیکن ہمارے ساتھ آپ کے قلبی لگاؤ اور تعلق کا انداز نرالا ہے۔ آپ کے لختِ جگر قبلہ شیخ الحدیث حمید جان مدظلہ العالی ہر سال اپنے بے شمار مریدین کے جلوؤں میں حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس پاک کے موقع پر تشریف لا کر اپنے پند و نصائح سے بھی نوازتے ہیں اور دعاؤں کی سوغات بھی عطا فرماتے ہیں۔

گذشتہ دنوں مجھے قبلہ پیر صاحب کی خانقاہ معلیٰ میں آپ کی مزاج پرسی کے لیے حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ جونہی اس وادیٔ ایمن میں قدم رکھا ہر طرف نور نور چہروں کی بارات نظر آئی جو اللہ تعالیٰ کے بابرکت اور پاک ناموں کے ذکر سے فضاؤں کو روحانی مسرتوں سے مالا مال کر رہے تھے۔ اس مرد درویش کی بارہ گاہمیں حاضری کے وقت یہ احساس بڑی شدت کے ساتھ دامن گیر ہوا کہ فی الحقیقت یہی وہ ہستیاں ہیں جو اسلاف کی یادگار اور اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے شجرِ سایہ دار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انہی نفوسِ قدسیہ کی برکت سے یہ ظاہری جہاں بھی قائم ہے اور انہی کے فیوضات سے دلوں کی دنیا آباد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیضان کو تادیر جاری و ساری رکھے۔

یوں تو سلسلہ سیفیہ کے صداقت و مروت کے چمکتے چہروں سے ہر ایک شخص اپنی مثال آپ ہے لیکن آپ کے خلیفۂ مجاز حضرت میاں محمد حنفی سیفی اپنے مرشد گرامی کی عظمتوں کے محافظ

اور آستانہ کے جملہ متوسلین کے لیے مینارۂ نور ہیں۔ حفظِ مراتب کی اعلیٰ روایات کے امین اس مردِ کامل سے جب بھی شرفِ ملاقات حاصل ہوا باطنی تازگی اور روحانی شادمانی کے نئے ولولے نصیب ہوئے۔ وہ نہ صرف دوستوں کے دوست ہیں بلکہ دلداری کے جملہ رموز سے کماحقہ آشنا بھی ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی سے ہمارے تعلقات کی استواری میں آپ ہی کا کردار بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

میری دعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت پیر سیف الرحمٰن نقشبندی زید مجدہ اور آپ کے صاحبزادگان کو صحت وعافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے اور آپ کے متوسلین اور عقیدت مند آپ کی منشاء کے مطابق اتحادِ اہلِ سنت اور باطنی اصلاح کی ذمہ داریاں باحسن وخوبی سرانجام دیتے رہیں۔

ایک انقلابی روحانی شخصیت

علامہ محمد مقصود احمد (سابق خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش، لاہور):

راقم نے حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس مبارک پر اجلاس کی صدارت کے لیے حضرت قبلہ پیرِ طریقت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب زیدہ مجدہ کو جناب مولانا پیر عابد حسین سیفی کے توسط سے مدعو کیا۔ آپ نے کمال شفقت سے دعوت کو قبول فرمایا اور تشریف لا کر ہمیں ممنون ومشکور فرمایا۔ حضرت صاحب سے استدعا کی گئی کہ آپ نمازِ مغرب کی امامت سے ہمیں مشرف فرمائیں لیکن آپ نے راقم کو ارشاد فرمایا کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب ہیں، لہٰذا ہم آپ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ نماز سے قبل حضرت صاحب نے اپنا جبہ مبارک بطور تبرک راقم کو پہنایا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ذکرِ الٰہی کی باوقار محفل منعقد ہوئی۔ اس محفل سے متاثر ہو کر کثیر تعداد میں فساق اور بے راہرو افراد گناہوں سے توبہ کی اور صالح اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا عہد کیا۔ ان افراد کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ میں نے اس سے اندازہ لگا لیا کہ حضرت صاحب

واقعی روحانی شخصیت ہیں جن کی صرف ایک نگاہ سے ایسے بدقماش لوگوں کی سیرتِ سیئہ سیرتِ حسنہ میں تبدیل ہوگئی حالانکہ ایسے لوگوں کو اس وقت تک صحبت میسر نہیں آئی تھی۔ کسی نے کیا خوب کہا:

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

دوسرے دن صبح کے ناشتہ میں ملاقات ہوئی تو راقم نے مختلف مسائل پر عربی میں گفتگو کی۔ اس گفتگو کے دوران اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے وقت کے عظیم فقیہ، محدث، مفسر، جامع المعقول والمنقول اور صحیح عاشقِ رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں ان کی شخصیت سے انتہائی متاثر ہوں اور ان کے تمام فتاویٰ جات کی تائید کرتا ہوں۔ آپ نے اس محفل میں طریقت کی اہمیت پر گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے: لولا السنتان لهلك النعمان میں حرفِ سین مضموم ہے یعنی اسے **السنتان** پڑھا جائے تو اس میں ایک سنت سے مراد طریقت ہے اور دوسری شریعت۔ بنابریں اس قول سے واضح ہوا کہ حضرت امام صاحب نے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے شریعت اور طریقت کے اسباق حاصل فرمائے۔

حضرت صاحب موصوف نہ تو میرے مرشد ہیں اور نہ استاد۔ میں نے عرس کے حوالے سے ان دو مجلسوں میں اندازہ لگایا کہ آپ اپنے وقت کے معتبر عالمِ دین ہیں، انتہائی متقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے عظیم پیکر ہیں۔ آپ اسلامی دنیا کی ایک انقلابی اور روحانی شخصیت ہیں۔ ہر دور میں اچھے لوگوں کی مخالفت ہوتی رہی ہے۔ آج کل بعض حضرات اپنی کم علمی یا تعصب کی بناء پر ان کی مخالفت کر رہے ہیں جو کہ سراسر انصاف کے منافی ہے۔

سید امداد حسین شاہ بخاری (خطیب مرکزی جامع مسجد فیض مدینہ کاموںکی):

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت پیرارچی خراسانی حضرت سرکار سیف الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کے مریدوں کو کاموںکی میں، میں نے دیکھا۔ وہ دین کا کام کر رہے ہیں۔ لوگوں کو قرآن و سنت کی دعوت دے رہے ہیں۔ ان کے اہلِ سنت ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور کل شئی یرجع الی اصلہ کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ اگر ان کے مریدوں کا یہ عالم ہے کہ وہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر کاربند ہیں تو حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن کی شخصیت کا کیا عالم ہو گا۔ یہ نقشبندی مجددی ماتریدی سیفی ہیں۔ ان کی خانقاہ میں عین شریعت کے مطابق کام ہوتا ہے۔

یادگارِ اسلاف

علامہ صاحبزادہ غلام مرتضیٰ شازی (مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء القرآن شیخوپورہ):

مخدوم السالکین حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی مدظلہ وہ نابغہ عصر شخصیت ہیں جنہیں دیکھ کر اسلاف کا دور یاد آجاتا ہے۔ موصوف سالکین کے سرخیل ہیں جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال متابعت سے تصوف کے اعلیٰ و ارفع مقام اور بلند ترین مراتب پر فائز ہو کر خلافت الٰہیہ اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابتِ کبریٰ کے منصب پر متمکن ہوتے ہیں۔

پیر صاحب سے میری کافی نشستیں رہیں۔ ہر مجلس میں محبتِ الٰہی کے جلوے بکھرے جنہیں متلاشیان سمیٹ سمیٹ لیتے۔ قبلہ والد گرامی دامت برکاتہم سے ایک علمی نشست کے دوران بھی حاضر تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے علم کی برکھا برس گئی یوں جیسے تھمنے کا نام نہیں لے رہی۔ اطمینانِ قلب کی وہ دولت جو حکمت فلسفہ اور کلام کی کتابوں کے انبار سے تلاشِ بسیار کے باوجود نہیں ملتی، وہ قبلہ والدِ گرامی مدظلہ اور پیر صاحب کی چند لمحات کی صحبت میں حاصل ہو گئی۔

سلوک و تصوف کے نورِ رواں سرخیل تصوف و سلوک کے طالبوں کی طرف یوں توجہ فرماتے کہ بقول:

اے پناہِ من حریم کوئے تو
من بامیدے رمیدم سوئے تو
آہ زاں دردے کہ درجاں و تن است
گوشہ چشم تو دار دے مناست
تیسرام را تیز گرداں کہ من
محنتے دارم فزوں از کوہکن

صاحبِ علم و آگہی

استاذ العلماء علامہ محمد بشیر الدین سیالوی (مہتمم قمر العلوم قمر سیالوی روڈ گجرات):

بیس صفر المظفر کا دن قمر العلوم جامعہ معظمیہ گجرات کی تاریخ کا نا قابل فراموش دن ہے۔ ظہر کی نماز کے لیے جامعہ کی نظامی مسجد میں حاضر ہوا تو مسجد کو پر نور پایا۔ روحانی لوگوں کی کثیر تعداد صف بستہ باادب نماز کا انتظار کر رہی تھی۔ سب کے سروں پر سفید عماموں کے تاج سجے ہوئے ہیں۔ پر سکون چہروں میں چمنستان کا سبزہ، آنکھوں میں شرابِ محبت کا نشہ کسی کامل مرشد کی محبت کے فیضان کی نشاندہی و غمازی کر رہا ہے۔ یہ سب مرید اور خلیفے تھے اور امامت فرما رہے تھے ان کے پیر طریقت ملجا وماویٰ حضرت پیر سیف الرحمٰن قدس سرہ۔ نماز کے بعد فقیر کے کمرے میں تشریف لائے۔ مختصر مگر پر لطف اور یادگار نشست ہوئی۔ پیر سیف الرحمٰن گفتگو فرما رہے تھے بلکہ علم و حکمت کے موتی لٹا رہے تھے۔ زبان چشمۂ دانش جاری تھا اور آنکھوں سے مئے وحدت پلا پلا کر سب کو مست و بے خود بنا رہے تھے۔ مریدین باصفا کہہ رہے تھے۔

ملتا نہ عمر بھر مجھے مفہومِ زندگی
لیکن تیری نظر کے اشارہ سے مل گیا

ان کے مریدین میں کمال درجے کی عقیدت اور محبت اور ادب دیکھنے میں آیا۔ ہر ایک کا حال پکار پکار

کر کہہ رہا تھا

باغِ بہشتسایہ طوبیٰ و مقر حور

با خاکِ کوئے دوست برابر نمی کم

مخلصین کی جماعت کو دیکھا تو سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی یاد آیا ان العالم یستغفرلہ مَن فی السمٰوٰت والارض والحیتان فی جوف الماء اور آپ ﷺ نے فرمایا: العلماء ورثۃ الانبیاء حضرت پیر صاحب علم و آگہی کی جن بلندیوں پر خیمہ زن ہیں وہاں ہر ایک کا پہنچنا ممکن و محال ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ کریم نے ذکر کی نعمت جو قسام ازل نے بڑی فیاضی سے عطا فرمائی قابل رشک ہے کیونکہ ذکر کرنے والے کو هم القوم لا یشقی جلیسهم کی سوغات سے ملتی ہے۔

حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب عالمِ با عمل، ہر راہ نور و شوق ہر باذوق، ہر نظافت پسند، ہر بلند اور اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ کردار کے مالک، پیر ان پر خمار آسوں پر بلا جادو ہے۔ روحانی کشش اور جاذبیت ہے غضب کی مستی ہے اور مست و بے خود کرنے کی صلاحیت ہے۔ صیاد نخچیری سکھانے کا فن خوب ہے ان کی بزمِ محبت میں عقیدت مندوں پر اسرارِ جہانگیری کھلتے ہیں۔ قصہ مختصر بندہ کو مولا تک پہنچانے کی سعیٔ بلیغ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو عام فرمائے۔

مفتی پیر مختار احمد غوثوی:

دین اسلام میں اہل شریعت و طریقت آفتاب و ماہتاب کی مانند ہیں۔ شریعت انسان کے ظاہر کو سنوارتی ہے جبکہ طریقت حقیقی معنوں میں باطن کو چمکاتی اور من کی دنیا کو جگمگا دیتی ہے۔ اصحابِ شریعت اور اصحابِ طریقت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایسا طبقہ جو شریعت و طریقت کا جامع ہو مجمع البحرین کہلاتا ہے۔ ہر دور اور زمانہ نے ایسی جامع شخصیات کے ہی خلقِ خدا کی رہنمائی فرمائی اور اسے حق آگاہی کی منزل تک پہچایا۔ دلوں میں حب نبی ﷺ اور عشقِ رسول ﷺ کی شمع روشن فرمائی۔ ان مردانِ حق میں ایک مرد قلندر حقیقت و معرفت کا بے کنار سمندر حضرت خواجہ

اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب حنفی دامت برکاتہم العالیہ ہیں جن کی نظر اور توجہ سے بے شمار دل وجلت قلوبهم کا مصداق بنے اور پہاڑ ان کی اللہ کی ضرب سے ان منها لما يهبط من خشية الله کا منظر پیش کرتے ہیں۔ وابستگان کی ظاہری اور باطنی پاکیزگی کا انتظام اور تربیت فرماتے ہیں اور ہزاروں ذرّے فیضیاب ہو کر آفتاب بن کر دلوں کی دنیا کو منور کر رہے ہیں۔

شیخ مجدد کی جھلک

خطیب پاکستان مولانا سیّد بشیر حسین شاہ حافظ آبادی:

بندۂ ناچیز کی ابھی تک اخندزادہ سے ملاقات تو نہیں ہو سکی مگر دیکھنے میں آیا ہے کہ جس کسی حوالہ سے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی ناموس کا موقع آیا ہے تو سلسلہ سیفیہ کا کردار نمایاں نظر آیا ہے اور اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب کے مریدین اور خلفاء نے من حیث الجماعت بھرپور طریقہ سے شمولیت اختیار کی ہے اور باڑہ کے علاقے میں بھی انھوں نے ایک ایسا کردار ادا کیا ہے جس میں شیخ مجدد کی جھلک نظر آتی ہے۔ یہی سلسلہ عالیہ مجددیہ کی خصوصیت ہے کہ باطل کے سامنے ڈٹ جانا اور حق بات کرنا ان کی وراثت ہے چاہے مقابلے میں وقت کا جہانگیر ہی کیوں نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کردار باطل کے سامنے ادا کرنا اللہ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں جبکہ باطل کے پاس ظاہری وسائل وافر مقدار میں ہوں، اس کے باوجود باطل قوتوں کی پرواہ نہ کرنا اللہ کے خاص بندوں کی صفت بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا بندہ دعا گو ہے کہ حضرت اخندزادہ صاحب کو اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے تمام فتنوں سے محفوظ فرمائے اور اپنے خاص فضل وکرم سے نوازے اور دین حقہ کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور آپ کا فیضان عام فرمائے۔ آمین ثم آمین

ارمغانِ نیاز

مفتی محمد حسین صدیقی گیلانی دار العلوم نعمانیہ گوجرانوالہ:

عالم شریعت، سالک راہ طریقت، شیخ العلماء، سید العرفاء، حجۃ اللہ فی زمانہ، آیۃ اللہ فی اعوانہ، حامل نسبتِ نقشبندیہ، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتہم القدسیہ (پیر ارچی مبارک) آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف کے حضور ارمغانِ نیاز

چندیوم قبل دورانِ سفر راوی ریان کے پاس سے گزر ہوا۔ نمازِ ظہر کا وقت قریب تھا۔ فیصلہ کیا کہ نمازِ ظہر اہل سنت کے عظیم روحانی آستانہ عالیہ "راوی ریان شریف" پر باجماعت ادا کی جائے اور ساتھ ہی سجادہ نشین پیر طریقت رہبر شریعت حضور میاں محمد حنفی سیفی دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت بھی ہو جائے۔ الحمد للہ دونوں سعادتیں نصیب ہوئیں۔ اس موقع پر آستانہ عالیہ کے بہت سے خصوصی خدام سے ملاقات بھی ہوئی۔ میرے ساتھ صاحبزادہ قاری غلام رسول قادری سرور حیدری اور قاری محمد اعظم چشتی صاحب بھی تھے۔ حضرت صاحب نے علماء کے ساتھ بڑی عقیدت و محبت کا عملی نمونہ پیش کیا۔ بعض خدام سے پتہ چلا کہ حضرت قبلہ اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کی دینی و ملی خدمات کے پیشِ نظر آپ کے حالاتِ زندگی پر ایک کتاب لکھی جارہی ہے۔ مجھے بھی اپنے تاثرات قلمبند کرنے کو کہا گیا۔ لہٰذا ذکر الانبیاء عبادۃ و ذکر الاولیاء کفارۃ کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند حروف قرطاس پر رقم کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

چونکہ تاحال بندہ کو حضرت قبلہ پیر صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا مگر چند علمائے اہل سنت جنہیں آپ سے ملاقات اور آپ کی زیارت کا موقع نصیب (جن میں قابل ذکر شارحِ مکتوباتِ امامِ ربانی، عاشقِ رسول ﷺ جناب علامہ پیر محمد سعید احمد مجددی علیہ الرحمۃ اور استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد نصرت اللہ مجددی صاحب ہیں) کی زبانی حضرت پیر

صاحب کا تعارف ہوا جس کی روشنی میں یہ چند سطور سپردِ قلم کر رہا ہوں۔

روایتِ علماء سے معلوم ہوا کہ آپ کے سر میں دماغ عالمانہ، سینے میں دل صوفیانہ، لباس میں جھلک درویشانہ، اندازِ سخن محققانہ اور طرزِ حیات مجاہدانہ ہے۔ آپ بیک وقت عالمانہ جلال، صوفیانہ جمال اور درویشانہ کمال کے وارث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جیسی شخصیات اپنے جلیل القدر اور اعلیٰ کارناموں کی بدولت تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہوتی ہیں اور جو قیامت تک زندہ رہتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان تاریخ ساز شخصیات کی سیرت اور اعلیٰ کاناموں پر کچھ لکھنا بڑا جاں گسل اور محنت طلب کام ہوتا ہے۔

تاریخِ برصغیر کے اوراق والٹ کر دیکھا جائے تو انبیائے کرام علیہم السلام کے علمی اور روحانی فیضان کے امین بزرگان دین اسلامی اقدار کی نگہداری اور عظمتِ رسول ﷺ کی پاسداری کا حق ادا کرتے رہے۔ اسی افقِ ولایت کے نیّرِ تاباں، حضرت قبلہ سیف الرحمٰن صاحب ہیں جن کی زندگی شریعت مطہرہ کی پابندی کے ساتھ ساتھ، تزکیۂ نفس، مجاہدہ اور ضبطِ نفس ک اعلیٰ نمونہ بھی ہے۔ آپ کی شخصیت حقیقت سے آشنا اور مظہر نورِ خدا ہے۔ آہ کی ذات بے یار و مددگار لوگوں کے لیے امید کی کرن ہے۔

سنا ہے کہ بڑے بڑے علمائے کرام اور مشائخ عظام اور دیگر اہل علم حضرات بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر اپنے اپنے حال اور ظرف کے مطابق آپ کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ یہ بھی سنا ہے کہ آپ نے ضرورتِ زمانہ کے باعث ردِ ارتداد اور ردِ مذاہبِ باطلہ کو اپنا نصب العین بنا رکھا ہے اور امامِ اہل سنت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "حدائقِ بخشش" کے ان اشعار کی عملی تصویر پیش کی۔

دشمنِ احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ (ﷺ) کی کثرت کیجیے
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں
چھیڑنا شیطان کا عادت کیجیے

حقیقت بات ہے کہ ایسی علمی، عملی اور روحانی شخصیات کا وجود اللہ رب العزت جل مجدہٗ کی رحمت اور سرکارِ دوعالم، شفیع معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہوتی ہیں۔ اس پر فتن دور میں ایسے رجالِ علم و تقویٰ کی اشد ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت بطفیل مصطفیٰ کریم ﷺ ایسی روحانی شخصیات اور ان کے آستانوں کو تا ابد الآباد قائم رکھے اور ان روحانی آستانوں سے منسلک خوش نصیب حضرات کو تادمِ آخر اکتسابِ فیض کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن مد ظلہ العالی کے روحانی فیض کی ایک کرن راوی ریان شریف کا آستانہ بھی ہے۔ جہاں قبلہ میاں صاحب نے ایک عظیم مسجد تعمیر کی جس کے ستون کسی حد تک مسجدِ نبوی شریف کے ستونوں کا نقشہ پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی مختصر وقت میں دارالعلوم للبنات کا قیام اور طلباء کی تعلیم کے لیے علیحدہ دارالعلوم بھی زیر تعمیر ہے۔ وابستگانِ آستانہ عالیہ کے سروں پر سفید دستار مبارک اور چہروں پر سنت کے مطابق داڑھی مبارک ایک منفرد اور خصوصی پہچان ہے۔

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا (ﷺ) کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ایک نعمتِ خداوندی

مفتی ابوالحسن محمد اشرف قادری (بانی جامعہ اشرفیہ رضویہ مظہر الاسلام، شیخورہ):

پیرِ طریقت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کا وجودِ مسعود فی زمانہ اہل سنت وجماعت کے لیے نعمتِ خداوندی ہے۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ پیر صاحب حسام الحرمین شریف وتمہید الایمان مع تکمیل الایمان کے مؤید وعامل ہیں۔ یہ کثیر مشائخ کے لیے قابلِ تقلید ہیں۔ پیر صاحب تقویٰ و طہارت، امانت ودیانت، علم وعرفان کا خزینہ ہیں اپنے باڑہ کے علاقہ میں دین حقہ کے فروغ کے لیے جو خدمات انجام فرمائیں ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ جس کو حق سمجھتے ہیں اس میں تصلب اختیار فرماتے ہیں اور لومۃ لائم سے بے خوف ہیں اور خوفِ خدا کے امین ہیں، یہی وجہ ہے کہ مذاہب باطلہ دیابنہ ووھابیہ کی تکفیر میں تساہل نہیں فرماتے۔

آپ کے ہزاروں خلفاء لاکھوں مریدین اہلسنت وجماعت کی اشاعت میں کوشاں ہیں۔ یہ روحانی تربیت کا اثر ہے کہ آپ کے مریدین میں ادب واحترام ومحبت ہے۔ نظم ونسق کے علمبردار ہیں۔ ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ جو بھی حسام الحرمین شریف کے فتاویٰ شرعیہ کو تسلیم نہیں کرتا، ہم اُسے سنی تصور ہی نہیں کرتے۔

میرے استاذ محترم حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ سے گفتگو میں انھوں نے فرمایا کہ حسام الحرمین شریف سے حضرت مبارک صاحب مکمل اتفاق کرتے ہیں۔ یہ دور پر آشوب ہے، فحاشی وعریانی کا سیلاب اُمڈ آیا ہے۔ بدمذہب بھی اپنے سیلاب میں سادہ لوگوں کو بہالے جانا چاہتے ہیں۔ ایسے دور میں اتفاق واتحاد وبھائی چارہ کی ضرورت ہے۔ احتیاط کا راستہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے، خلیج کو دور کرنا ہے۔

سیفی برادران چلتے پھرتے علماء ومشائخ کی جماعت معلوم ہوتے ہیں۔ نیز اہلسنت کے اجتماعات کی رونق ہیں اور اتباعِ سنت پر گامزن ہیں۔ اہلسنت سے انتہائی محبت واحترام ان کا شعار ہے۔

اعترافِ حق

مفتی محمد بشیر احمد غازی:

بندۂ ناچیز نے پیر محمد سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کے خلاف ایک کاغذ پر دستخط کیے تھے۔ اس وقت ایک ایسی تحریر نظر سے گزری جس پر حکم لگانا شرعی حکم تھا لیکن پیر صاحب قبلہ نے اس بات کی وضاحت کر دی کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت قبلہ کا یہ فرمان اظہر من الشمس ہے کہ میں غوثِ اعظم (رضی اللہ عنہ) کا بالواسطہ مرید ہوں۔ لہٰذا مسئلہ صاف وشفاف ہو گیا۔ ان سے فیض یاب ہوں۔ اہل سنت کے وفد نے ملاقات کی اور مسئلہ واضح ہو گیا۔ لہٰذا میں اس گزشتہ تائیدی بیان سے رجوع کرتا ہوں۔ پیر محمد سیف الرحمٰن صاحب کو درجنوں اولیاء کا رہنما و پیشوا مانتا ہوں۔ مسلکِ حق اہل سنت کے مطابق پیر صاحب کے عقائد ہیں۔ استاذ المکرّم، شیخ الحدیث والتفسیر، مولانا غلام فرید ہزاروی علیہ الرحمۃ کا ان کے سلسلہ میں مرید ہونا ان کے حق پر ہونا ثابت کرتا ہے۔

ہر کسی کو ضال مضل کہنا یا کافر و مشرک وبدعتی کہنا اتنا آسان نہیں جتنا اس دور کے علماء نے سمجھ لیا ہے۔

حافظ محمد ارشاد (صدر مدرّس جامعہ منظور المشائخ):

شیخ المشائخ، حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب مبارک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور و معروف بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب اور آپ کے خلفاء بڑی جاں فشانی سے باڑہ کے علاقوں میں اہلسنت کے تشخص پر قائم ہیں۔ ان کا مشن لوگوں کو راہِ راست پر لانا، ان کی راہنمائی کرنا، شریعتِ مطہرہ پر عمل کرنا اور سب سے پہلے اسلامی شعار کو اپنی ذات پر لاگو کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کے اس مشن کو تا قیامت جاری وساری رکھے۔ آمین

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک عظیم روحانی پیشوا

علامہ صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ نقشبندی (ناظم اعلیٰ، جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور):

رسولِ کریم ﷺ نے جس طرح علومِ ظاہریہ عطا فرمائے، اسی طرح علومِ باطنیہ بھی عطا فرمائے۔ محدثین کرام اور فقہائے عظام نے علومِ ظاہریہ شرعیہ کی اشاعت میں بے مثال خدمات سرانجام دی۔ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے علومِ باطنیہ کی خوب ترویج کی جس پر ان کی تعلیمات اور ان کی مشہورِ زمانہ کتب شاہد ہیں۔

علومِ شرعیہ سے انسان کے ظاہر کو طہارت حاصل ہوتی ہے اور علومِ طریقت سے انسان کے باطن کو طہارت ملتی ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا پیر طریقت اخوند زادہ سیف الرحمٰن ارچی خراسانی مدظلہ العالی عالمِ دین بھی ہیں اور اپنے سلسلہ کے عظیم بزرگ بھی ہیں۔ راقم کو چند مرتبہ ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ راوی ریان میں ایک مرتبہ ان کو سننے کا اتفاق ہوا۔ وہ اپنے مریدین کو خاص نشست میں وعظ و تلقین کر رہے تھے۔ بڑی عمدہ مثال کے ساتھ باطن کی حقیقت کو واضح کر رہے تھے اور فرمایا کہ "گھر میں اگر کوئی موجود ہو تو ایک دستک پر دروازہ کھل سکتا ہے، اگر کوئی نہ ہو تو طویل دستک پر بھی دروازہ نہیں کھل سکتا۔"

بڑی عمدہ مثال قبلہ پیر صاحب نے بیان فرمائی کہ اگر آنے والے کا ضمیر برا نہ ہو، عقیدہ درست ہو، اس پر اسلام کا گہرا رنگ چڑھ سکتا ہے۔ اگر ضمیر ستھرا نہ ہو، اس پر ہزار تبلیغ بھی اثر نہیں کرتی۔ آپ کے صاحبزادگان بھی عالم ہیں۔ آپ کے بیٹے حضرت محمد حمید جان سیفی کا ایک بیان جامعہ نعیمیہ میں سننے کا موقع ملا۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریف پر بڑی عمدہ آسان اور واضح انداز میں تصوف کے موضوع پر بیان فرما رہے تھے۔ آج جوں جوں فتنے بڑھ رہے ہیں، کئی آستانے اور مدارس ان کی لپیٹ میں آ گئے ہیں۔ دستار مبارک جو رسولِ اکرام ﷺ کی سنتِ مبارکہ

ہے، اس کی اہمیت بہت کم ہوتی جارہی ہے جبکہ حدیثِ پاک میں ہے کہ "اپنے علم کو دستاروں کے ساتھ زینت دو"۔او کما قال کئی علمائے کرام جمعۃ المبارک کے خطبہ اور نمازِ جمعہ اور عیدین کی امام میں بھی دستار شریف سر پر رکھنے میں شرماتے ہیں۔ بعض آستانوں پر داڑھی منڈے سجاد گان جو نہ صرف اپنے بزرگوں کی مسند پر ہی بد نما دھبہ ہیں بلکہ وہ پورے سلسلہ طریقت کے لیے بھی خطرہ کا باعث ہیں، ان سے وابستہ اکثریت داڑھی منڈوں کی ہے۔ جو کچھ داڑھی شریف والے تھے وہ بھی داڑھی شریف کے قتل کے مرتکب ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت قبلہ پیر صاحب خود تو بہت بڑے صوفی بزرگ عالم ہیں، ان سے وابستہ کچھ حضرات کو علماء کے بارے میں کہتے ہوئے سنا گیا کہ "علمائے کرام کے دل غافل ہیں"۔ قبلہ پیر صاحب سے توقع ہے کہ اپنے ایسے مریدوں کو علماء کی صحیح معانی میں عزت و تکریم کی تلقین فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیر صاحب کو صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے۔ ان کا وجود بہت بڑی غنیمت ہے۔

چوہدری محمد الیاس گجر (صدر ڈسٹرکٹ اینڈ جرنلسٹ ایسوسی ایشن، شیخوپورہ):

آفتاب ولایت، ماہتاب شریعت، رہبر شریعت، پیر سیف الرحمٰن حفظ اللہ تعالیٰ کی شخصیت ان کی دینی خدمات میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ مجھ جیسا گناہگار ان کی دینی خدمات پر تبصرہ کرنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتا ہے۔ میری اتنی جرأت و جسارت نہیں کہ آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کروں، ان کے بارے میں بس اتنا ضرور کہوں گا کہ ان جیسے بزرگ اس نفسا نفسی، افراتفری، نشست و برخاست کے دور میں نعمتِ خداوندی ہیں۔

روحانی فیض، فہم و فراست، علم و آگہی سے پوری دنیا میں مختلف مذاہب کے لوگ دینِ اسلام میں داخل ہوئے جن میں زیادہ تعداد عیسائیوں اور ہندوؤں کی ہے۔ ہر وقت اسلام کا پرچم اپنے ہاتھ میں لیے اللہ اکبر کا نعرہ پوری دنیا میں بلند کیا اور یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ان کا روحانی فیض جاری و ساری ہے۔

مولانا مفتی محمد یعقوب قادری رضوی (مہتمم وصدر مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ لاہور)

پیر طریقت، شیخ المشائخ پیر سیف الرحمٰن المعروف اخندزادہ پیر ارچی ایک معروف عظیم مبلغ اسلام ہیں۔ ایک بہت بڑا پیر ہونے کے ساتھ درسِ نظامی کی تمام کتب پر عبور حاصل ہے۔ فارسی، عربی روانی سے بول سکتے ہیں۔ ان کے روحانی فیض کا یہ عالم ہے کہ ان کے سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں خلفاء ہیں اور ہر خلیفہ کے ہزاروں مرید ہیں اور ہر خلیفہ مسلک امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضاخان کے مسلک کا پیروکار ہے۔ ظاہری کتب پڑھنے پڑھانے کے علاوہ زیادہ روحانی فیضان تقسیم فرماتے ہیں۔ مجھے اس وقت زیارت نصیب ہوئی جب میرے استاذ مکرم شیخ الحدیث والتفسیر، مقدام العارفین الکاملین، برہان الواصلین، پیر طریقت ابوالفیض محمد عبدالکریم چشتی ابدالوی رضوی (خلیفۂ مجاز محدث اعظم پاکستان) رحمۃ اللہ المنان نے خانقاہ ڈوگراں میں پیر طریقت پیر سیف الرحمٰن کو سالانہ جلسہ کے موقع پر دعوت دے کر بلایا۔ حضرت استاذ مکرم نے آپ کی خدمت میں عربی زبان میں لکھ کر سپاس نامہ خود پڑھا۔ پیر صاحب جب سٹیج پر رونق افروز ہوئے تو مسجد کا سارا صحن ہزاروں لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ پیر صاحب نے اپنی خداداد بصیرت کے ساتھ جب نظر روحانی ڈالی تو پانچ چھ مخلصین مریدین ومعتقدین وجد میں آگئے۔ ہزاروں کے مجمع کے اوپر سے پرندوں کی طرح پھڑکتے ہوئے سٹیج پر پیر صاحب کے قدموں میں گر گئے۔ یہ روحانی نظر کی کشش بھی کہ حاضرین میں سے کسی کو نہ پاؤں لگا، نہ تکلیف ہوئی۔

میرے دوسرے بڑے استاذ شیخ الحدیث والتفسیر اوحد الفحول حضرت علامہ پیر طریقت غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد شریف نے فرمایا: پیرِ طریقت سیف الرحمٰن کا وجودِ مسعود دین اسلام اور اہلسنت کے لیے اپنے علاقہ میں اللہ کی طرف سے خاص انعام ہے۔

اظہارِ حقیقت

پروفیسر محمد نذیر چیمہ (والد بزرگوار شہیدِ ناموسِ رسالت غازی عامر چیمہ شہید):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

آقا دو جہاں، رحمتِ عالم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اصل کائنات و باعثِ وجودِ کائنات بنا کر انسانیت پر احسان عظیم فرمایا۔ لقد من اللہ علی المومنین (القرآن عظیم الشان)۔

ہر چیز سے بڑھ کر آپ کی محبت کو بندوں پر لازم فرمایا۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا جب تک میں تمہیں ہر چیز سے زیادہ پیارا نہیں ہوتا، تمہارا ایمان مکمل نہیں۔ الحمد للہ میں نے اس دنیا میں کچھ پایا یا نہیں لیکن اپنے والدین اور پھر اپنے مرشد کے طفیل عشقِ رسول ﷺ کی شمع اپنے دل میں روشن پائی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا عطا فرمایا جن کے دلوں میں اللہ کے فضل سے یہی عشقِ رسول ﷺ کی شمع روشن ہوئی۔ میرا بیٹا عامر عبد الرحمٰن چیمہ شہید اپنے ملک سے BSc. ٹیکسٹائل انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ماسٹر آف ٹیکسٹائل مینجمنٹ انجینئرنگ کے لیے جرمنی چلا گیا۔ جب جرمنی کے اخبار نے رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی تو میرا بیٹا اس گستاخ ایڈیٹر کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لیے بے تاب ہو گیا اور موقع پا کر اس نے ملعون گستاخِ رسول پر قاتلانہ حملہ کر دیا اور اس دوران وہاں کی پولیس نے گرفتار کر لیا اور تشدد سے دورانِ حراست شہید کر دیا۔ بیٹے نے مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے سرخرو کر دیا۔

جب میرے بیٹے کی شہادت کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو اہلِ سنت کے نامور علماء و مشائخ کے علاوہ بہت سی تنظیموں مثلاً جماعتِ اسلامی، جماعۃ الدعوۃ، اشاعتِ توحید و سنت وغیرہ کے رہنماؤں نے جنازہ پڑھانے کی خواہشات کا اظہار کیا تاکہ شہرت اپنے نام کیش کروائی جا سکے۔ ان دِنوں میں میرے پیر و مرشد پروفیسر عفیف الدین چشتی قادری دامت برکاتہم العالیہ امریکہ میں

تھے۔ آپ نے بذریعہ فون مجھے فرمایا کہ انشاء اللہ عاشق کا جنازہ کسی بارگاہِ رسالت ﷺ میں مقبول خادم کے نصیب ہوگا۔ میری یہ پریشانی اللہ کے فضل، رسول اللہ ﷺ کے طفیل پیر ومرشد اور حضور غوث الوریٰ کے صدقے یوں حل ہوئی کہ مجھے بشارت ہوئی اور حضرت قبلہ ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز سیفی صاحب کا نام میرے دل میں القاء ہوتو معاً مجھے اپنے چند عزیزوں کا خیال ہوا جو حضرت سے منسلک ہیں۔ ان عزیزوں کے ذریعے ان کے باقی ساتھیوں سے ملاقات ہونا شروع ہوئی تو دل میں طمانیت بڑھتی گئی کہ یہ سب حضرات عشقِ رسول ﷺ اور سنت کے پیکر و متوالے نظر آئے۔ ان کی وساطت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے موسسِ اعلیٰ، شیخ المشائخ، حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مدظلہ العالی کے احوال تک رسائی ہوئی تو آپ کو اس پیرانہ سالی میں شریعت وطریقت میں ڈھلا ہوا دیکھ کر اسلاف کی یادگار پایا۔ ایسے مقبولانِ خدابندوں کا وجودِ مسعود ہی دنیا میں عشقِ رسول ﷺ کے فروغ کا ذریعہ ہوا کرتا ہے جو آپ کے لاکھوں فیض یافتہ حضرات میں روزِ روشن کی طرح نظر آتا ہے۔

الحمدللہ مجھے فخر ہے کہ میرے عاشقِ رسول (ﷺ) بیٹے کا جنازہ حضرت والاشان پیر سیف الرحمٰن کے خلیفہ مجاز، پیکرِ صدق و اخلاص ہستی، ڈاکٹر محمد سرفراز سیفی صاحب نے پڑھایا۔ میری اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مبارک صاحب کا سایہ تادیر اہلسنت پر قائم رکھے تاکہ عشاقانِ رسول ﷺ کا یہ باغ پھلتا پھولتا رہے اور عامر عبدالرحمٰن شہید جیسے نوجوان عشق و ایمان کی حرارت کے سبب اپنی جوانیاں ناموسِ رسالت ﷺ پر قربان کرتے رہیں۔ آمین

علم و عمل اور شریعت و طریقت کا قطب مینار

شیخ الحدیث، مولانا محمد اشرف سیالوی (سرگودھا):

الحمد للہ حمد الشاکرین و الصلوٰۃ والسلام علی احمد الحامدین و محمد

المحمودین

وعلی اٰلہٖ و اصحابہ الطیبین و الطاھرین و التابعین لھم بالاحسان الی یوم الدین

امامبعد!

اللہ تعالیٰ کا نبی اکرم ﷺ کے طفیل اس امت پر بہت بڑا فضل و کرم ہے اور کئی امتیازی خصوصیات کے ساتھ اس کو نوازا ہے اور دوسری امتوں پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی۔ منجملہ ان کے یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس میں بیشمار اولیائے کرام اور علمائے اعلام پیدا فرمائے جو صدیوں سے اس دین کی ترویج و اشاعت میں مشغول ہیں اور مخالفین و منکرین کے شکوک و شبہات اور وسیسہ کاریوں کا توڑ اور دفاع کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے جیسا کہ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا: لاتزال طائفة من امتی ظاھرین علی الحق (الحدیث)

اور ان حضرات سے تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کا وہی کام لے رہا ہے جو کہ انبیائے بنی اسرائیل علیہم السلام کرتے تھے۔

قال النبی ﷺ ان بنی اسرائیل کانت تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی خلفہ نبی

یعنی (نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ) بنی اسرائیل کی نگرانی اور اصلاحِ احوال انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کبھی ایک نبی کا وصال ہوتا تو دوسرا اس کا خلیفہ اور قائم مقام بن جاتا۔ لیکن

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی و سیکون خلفاء

میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی معبوث نہیں ہو سکتا اور خلفاء ہوں گے

قرآن مجید نے بھی اس خلافت کی شان اور ثمرات و نتائج بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وعد اللہ الذین اٰمنو منکم و عملو الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم الآیة

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے اہل ایمان اور صالحین کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ انھیں ضرور بالضرور زمین میں خلافت اور حکومت اور امارت عطا کرے گا جیسے کہ ان سے پہلے لوگوں کو عطا کی اور ضرور بالضرور اس خلافت و نیابت کے ذریعے ان کے اس دین کو مضبوط اور مستحکم فرمادے گا جو ان کے لیے پسند کیا اور اختیار فرمایا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حسب الوعدہ، خلافتِ ظاہری اور خلافتِ باطنی کے ذریعے اس دین کے استحکام اور پائیداری اور ترویج و اشاعت کا اہتمام فرمایا۔ کہیں دونوں خلافتیں یکجا فرما کر جس طرح کہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کے اور دیگر اربابِ علم اور متشرع حکام و سلاطین کے ذریعے اور کبھی صرف اور صرف خلافتِ باطنیہ اور نیابتِ روحانیہ کے ذریعے جیسے آئمہ مجتہدین علیہم الرضوان نے اپنے اجتہادی کارناموں کے ذریعے اور اولیائے کرام علیہم الرضوان نے اپنے روحانی تصرفات کے ذریعے ایمان سے محروم لوگوں کے لیے ایمان اور ایقان کی راہیں ہموار کیں اور فساق وفجار کو فسق و فجور اور عصیان وطغیان سے باز رکھنے کا سامان اور اہتمام فرمایا۔

انہی مقدس ہستیوں کے مستفیدین اور مستفیضین میں سے اخندزادہ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ بھی ہیں جو علم و عمل کے زیور سے آراستہ ہیں اور شریعت وطریقت کے انوار سے منور ہیں اور منور و مستفید فرمارہے ہیں اور خیر امت کا جو طرۂ امتیاز اور سرمایۂ فخر وناز ہے اسکو اپنا فرض منصبی اور ایمانی اور روحانی مقصد و مدعا سمجھتے ہوئے سر انجام دے رہے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ

كنتم خير امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر

تم سب امتوں سے افضل اور بہترین امت ہو جس کو لوگوں کی منفعت اور بھلائی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، تم لوگوں کو معروف و مستحسن امور کا حکم دیتے ہو اور منکر اور ناپسندیدہ امور سے منع کرتے ہو (اور بذاتِ خود بھی ایمان کامل رکھتے ہو)۔

تو اس امت کی امتیازی شان یہی ہے کہ خود بھی اسلام و ایمان کے تقاضے پورے کریں اور دوسروں کو بھی کارِ خیر پر لگائیں اور کارِ شر سے باز رکھیں۔

حضرت والا درجات نے اولاد امجاد، خویش واقرباء اور خلفاء ونائبین اور مریدین و مسترشدین کو بلا کسی تفریق وامتیاز کے معروف پر کاربند اور منکرات سے متنفر اور مجتنب رہنے پر بھرپور توجہ صرف کر رکھی ہے اور صرف زبانی کلامی وعظ وتبلیغ پر اکتفا نہیں فرماتے بلکہ جہاں ہاتھ سے امور سیئہ اور منکرات کی تغیر ممکن ہو وہاں زورِ بازو سے بھی کام لیتے ہیں اور اس ارشادِ نبوی پر عمل درآمد کا حق ادا کرتے ہیں:

من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ و ان لم یستطع فقبلہ

جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو ہاتھ سے تبدیل کرے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر زبان سے روکے اور یہ دونوں ممکن نہ ہوں تو پھر دل سے نفرت اور کدورت اور ناپسندیدگی کو اپنائے اور ایسے لوگوں سے دوستی اور محبت والفت سے گریز کرے۔

توبحمدہٖ تعالیٰ آپکے اس فرمانِ مصطفوی علیہ السلام پر کامل واکمل طور پر عمل پیرا ہیں اور فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء "علمائے کرام انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں" اور

ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما ولکن ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر

"بیشک انبیاء علیہم السلام نے کسی کو دراہم اور دنانیر کا وارث نہیں بنایا لیکن انھوں نے لوگوں کو اپنے علوم اور شرائع کا وارث بنایا ہے، لہٰذا جس نے یہ علم دین ان سے حاصل کر لیا تو اس نے ان کی وراثت سے بہت بڑا حصہ وصول کر لیا"

اور ارشاد نبوی ہے: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اشاعت اور ترویج وتنقید کے لحاظ سے لہٰذا بہت بڑا کارنامہ ہے جو حضرت موصوف عرصۂ دراز سے سرانجام دے رہے ہیں اور اپنے خلفاء اور نائبین میں بھی یہ جذبہ اور عزم صمیم پیدا فرمارہے ہیں جو کہ منفعتِ متعدیہ ہے اور صدقۂ جاریہ کے حکم میں ہے۔

بالعموم خانقاہی ماحول میں مرید اپنے پیر ومرشد کو اپنی حیثیت کے مطابق مالی تحائف اور نذرانے پیش

کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور ان کی سنت اور سیرت پر عمل ضروری نہیں سمجھتے اور پیرانِ عظام بھی نذرانے اور ہدیے بلا تکلف وصول فرماتے ہیں لیکن ان کی شریعت کی خلاف ورزی، اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کی بغاوت اور نافرمانی کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں جس سے مریدین کا یہ محکم نظریہ سامنے آتا ہے کہ پیر و مرشد کو اللہ تعالیٰ کے عصیان و طغیان کے لیے بطور مورچہ استعمال کرنا ہے اور اس کے بدلے میں چھ ماہ یا سال بعد پیر صاحب کو سو پچاس روپے نذرانہ پیش کر دینا ہے اور پیر و مرشد کا بھی وطیرہ اور طرزِ عمل یہی غمازی کرتا ہے کہ ہمارا کاروبار چل رہا ہے اور بلا محنت اور مشقت باعزت طور پر دولت دنیا جمع ہو رہی ہے اور دادِ عیش دینے کا موقع مل رہا ہے۔ یہ فاسق اور فاجر رہیں اور دوزخ کا ایندھن بنیں نعوذ باللہ خواہ جنت جائیں، ہمیں اس سے کیا غرض اور واسطہ یہ سوچ اور فکر اور عمل و کردار اس منصب اور مسند کے قطعاً لائق نہ تھا، نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے مگر بعض ہستیاں اس منصب اور مسندِ ارشاد کے تقاضوں کو سمجھتی بھی ہیں اور اس کو نبھا بھی رہی ہیں۔ حضرت اخندزادہ پیر طریقت، رہبر شریعت فی زمانہ اس معاملہ میں سرِ فہرست نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بطفیلِ حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور مقربانِ بارگاہِ ناز، عمرِ خضر عطاء فرمائے اور حسبِ سابق امتِ مسلمہ کے افراد کی ظاہری اور باطنی جسمانی اور روحانی تزکیہ و تنقیہ اور تہذیب و تربیت کی توفیق خیر رفیق مرحمت فرمائے رکھے اور امتِ مسلمہ کو ان سے زیادہ سے زیادہ مستفید اور مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

رہا یہ امر کہ حضرت کا ولایت میں کیا مرتبہ و مقام ہے اور اولیاء و نجباء اور نقباء اور اقطاب و اغواث اور اربابِ ولایت میں سے کس قسم اور کس منصب میں داخل ہیں، یہ میرا منصب اور مقام نہیں کیونکہ

ولی را ولی مے شناسد

میں اس منصب سے کوسوں دور ہوں، لہٰذا اس امر کا فیصلہ دینا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ میری حالت تو بس یہ ہے

احب الصالحین ولست منهم ، لعل الله یریقنی صلاحاً

در آزوئے آنکه تو آشنا شویم اویختم هرکه بود آشنائے

صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ حبیب مکرّم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کروایا ہے کہ:

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله

فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اور میری اطاعت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لو تب تمہیں اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالے گا (ورنہ تمہارا محب ہونا بھی اس کے ہاں قابلِ قبول نہیں ہو سکتا)

تو جو ہستی عرصۂ دراز سے خود بھی مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مقدور بھر اتباع کر رہی ہے اور دوسروں سے بھی حتی الامکان اتباع کروا رہی ہے وہ یقیناً اس شہادتِ عظمیٰ اور مژدۂ جاں فزا یحببکم اللہ کی کامل حق دار ہے۔

وہ کریم حقدار کو اس کے جائز حق سے محروم نہیں رکھتا۔

هذا ماعندی والله و رسولهٗ اعلم

احقر الانام خادم العلماء الکرام والمشائخ العظام مسمی حبیب الله

محمد اشرف الانام علیه وعلیٰ آله وصحبه لصلوٰة والسلام

مولانا غلام محمد سیالوی (ناظم امتحانات تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان):

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سیّد الانبیاء والمرسلین

اما بعد

دینِ اسلام شریعت و طریقت کا جامع دین ہے اور یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ شریعت و

طریقت کے جامع رجال کار ہی نے دین اسلام کی شمع کو پر خطر حالات میں فروزاں رکھا۔ قلوب واذہان کو نورانی وروحانی فیض سے آرستہ و پیراستہ فرمایا اور تاریخ اس بات کی شاہد عادل ہے کہ جب ظاہری حالت خرابیوں سے دوچار ہوتی ہے، علم و عمل کمزور ہو جاتے ہیں اور سیاسی حالات دگر گوں ہو جاتے ہیں تو اس وقت صحیح روحانی شخصیات ہی نے حالات کو بدلا، لوگوں کو دین اسلام کی طرف راغب ومائل کیا اور مسلمانوں کو دین پر استقامت جیسی دولت سے مالا مال کیا۔

ایسی مقدس ہستیوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہر دَور وزمانہ میں پیدا فرماتا رہتا ہے جو لوگوں کو ہدایت ورہنمائی کے زیور سے آراستہ فرماتے ہیں۔ ان ہی لوگوں میں حضرت علامہ صوفی باصفا اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کی ہستی ہیں جو کئی خصوصیات واوصاف کی حامل ہیں۔ اکابر علمائے کرام ان کے دستِ حق پرست پر بیعت ہیں۔ پیر صاحب کے صاحبزادگان بھی شریعت وطریقت کے زیور سے آراستہ ہیں جو بلاشبہ بہت بڑا اعزاز ہے ورنہ اکثر جگہ معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ آپ کے مریدین ومتوسلین کے سروں پر دستار اور چہروں پر سنتِ مصطفیٰ نمایاں نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ باری تعالیٰ حضرت کے علم و عمل اور زندگی میں مزید برکات عطاء فرمائے اور حضرت کے فیض سے خلقِ کثیر کو مستفیض ومستفید فرمائے۔ آمین

ادنیٰ خادم العلماء الکرام والاولیاء العظام

(مولانا) غلام محمد سیالوی

عالمی ادارہ تنظیم الاسلام

صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی (سجادہ نشین درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیر طریقت رہبر شریعت منبع رشد وہدایت، حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معروف شیخِ طریقت ہیں۔ اپنے نے اس مادہ پرست دور میں اپنے انفاسِ قدسیہ کے ذریعے لاکھوں دلوں کو انوارِ خداوندی سے منور فرمایا ہے اور آج تک منور فرما رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مردہ جسم کو زندہ کرنا آسان ہے مگر اس کے مقابلے میں مردہ دل کو زندہ کرنا نہایت مشکل ہے۔ آپ نے اپنے انفاسِ قدسیہ سے بے شمار دلوں کو ذکر خداوندی کا خوگر بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اب وہ خوش نصیب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً علی جنوبھم کی عملی تفسیر نظر آتے ہیں۔ علاوہ ازیں شریعتِ محمدیہ کی پابندی انکے وجود سے عملاً نظر آتی ہے جو طریقتِ نقشبندیہ کا لازمی خاصہ ہے۔

دنیا بھر میں پھیلے ہوئے آپ کے مرید وخلفاء آپ کے نقشِ مبارکہ کو اپنانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے شیخِ کریم کی تعلیمات کا عملی نمونہ نظر آتے ہیں۔

آپ نے عصرِ حاضر کے دین سے بے بہرہ ماحول کو انوارِ خداوندی سے منور کرنے کا جو بیڑا اٹھایا ہے، دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کی یہ جانفشانیاں قبول فرمائے اور سلسلہ نقشبندیہ کی خدمات جلیلہ سے آپ کو نوازے۔ (آمین)

والسلام مع الاکرام

صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی

(سجادہ نشین درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت اخندزادہ صاحب قبلہ ، اللہ کی رحمت کا بادل

حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی):

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

اللہ تعالیٰ کی حمد اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ہدیۂ درود وسلام کے بعد شیخ المشائخ، زبدۃ الکاملین، مقتدیٰ السالکین، داعیٔ اسلام، مرشدِ طریقت، حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن افغانستان کے اکابر اولیاء اور مشائخ میں سے ہیں۔ وہ اللہ کی رحمت کا ایسا بادل ہیں جو افغانستان سے چلا اور پاکستان کے اطراف واکناف میں برسا۔ اس بادل نے دلوں کی دنیا کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ذریعے نئی زندگی بخشی۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم، عمر اور فیض میں برکتیں عطا فرمائے اور ہم پر آپ کے فیوض وبرکات سایہ فگن رکھے اور ہمیں آپ کی شفقت سے محروم نہ فرمائے۔

آپ کے فیوض وبرکات میں سے ایک تصنیفِ لطیف "ہدایۃ السالکین" بھی ہے جو قسم قسم کی ہدایات اور برکتوں پر مشتمل ہے اور طریقت وشریعت کے طلبگار لوگوں کے لیے بالعموم اور علماء ومشائخ کے لیے بالخصوص ایک رہنما کتاب ہے، اور اس میں عامۃ المسلمین کے لیے زبردست افادیت ہے۔ حضرت پیر صاحب نے کتاب وسنت اور علماء واولیاء کے اقوال کی روشنی میں ولایت اور اولیاء کے مقام کی وضاحت فرمائی اور اس سے مقصد یہ تھا کہ اللہ کے بندے اس کے ولیوں کی پیروی کریں اور دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مستحق بنیں۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے بارے میں فرمایا ہے کہ متقی اور پرہیزگار ہی اللہ کے ولی ہیں

اور یہ ارشادِ ربانی بھی ہے۔

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون الذین آمنو وکانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا والآخرۃ

نبی کریم ﷺ نے ربِ کریم کا کلام نقل کرتے ہوئے فرمایا: من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب

جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی، میرا اس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ جو شخص اس مسئلے کی تفصیل چاہتا ہے وہ امام علامہ عبد الغنی نابلسی کی تصنیف الحدیقۃ الندیہ اور عصرِ حاضر کے معروف مرشد اخندزادہ سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے افادات پر مشتمل تصنیف ھدایۃ السالکین کا مطالعہ کرے۔

افسوس کی بات ہے کہ بعض معاندین آپ کے حوالے سے گالی گلوچ سے کام لیتے ہیں حالانکہ وہ خود ایسے رویے کے مستحق ہیں کیونکہ حضرت پیر صاحب اجل علماء و مشائخ میں سے ہیں اور حدیث شریف میں مذکور ہے:

لا یرمی رجل رجلا بالکفر وبالفسوق الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلك او کما قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی شخص کسی کو کفر یا فسق کے ساتھ یاد نہ کرے ورنہ اگر وہ کفر اور فسق سے بری ہوا تو کفر اور فسق اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔ (یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا)

روایتی شیخ طریقت نہیں بلکہ ایک فاضل حنفی عالم

محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری:

میری نظر میں حضرت اخوندازادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی زیدہ مجدہ کو معاصر مشائخ میں منفرد مقام دلانے والی جو چند خصوصیات ہیں اور ان کی انفرادی حیثیت کو متعین کرتی ہیں وہ یہ ہیں کہ:

1) موصوف فقط روایتی شیخ طریقت ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فی نفسہٖ ایک فاضل حنفی عالم ہیں۔

2) انھوں نے اپنی ساری اولاد کو اہتمام کے ساتھ علمِ دین پڑھایا۔ میری اگرچہ حضرت اخندزادہ صاحب مد ظلہ العالی سے تو تفصیلی نشستیں نہیں ہو سکیں البتہ ان کی زیارت کی ہے اور میں نے ان کے فرزند مولانا محمد حمید جان نقشبندی سیفی سے متعدد نشستوں میں ان کے علمی مقام اور مستحضر مطالعہ کا اندازہ لگایا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ چونکہ اولاد کی تربیت میں والدین کا اہم حصہ ہے۔ اولاد کی عمدہ تربیت والدین کا فریضہ ہے۔ یوں حضرت اخندزادہ صاحب نے یہ اہم فریضہ بھی بطریقِ احسن نبھانے کی عمدہ سعی کی ہے اور بالخصوص درسیات کا پڑھانا ان کے علمی شغف اور دینی پختگی کا ثبوت ہے۔

3) حضرت اخندزادہ صاحب اور ان کے متعلقین کی مجالسِ ذکرِ الٰہی سے معمور رہتی ہیں۔ ہمہ وقت ذکر واذکار کی طرف متوجہ رہنا اور دوسروں کو اسی نقطے پر متوجہ رکھنا بجائے خود ایسا اہم ترین کام ہے جو ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں روحانی انقلاب اور مثبت تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔ گویا اس کا کریڈٹ بھی حضرت اخندزادہ صاحب ہی کو جاتا ہے۔

4) حتی المقدور کوشش کر کے شریعت وسنت کے اتباع کی کوشش جاری رکھنا بھی ان کی خوبی ہے اور اہم وصف، یہی وہ خصوصیت ہے جو اکابر ومشاہیر کا طرۂ امتیاز تھی اور آج الا

ماشاءاللہ اس کا وجود عنقا ہوتا جارہا ہے اور درحقیقت اسی اہم نقطے سے انحراف ہی نے ہماری اجتماعی اور انفرادی زندگی کو اجیرن بنا کے رکھ دیا ہے۔

5) حضرت اخندزادہ صاحب نے اپنی خانقاہ کو عملاً تربیت گاہ بنادیا ہے۔ ان کے تربیت یافتگان دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود ہوں اپنا وجود اور شناخت برقرار رکھتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اخندزادہ صاحب کو صحت وسلامتی کے ساتھ عمر خضر عطا کرے، آمین۔ آخر میں اپنے عزیز ملک محبوب الرسول قادری کو "انوارِ رضا" کا خاص نمبر شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے مرنے کے بعد معاشرے کی رونے دھونے کی روایت کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے جیتے جی ایک بزرگ کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس کی بہتر جزا عطا فرمائے۔ آمین

حضرت اخندزادہ...ایک شیخِ کامل

جانشینِ فقیہ العصر، استاذ العلماء، مولانا محمد عبدالحق بندیالوی مدظلہ:

اللہ تعالیٰ نے اتحاد میں بے پناہ برکات پنہاں رکھی ہیں اور مسلمانوں کو اخوت ووحدت کا حکم دیا ہے۔ اس وقت اہل سنت کو جس قدر باہمی اتحاد اور بھائی چارے کی ضرورت ہے، اس کا ادراک ہر باشعور سنی کو بخوبی ہے اور ہونا چاہیئے اور اسی مقصد کے لیے ہر کام سے بڑھ کر کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

یادرکھنا چاہیئے کہ قوموں کا راز فکری یکسوئی اور عملی وحدت ہی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ہمارے موجودہ انحطاط کا سبب باہمی عدم رابطہ اور فکری انتشار ہے۔ اگر عدم رابطہ کی خامی کو باہمی رابطہ کی خوبی سے بدل لیا جائے تو آج بھی ہمارے سارے مسائل فی الفور حل ہوسکتے ہیں۔ عزیزم ملک محبوب الرسول قادری نے ایک طویل عرصے سے اہل سنت کے اتحاد کے لیے جس قدر اہم

خدمات سرانجام دی ہیں اور دے رہے ہیں وہ لائقِ تحسین اور قابلِ تقلید ہیں۔ اگر ہر سنی اسی ڈگر کو اختیار کرلے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہر موڑ پر کامیابیاں اہل سنت کی منتظر نہ ہوں۔

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی مدظلہ کے حوالے سے ان کے رسالے "انوارِ رضا" کا حالیہ خاص نمبر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ میں نے بہت سارے سیفیوں کو دیکھا ہے۔ ان کی بڑی خوبی مسلک اہل سنت پر سختی سے کاربند ہونا اور اپنے مسلکی تشخص کا برملا اظہار کرنا ہے۔ اس سلسلہ کا کوئی بھی فرد جہاں کہیں موجود ہو، وہ اپنے روحانی مرکز سے وابستہ ہوتا ہے۔ شریعت کی پابندی کو اہتمام کے ساتھ قبول کرتا ہے، اپنے سلسلہ اور شیخِ طریقت سے وفاداری کو اختیار کرتا ہے اور عملاً اپناتا ہے اور پھر دین کے لیے قربانی دینے کا جذبہ رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں دارین میں کامیابی کے لیے اتنا کچھ کافی ہے۔

میں تمام اہل سنت کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، حضور اکرم ﷺ کی محبت کی بنیاد پر جمع ہونے اور ایک دوسرے کے وجود کو کھلے دل سے قبول کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ جو اسے قبول کرے گا، اپنے لیے دارین میں فتح و کامرانی پائے گا۔ میں نے پیر میاں محمد حنفی سیفی صاحب سے یہاں بندیال شریف میں کئی ملاقاتیں کی ہیں۔ ان کے دردِ دل اور ذوق و شوق سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ سب کچھ ان کے شیخِ کامل حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کی توجہ اور تربیت کا اثر ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو لمبی عمر اور ان کے کاموں میں اپنی خاص برکتیں شامل فرمائے۔ آمین

خوش قسمت سلسله نقشبندیه سیفیه

صاحبزادہ شاہ اویس نورانی (کراچی):

طریقت کے سلاسل سے وابستگی کا مقصد روحانی بالیدگی، عملی ارتقاء، عملی پختگی کا حصول

اور باہمی ربط و تعلق کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حضور رحمتِ عالم نورِ مجسّم ﷺ قرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ خوش قسمت ہے کہ اس کے وابستگان اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں اور ان کے پیر و مرشد حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی اخندزادہ صاحب انھیں اپنی کامل توجہ اور اشد مخلصانہ طویل جدوجہد کے ذریعے سے فلاح و خیر کی شاہراہ پر گامزن کیے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنے والد گرامی حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہٗ کی وہ تحریر دیکھی جو انھوں نے راوی ریان کے دورے کے موقع پر وزٹ بک پر اپنے تأثرات کی صورت میں یادگار چھوڑی ہے۔ میری دعا ہے کہ خداوند قدوس حضرت موصوف کو اس کارِ خیر کی عمدہ جزا دے، ان کا فیض عام کرے، ان کی عمر میں زندگی میں اور برکتیں دے۔ میں برادرم ملک محبوب الرسول قادری کے لیے اور ان کے رسائل انوارِ رضا اور سوئے حجاز کی کامیابیوں اور مقبولیت کے لیے بھی دعاگو ہوں۔

جہانِ تصوف کی بہار

علامہ صاحبزادہ سیّد مصطفیٰ اشرف رضوی (مہتمم جامعہ حزب الاحناف، لاہور):

(سجادہ نشین خانقاہِ قادریہ رضویہ برکاتیہ لاہور)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو اللہ تعالیٰ نے جو خصوصیات عطا فرمائی ہیں، ان میں سے ایک خوبی دین کے لیے قربانی دینے اور مسلسل جدوجہد کی توفیق ہے۔ یہ لوگ محنت، کوشش اور ایثار سے نہیں گھبراتے بلکہ اسی میں اپنے لیے خوشی و مسرت اور شادمانی کا سامان پاتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی اور حضرت شاہِ نقشبند بہاؤالدین کی زندگیوں کے مطالعہ سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

عہدِ حاضر میں سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ کو یہ وصف اللہ تعالیٰ کی جناب سے بدرجۂ اتم نصیب

ہوا ہے۔ حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی (اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمرِ خضر نصیب کرے) ایک باعمل، زیرک، معاملہ فہم، دور اندیش اور مومنانہ فراست کے حامل بزرگ ہیں۔ آپ اکابر مشائخ نقشبند کے نقشِ قدم پر ہیں اور اصاغر پر ان کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ میں نے اہل سنت وجماعت کے اکثر پروگراموں میں سیفی برادران کی ہمت و قوت اور ذوق و شوق کا بخوبی اندازہ لگایا ہے۔ اگر ان جیسا جذبہ دیگر خانقاہ نشینوں اور ان کے وابستگان می پیدا ہو جائے تو انقلابِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا راستہ خود بخود ہموار ہو جائے۔

میں حضرت پیر سیف الرحمٰن ارچی مدظلہ کو عملی مسلمان راہنما کے روپ میں دیکھتا ہوں۔ ان کے وجود میں اکابر کی جھلک، ذوق و شوق اور اندازِ فکر و عمل نظر آتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے دم قدم سے تصوف کی دنیا میں بہاریں ہیں اور اہلِ دل کے ہاں رونقیں لگی ہوئی ہیں۔ افغانستان اور اب پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ ان کا فیض پھیل رہا ہے بلکہ ساری دنیا کے بیشتر ممالک میں ان کا فیض عام ہو رہا ہے۔ بلاشبہ وہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل بزرگ ہیں۔ میں ”انوارِ رضا“ کی طرف سے ان کی خدمات کے اعتراف میں خصوصی اشاعت کے فیصلے کا خیر مقدم کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر اس خاص نمبر کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ اہل سنت میں وحدت و پیار کے جذبات فروغ پائیں اور باہمی فاصلے گھٹیں۔

اللہ تعالیٰ اہل سنت کو باہمی طور پر وحدت و اخوت اور دین کے لیے کام کرنے کا جذبہ و شعور عطا فرمائے۔ آمین

اسلام اور اہل سنت کی عظیم قوت سلسلہ نقشبندیہ سیفیہ

صدر المشائخ پیر محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری (سجادہ نشین ڈھانگری شریف):

اللہ تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو دیگر مبارک روحانی سلاسل کی طرح خصوصیات اور خوبیوں سے نوازا ہے۔ حضرت قندیل نورانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کی خاص توجہات کا نتیجہ ہے کہ حق گوئی اور شریعت مطہرہ پر سختی سے عملدرآمد کی نعمت اس سلسلہ شریف کو نصیب ہوئی اور اس سلسلہ کے موسس اعلیٰ یادگار اسلاف حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی افغانی مدظلہ العالی کو آپ کی ذات گرامی سے خاص نسبتیں حاصل ہیں۔ حضور سیدنا مجدد پاک رضی اللہ عنہ اور آپ کا ایک ہی خطے اور ایک ہی سلسلہ شریف سے تعلق ہونا، ایک ہی مشن پر کاربند ہونا، شریعتِ طیبہ پر سختی سے کاربند ہونا، دولتِ عشقِ رسول ﷺ کا قاسم ہونا، اسلام کی سربلندی کے لیے ہمہ وقت مصروفِ جہد ہونا، یہ بہت اہم خصوصیات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن ارچی صاحب کو حضرت مجدد پاک رضی اللہ عنہ کے فیضان سے خاص حصہ ملا ہے اور وہ اسے مخلوق خدا میں کھلے دل سے تقسیم فرمارہے ہیں۔ میرے پاس میرے دیرینہ دوست اور وطنِ عزیز کے نامور صحافی ملک محبوب الرسول قادری کے ہمراہ کرنل ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی اور مولانا غلام مرتضیٰ سیفی تشریف لائے اور انھوں نے حضرت اخندزادہ صاحب کے حوالے سے انوارِ رضا کی خصوصی اشاعت کے لیے تائثر لکھنے کی فرمائش کی۔ مجھے ان کے جملہ وابستگان میں نقشبندی رنگ غلبے کے ساتھ جھلکتا نظر آتا ہے اور میں ان کے حلقے کو اسلام اور اہل سنت کی اہم قوت خیال کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی خاص برکتوں سے نوازے اور یہ سلسلہ پاکستان اور ساری دنیا میں اسلام کی سربلندی، اہل سنت کی بالادستی اور مشرب صوفیاء کی ترقی و استحکام کی ذریعہ بنے۔ آمین

مؤلف کی دیگر تصانیف

۱) الدلیل المصیب فی نداء الحبیب للحبیب
(مطبوعہ)

۲) قرّۃ العیون المعروف سرکار ﷺ کی زیارت کیجئے
(غیر مطبوعہ)

۳) فیض السّلطان فی جواب الاذان
(غیر مطبوعہ)

۴) فیض الی حمید
فی مبادیاتِ التفسیر للقرآن المجید
(غیر مطبوعہ)